تحریک پاکستان اور

پنجابی ادب

(ترمیم و اضافے کے ساتھ)

ڈاکٹر شہباز ملک

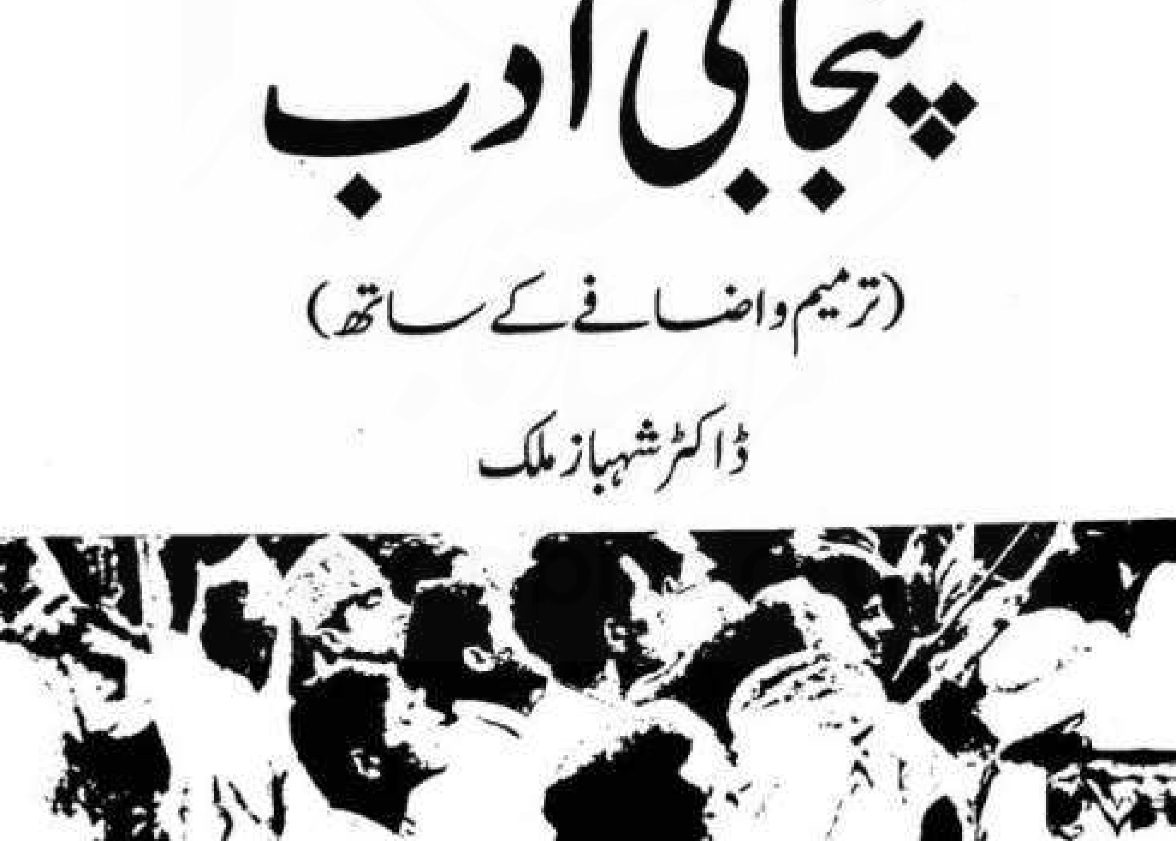

تحریک پاکستان
اور
پنجابی ادب

(ترمیم و اضافے کے ساتھ)

ڈاکٹر شہباز ملک

maablib.org

تحریک پاکستان
اور
پنجابی ادب

(ترمیم و اضافے کے ساتھ)

ڈاکٹر شہباز ملک

تحریکِ پاکستان

اور

پنجابی ادب

(ترمیم واضافے کے ساتھ)

ڈاکٹر شہباز ملک

(پرائڈ آف پرفارمینس وستارۂ امتیاز)

نیشنل بک فاؤنڈیشن

اسلام آباد

©2018 نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد
جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ یہ کتاب یا اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی شکل میں
نیشنل بک فاؤنڈیشن کی باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جا سکتا۔

نگران	:	ڈاکٹر انعام الحق جاوید
مصنف	:	ڈاکٹر شہباز ملک

اشاعت اول	:	جون، 2018ء
تعداد	:	1000
کوڈ نمبر	:	GNU-692
آئی ایس بی این	:	978-969-37-1096-0
طابع	:	نست پریس، اسلام آباد
قیمت	:	-/230 روپے

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی مطبوعات کے بارے میں مزید معلومات کے لیے رابطہ:
ویب سائٹ: http/www.nbf.org.pk فون 92-51-9261125
ای میل: books@nbf.org.pk

انتساب

آزادی کے مجاہد

پنجابی لکھاریوں کے نام!

maablib.org

تعارف

نام: ڈاکٹر شہباز ملک

ولدیت: ملک محمد دین

تاریخ پیدائش: 3 اپریل 1937ء (لاہور)

تعلیم: 1۔ایم اے (پنجابی) پنجاب یونیورسٹی لاہور، ریگولر (1972ء)

2۔پی ایچ ڈی (پنجابی) پنجاب یونیورسٹی، لاہور (1982ء)

3۔فاضل پنجابی (1959ء)

4۔پروینشکا پنجابی (گورمکھی) پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ (بھارت۔یونیورسٹی میڈل) 1982ء

رابطہ: dr.shahbazmalik@gmail.com--0300-4451422

پیشہ:

1۔ براڈکاسٹر پنجابی، لاہور ریڈیو (زراعتی پروگرام، سوہنی دھرتی 'رچناب) 1967ء۔1985ء (بہترین کمپیئر پنجابی پروگرام ادبی۔گریجوایٹ ایوارڈ 1984ء)

ملازمت، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

1۔ لیکچرار شعبہ پنجابی پارٹ ٹائم 11۔نومبر 1975ء تا 6 اکتوبر 1976ء

2۔ لیکچرار (پہلا باقاعدہ) شعبہ پنجابی، 7۔اکتوبر 1976ء تا 3۔فروری 1982ء

3۔ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ پنجابی (پہلا باقاعدہ) 3۔فروری 1982ء تا 3۔اگست 1991ء

4۔ ایسوسی ایٹ پروفیسر (پہلا باقاعدہ) شعبہ پنجابی 4۔اگست 1991ء تا 22 نومبر 1992ء

5۔ پروفیسر گریڈ۔20 (پہلا باقاعدہ) شعبہ پنجابی 23۔نومبر 1992ء تا 2۔اپریل 1997ء (ریٹائرمنٹ)

6۔ پروفیسر ایمریطس (پنجابی، پہلا) 20 مارچ 2010ء (تاحیات)

دیگر:

1۔ فیکلٹی ممبر (پنجابی مضمون) سول سروسز اکیڈمی (پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس)، لاہور: 1988ء تا حال

انتظامی امور

1۔ کنوینر ایڈہاک کمیٹی، شعبہ پنجابی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

2۔ چیئرمین شعبہ پنجابی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

3۔ کنوینر، بورڈ آف سٹڈیز (پنجابی) پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ادارتی امور

1۔ نائب مدیر، ماہنامہ پنجابی ادب، لاہور، 1961ء

2۔ مدیر ماہنامہ 'لہراں' لاہور، 1972ء۔1973ء

3۔ بانی مدیر ششماہی 'کھوج' شعبہ پنجابی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور 1978ء تا 1997ء (38 شمارے)

4۔ معاون مدیر سہ ماہی مجلہ 'تحقیق' پنجاب یونیورسٹی، لاہور

5۔ رکن، مجلس مشاورت اورینٹل کالج میگزین، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

6۔ رکن، ادارتی بورڈ (بحوالہ پنجابی) انسائیکلوپیڈیا ادبیات عالم، اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد، 2013ء

مطبوعہ کتب

1۔ پدھرے راہ (تعلیمی تدریسی 1961ء)

2۔ اجوکی کہانی (باشتراک، انتخاب پنجابی افسانہ 1962ء)

3۔ چانن (علمی وادبی تنقیدی 1962ء)

4۔ سوکھے پینڈے (تعلیمی تدریسی 1962ء)

5۔ راہے راہ (تعلیمی تدریسی 1963ء)

6۔ سوہیانے اکومت (اکھان انتخاب، 1967ء)

7۔ پکی روٹی خرد (تحقیق وتدوین متن 1973ء)

8۔ جنگنامہ مقبل تے پنجابی مرثیہ (تحقیق تدوین متن 1974ء)

9۔ منہ آئی گل (تحقیق تنقید 1976ء)

10۔ پنجابی کہاوتیں (انتخاب۔اکھان 1977ء)

11۔ پنجابی لسانیات (تحقیق۔زباندانی 1977ء، 1989ء، 1996ء)

12۔ ساڈے اکھان (پہلا ایڈیشن 1978ء، دوسرا ایڈیشن اضافے کے ساتھ 2004ء)

13۔ ستارے (تنقید تحقیق 1979ء، 1989ء، تیسرا ایڈیشن ترمیم واضافے کے ساتھ 2017ء)

14۔ ادبی مہکاں (باشتراک 1980ء)

15۔ چونواں پنجابی ادب (باشتراک 1981ء)

16۔ آزادی دے مجاہد لکھاری (تحقیق' تحریک پاکستان اور پنجابی ادب 1981ء)

17۔ تنقیدی وچار (بہ اشتراک 1981ء)

18۔ راقب قصوری دیاں نعتاں (تحقیق۔تدوین متن 1982ء)

19۔ جنگنامہ پیر محمد کاہی (تحقیق۔تدوین متن 1982ء)

20۔ پاکستانی پنجابی ادب۔ببلیو گرافی (تحقیق 1983ء)

21۔ تحریکِ پاکستان اور پنجابی ادب (تحقیق 1983ء، دوسرا ایڈیشن، ترمیم واضافے کے ساتھ 2017ء)

22۔ مولوی احمد یار۔فکر تے فن (مقالہ پی ایچ ڈی۔تحقیق تنقید 1984ء)

23۔ گویڑ (تحقیق تنقید 1985ء، 1995ء)

24۔ سسی پنوں حافظ برخوردار مسلمانی (تحقیق۔تدوین متن 1987ء)

25۔ سسی پنوں حافظ برخوردار رانجھا (تحقیق۔تدوین متن 1988ء)

26۔ نویں ورقے (1) (تحقیق تنقید 1988ء)

27۔ پنجابی ادبی جائزے (تحقیق تنقید 1989ء)

28۔ پنجابی کتابیات جلد: 1 (تحقیق ببلیو گرافی 1991ء)

29۔ وچار (تحقیق تنقید 1992ء)

30۔ پنجابی ادب تے منزل پاکستان (تحقیق، تاریخ 1995ء)

31۔ میریاں بھارت پھیریاں (سفرنامہ 1996ء)

32۔ پنجابی کہاوتاں (تحقیق، اکھان انتخاب 2004ء)

33۔ سیانے کہندے نیں (پہلا پراگا۔تشریح اکھان 2006ء)

34۔ روپ رنگ (کھوج تے پرکھ، 2009ء)

35۔ پنجابی کتابیات جلد: 2 (تحقیق، ببلیو گرافی، 2015ء)

36۔ اُلیلاں (شاعری 2017ء)

37۔ رویلاں (فکشن 2017ء)

انٹرویو (کتب)

38۔ (i) گلاں ڈاکٹر شہباز دیاں (1997ء)

39۔ (ii) شہباز دیاں گلاں (2009ء)

40۔ (iii) دل دیاں گلاں۔شہباز دیاں (2013ء)

انعامات

1۔ صدارتی اعزاز برائے حُسنِ کارکردگی 2003ء)
2۔ ستارۂ امتیاز (2016ء)
3۔ علامہ علاؤ الدین صدیقی میرٹ، سکالرشپ (1971ء)
4۔ یونیورسٹی میڈل، پنجابی پروشکا (1982ء) پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ (بھارت) (گورمکھی)
5۔ گریجویٹ ایوارڈ، بہترین کمپیئر ادبی پروگرام، ریڈیو، (1984ء)
6۔ دھالیوال ایوارڈ، ساہت اکادمی، لدھیانہ (بھارت) 1994ء)
7۔ دو قومی گیت، محکمہ تعمیر نو مغربی پاکستان، لاہور (1968ء)

کتب

8۔ سوسیانے اکومت (گلڈ ایوارڈ 1967ء)
9۔ جنگ نامہ مقبل تے پنجابی مرثیہ (گلڈ ایوارڈ 1974ء)
10۔ پنجابی لسانیات (گلڈ ایوارڈ، پنجاب یونیورسٹی ایوارڈ 1977ء)
11۔ ستارے (گلڈ ایوارڈ 1979ء)
12۔ مولوی احمد یار۔ فکر تے فن (ہجری ایوارڈ 1984ء)
13۔ پنجابی ادبی جائزے (جام درک ایوارڈ 1989ء)
14۔ پنجابی کتابیات جلد۔1 (شاہ عبداللطیف بھٹائی ایوارڈ 1991ء)
15۔ پنجابی ادب تے منزل پاکستان (مسعود کھدر پوش ایوارڈ 1995ء)
16۔ لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ، (مسعود کھدر پوش ٹرسٹ، لاہور 2007ء)
17۔ مختلف اداروں کی طرف سے میڈل اور شیلڈیں 22 (پنجابی ادبی خدمت)

مقالات و مضمون، مطبوعہ:

1۔ رسائل میں: 122
2۔ کتب میں شامل: 74
3۔ اخبارات میں: 159 کل: 355

نگرانی مقالات (پنجاب یونیورسٹی)

1۔ ایم اے (پنجابی): 21 2۔ پی ایچ ڈی (پنجابی): 10

☆ 2007ء میں حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی۔

فہرست

○ پیش لفظ — ڈاکٹر انعام الحق جاوید — 11
○ تقدیم — ڈاکٹر محمد احسان الحق — 13
○ اپنی بات (1) — ڈاکٹر شہباز ملک — 15
○ اپنی بات (2) — ڈاکٹر شہباز ملک — 19

پہلا باب

◈ ہوا کارواں سوئے منزل رواں — 23

دوسرا باب

◈ ہوئیں نفرتیں بھی مشترک — 33

تیسرا باب

◈ ہوئیں چاہتیں ہیں الگ الگ — 43

چوتھا باب

◈ جاگا، پیارا مسلم جاگا — 59

پانچواں باب

◈ لے کے رہیں گے پاکستان — 65

چھٹا باب

◈ پاکستان بن گیا ہے دیس اپنا 115

ساتواں باب

◈ آزادی کے پنجابی مجاہد لکھاری (دستیاب کلام) 121
◈ کتابیات(Bibliography) 212

maablib.org

پیش لفظ

نیشنل بُک فاؤنڈیشن کی جانب سے نئی منصوبہ بندی کے تحت جہاں علم وادب، سائنس، فلسفہ، تاریخ، جغرافیہ، اسلامیات، اخلاقیات، طب، حالاتِ حاضرہ، حکمت و دانائی اور تحقیق کے حوالے سے معلوماتی کتب کی اشاعت تسلسل سے جاری ہے وہیں طلبہ کی سہولت کے لیے امدادی نصابی کتب بھی شائع کی جا رہی ہیں۔ موجودہ کتاب ''تحریکِ پاکستان اور پنجابی ادب'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کے مصنف اُستادِ محترم ڈاکٹر شہباز ملک ہیں جو ایک نامور محقق اور دانشور ہیں، انہوں نے جذبۂ حب الوطنی کے تحت اس اہم قومی موضوع پر 1977 میں کام شروع کیا اور 1983ء میں اس کتاب کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔ اس سے قبل 1981ء میں اس موضوع پر کتاب ''آزادی دے مجاہد لکھاری'' (مختصر تذکرہ) پنجابی میں شائع کی۔ اس موضوع سے چونکہ ڈاکٹر صاحب کو ذاتی دلچسپی تھی اس لیے وہ یہ کتابیں شائع ہونے کے بعد بھی متعلقہ مواد اکٹھا کرتے رہے۔ ہمارے لیے یہ بات باعثِ فخر ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے ترمیم واضافہ شدہ موجودہ ایڈیشن کی اشاعت کے لیے نیشنل بُک فاؤنڈیشن کو ترجیح دی۔

امید ہے یہ کتاب طلبہ، اساتذہ اور قارئین کے لیے مفید ثابت ہوگی اور وہ اس سے بھرپور استفادہ کریں گے۔

ڈاکٹر انعام الحق جاوید
(پرائڈ آف پرفارمینس)
مینیجنگ ڈائریکٹر

تقدیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر شہباز ملک پنجاب کے ان ادیبوں اور محققوں میں سرفہرست ہیں جنہوں نے اپنے کام کی عظمت سے اپنے نام کو وقعت و رفعت کا ہم معنی بنا دیا ہے' ذہانت و فطانت کے ساتھ ساتھ محنت سے محبت کا جذبہ نیز فکر و نظر کی جو گہرائی اور راستی ملک صاحب کو ودیعت ہوئی ہے وہ ان ہی کا حصہ ہے۔

ملک صاحب طبعاً دشوار پسند اور مہم جُو واقع ہوئے ہیں وہ بالعموم ایسے موضوعات پر قلم اٹھاتے ہیں جو اوسط ہمت اور صلاحیت کے اہل قلم کے لیے ہمت شکن ہوتے ہیں تاہم ملک صاحب کی انفرادیت محض ان کے موضوعات کی جدت اور ندرت ہی میں نہیں بلکہ اس نفاست اور سلیقے میں بھی ہے جس کو بروئے کار لا کر وہ بنجر اور ویران 'زمینوں' کو گل و گلزار بنا دیتے ہیں۔

زیر نظر کتاب' تحریک پاکستان اور پنجابی ادب' کا موضوع جیسا سنگلاخ ہے وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں لیکن ملک صاحب نے اپنی صلاحیت و ہمت بے پایاں سے اس میں جس خوبی و خوبصورتی سے گل پھول کھلائے ہیں وہ لائق تحسین و آفرین ہیں۔

ڈاکٹر شہباز ملک نے زیر نظر کتاب میں تحریک پاکستان کے حالات و واقعات کے اتار چڑھاؤ کو اس عہد کے پنجابی ادب پر اس طرح اثر انداز ہوتے دکھایا ہے کہ تاریخ اور ادب ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ساتھ چلتے نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر شہباز ملک نے اپنی اس کتاب میں مواد کی ترتیب و پیش کش میں جو انداز اپنایا ہے اسے نبھانے کے لیے انہیں جس دشواری کا سامنا کرنا پڑا ہوگا اس کا اندازہ قارئین بخوبی کر سکیں گے لیکن مجھے اس لطف و انبساط کا ذکر کرنا ہے جو ملک صاحب کی محنت و ریاضت سے پڑھنے والوں کو حاصل ہوتا ہے۔

تحریک پاکستان کو اس کے آغاز سے انجام تک چھ ابواب میں بیان کیا گیا ہے۔ ابواب کے عنوانات جن مصرعوں سے تراشے گئے ہیں وہ شاعرانہ حُسن سے معمور ہونے کے ساتھ ساتھ تحریک پاکستان کے متعلقہ ادوار کا لُب لُباب بڑی خوبصورت جامعیت کے ساتھ پیش کرتے ہیں مثلاً ہندو مسلم اتحاد کے دور کے واقعات

کو انہوں نے "ہوئیں نفرتیں بھی مشترک" اور اس اتحاد کے خاتمے کے دور کے حالات وحوادث کو "ہوئیں جاتیں بھی الگ الگ" کے عنوانات کے تحت پیش کیا ہے اور حق تو یہ ہے کہ ان عنوانات سے ہندو مسلم اتحاد اور خاتمۂ اتحاد کی تہ میں کارفرما ذہنیت اور عوامل وعناصر کا تجزیہ جس خوبی سے سمٹ آیا ہے وہ کسی اور طریقے سے شاید ممکن نہ ہوتا۔ ابواب کے عنوان کے حُسنِ لفظی ومعنوی سے قطع نظر کر کے ابواب کے مواد پر نظر کیجیے تو یہاں بھی ڈاکٹر شہباز ملک کی ذہانت اور محنت بولتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے پنجابی ادب کے گم گشتہ جواہر ریزوں کو جمع کرنے میں کاوش وکاہش اور تحریک پاکستان کے واقعات وحالات کے ساتھ ان کے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑنے میں جس نفاست اور لطافت سے کام لیا ہے وہ کچھ انہی کا حصہ ہے۔

ڈاکٹر صاحب بنیادی طور پر ادیب محقق اور شاعر ہیں لیکن پیش نظر کتاب میں انہوں نے تاریخی واقعات کو غیر جانبداری کے ساتھ ان کے صحیح تناظر میں جس بصیرت افروز سلیقے سے پیش کیا ہے اس سے ان کی ایک ایسی اضافی صلاحیت سامنے آئی ہے جو ان کے دوستوں کے لیے خصوصاً اور عام خوانندگان کے لیے عموماً بڑی دل خوش کن ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی یہ کتاب اپنی گوناگوں خوبیوں کی وجہ سے ادب وتاریخ ہر دو مضامین کے قارئین کے لیے بڑی معلومات افزا اور دلچسپ ثابت ہوگی۔

ڈاکٹر محمد احسان الحق
بی اے، آنرز، ایم۔اے (اردو)
ایم۔اے (تاریخ)، پی ایچ ڈی

maablib.org

اپنی بات
(1)

''تحریک پاکستان اور پنجابی ادب'' آج سے پانچ سال قبل ایک ایسا موضوع تھا جس پر ملنے والا مواد نہ ہونے کے برابر تھا۔ پنجابی زبان و ادب کی تاریخوں اور تذکروں کی حالت یہ ہے کہ یہ موجودہ دور کے تقاضے کماحقہٗ پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ ان کی ورق گردانی کرنے کے بعد اس موضوع پر ایک آدھ حوالے کے سوا کچھ نہیں ملتا حالانکہ اس موضوع کا براہ راست تعلق ہمارے قومی تشخص سے بنتا ہے۔ اس لحاظ سے اس موضوع کی اہمیت دوسرے موضوعات سے دوگنی ہو جاتی ہے۔ پھر یہ کہ پنجاب نے تحریکِ پاکستان میں واضح طور پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مسلم لیگ کے حوالے سے ہمارے لکھنے والوں نے عملی اور قلمی محاذ پر کام کیا اس لیے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ تحریک کے دور میں ان لکھنے والوں کے قلم نے کچھ تخلیق نہ کیا ہو۔ یہی چند باتیں تھیں جو اس موضوع کے حوالے سے تقریباً پانچ برس قبل میرے ذہن میں آئیں اور میں اللہ کا نام لے کر تحریکِ پاکستان کے حوالے سے تخلیق ہونے والے ادب کی ٹوہ میں چل نکلا۔

میں نے پنجابی کے نئے اور پرانے ادب کو اس نقطۂ نظر سے کھنگالا۔ آزادی کے جہاد میں قلمی اور علمی مجاہدوں کو اپنی ہمت اور وسائل کے مطابق ملنے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں ذاتی خطوط اور اخبارات کے ذریعے تعاون کی درخواست کی۔ قیام پاکستان کے پس منظر کو اپنے قومی اور علاقائی حوالے سے دیکھنے کے لیے قومی تاریخ پر لکھی گئی کتابوں کو دیکھا اور ان پر غور کیا۔ ان کوششوں کے نتیجے میں آزادی کے جہاد کی سیاسی تاریخ اور قومی جدوجہد کی رفتار کے مطابق پنجابی کا مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ادب خاصی مقدار میں حاصل ہو گیا ہے جس سے مسلم تشخص کے حوالے سے قیامِ پاکستان کی جدوجہد کا علاقائی نقشہ واضح طور پر سامنے آ جاتا ہے۔ میں نے اس موضوع پر کام کرنے کے دوران یہ ضرور محسوس کیا ہے کہ اس کام کو قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی ہو جانا چاہیے تھا کیونکہ اس وقت لوگوں کی یادداشتیں تازہ تھیں، جذبے بھی جوان تھے، آزادی کے مجاہد ہم میں موجود تھے اس وقت بہت سا مواد مہیا ہو سکتا تھا۔ اگر ایسا ہو جاتا تو ایک طرف یہ ادب محفوظ ہو جاتا دوسری طرف یہ مواد ہمارے اس وقت کی پنجابی کی ادبی روایت کا حصہ بن کر اس کے پاکستانی تشخص کو ابھارنے میں مدد دیتا

اور اس دور میں پنجابی ادب میں قومی تشخص کو دھندلانے والے عناصر کو کھل کھیلنے کا موقع نہ ملتا جس سے پنجابی ادب کو بلاشبہ نقصان پہنچا ہے۔ قیام پاکستان کے تین دہوں تک مسلم تشخص کے حوالے سے آزادی لینے کے لیے تخلیق ہونے والے ادب کو محفوظ کرنے کی طرف سے بے اعتنائی برتنے کا کچھ نقصان یہ ہوا کہ اس عرصے میں پاکستان کے اندر اور باہر بیٹھے دشمنوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے اس موضوع سے دلچسپی اور گرمجوشی میں مجموعی طور پر کمی آئی، دوسرے آزادی کے کئی مجاہد اس دوران میں اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے اس لیے اس ادب کے کھوج لگانے میں بہت سی دشواریوں سے سابقہ پڑا اور مواد کی دستیابی کی رفتار سست رہی۔ پھر بھی جو کچھ اس سلسلے میں حاصل ہوا ہے اس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ پنجابی زبان وادب کی طرف سے مسلم تشخص کے حوالے سے آزادی کی تحریک جو آخر میں منزلِ پاکستان پر منتج ہوئی، میں حصہ ڈالنے کا خاصا واضح اور مدلل ثبوت مل جاتا ہے۔

اس کتاب کو میں نے آزادی کی منزل کی طرف روانہ ہونے والے کارواں کی طرح چلایا ہے یعنی اس کتاب کے ابواب تحریک کی رفتار کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ پہلے تین ابواب تک آزادی کی تحریک، تحریکِ پاکستان کے لیے ایک لحاظ سے پس منظر کا کام دیتی ہے چوتھا باب تحریک پاکستان کی واضح شکل میں سامنے آتا ہے جبکہ پانچواں اور چھٹا باب براہِ راست تحریک پاکستان اور پنجابی ادب سے متعلق ہے۔ ان تمام ابواب میں آزادی کی تحریک مسلم تشخص کے حوالے سے چلتی ہے۔ اس کے سیاسی جائزے کے ساتھ ساتھ اس حوالے سے تخلیق ہونے والے پنجابی ادب کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس طرح یہ کتاب ایک لحاظ سے تحریک پاکستان کی کہانی بھی ہے اور اس حوالے سے تخلیق ہونے والے پنجابی ادب کا گلدستہ بھی۔ آخری یعنی ساتویں باب میں اس سلسلے میں ملنے والے تمام پنجابی ادب کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

اس موضوع پر کلام اکٹھا کرتے ہوئے میری یہ کوشش تھی کہ زندہ لکھاریوں سے زیادہ سے زیادہ معلومات اکٹھی کی جائیں۔ پھر یہ کہ تحریک پاکستان کے بارے میں ان کے تاثرات بھی ریکارڈ کیے جائیں مگر میرے وسائل نے مجھے اس کی زیادہ اجازت نہیں دی اس لیے فی الحال صرف اتنا کچھ کیا جا سکا ہے کہ مسلم تشخص کے حوالے سے اس دور میں تخلیق ہونے والے ادب کو مختلف وسائل کے ذریعے یکجا کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی کوئی آسان کام نہ تھا کہ اس سے قبل اس سلسلے میں سرے سے کوئی کام ہوا ہی نہیں تھا۔ جب میں نے یہ کام شروع کیا اس وقت پاکستان کو تین دہے گزر چکے تھے۔ لکھاریوں کے کلام تک پہنچنا تو خیر ناممکن نظر آتا تھا، موجود لکھاریوں کے پاس پہنچنا اور ان سے اس دور کا کلام حاصل کرنا بھی خاصا مشکل تھا۔ پھر یہ کہ میں

نے شروع ہی سے فیصلہ کیا تھا کہ ان قلمی مجاہدین کے کچھ حالات زندگی بھی یکجا کرنا ہیں چنانچہ اس سلسلے میں مجھے خاصی دوڑ دھوپ کرنا پڑی اور تمام ممکنہ وسائل سے کام لیتے ہوئے آزادی کے 45 پنجابی مجاہد لکھاریوں کی تخلیقات اور بیشتر کے حالات زندگی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ خوش قسمتی سے اس دور کی شائع شدہ چند تحریریں بھی حاصل ہو گئیں جو نغمۂ پاکستان کے نام سے مسلم لیگ کی مختلف تنظیموں کی طرف سے 1946ء کے لگ بھگ شائع کی گئی تھیں، حاصل ہونے والے تمام مواد کو میں نے مختلف ذرائع سے جانچا اور پرکھا ہے اور بعض کے سلسلے میں مسلم لیگ کے رہنماؤں سے تحریری تصدیق تک حاصل کی گئی ہے۔

پنجابی زبان و ادب کے سلسلے میں کیا جانے والا یہ کام چونکہ ایک طرف تاریخی حیثیت کا حامل ہے تو دوسری طرف ملی اہمیت رکھتا ہے اس لیے مکمل کتاب کی اشاعت، حاصل شدہ مواد اور معلومات کو مختلف ذرائع سے عوام تک پہنچا کر تسلی کر لی گئی ہے مثلاً اس کی ایک تلخیص حلقہ ارباب ذوق (لاہور) میں تنقید کے لیے پیش کی جو بعد ازاں ماہنامہ "ماہِ نو" لاہور کے اگست 1979ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ روزنامہ "نوائے وقت" میں اگست 1979 اور مارچ 1980ء میں مختصر مضامین لکھے۔ پنجاب یونیورسٹی کے تحقیقی مجلہ، کھوج کے شمارہ 2،3 میں تفصیلی مقالات معہ تصاویر شائع ہوئے اور روزنامہ "امروز" لاہور کے پنجابی ایڈیشن میں "آزادی دے مجاہد لکھاری" کے عنوان سے جنوری 1980ء سے فروری 1981ء تک ہفتہ وار اقساط کا سلسلہ جاری رہا ہے۔ یہ اقساط اسی عنوان سے 1981ء میں کتابی صورت میں شائع ہوئیں۔ ان کے علاوہ اس کتاب کے مکمل پنجابی متن کو پنجابی ادبی پروار لاہور کی مختلف تنقیدی نشستوں میں تنقید کے لیے پیش کیا جا چکا ہے۔ اس سلسلے میں ہونے والی بحثوں اور آنے والے مشوروں کے مطابق ترامیم و اضافے بھی کیے گئے تا کہ یہ کام زیادہ سے زیادہ با اعتبار اور مکمل ہو سکے۔

یہ ایک ایسا موضوع ہے جو پنجابی ادب کے حوالے سے بالکل نیا ہے۔ جس وقت یہ کام شروع کیا گیا تھا اس وقت ایک تذکرے میں چراغ دین عشق لہر کے چو مصرعہ کے علاوہ کچھ بھی دستیاب نہ تھا۔ دوڑ دھوپ کے بعد 45 کے قریب لکھاریوں کی نگارشات اور دیگر معلومات حاصل ہوئی ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ پنجاب میں اس موضوع پر خاصا لکھا گیا تھا۔ یکجا کی گئی معلومات و نگارشات پنجاب کے حوالے سے قیام پاکستان کی تاریخ کے سلسلے میں ایک لحاظ سے بنیاد ہیں جو کام میں ذاتی وسائل سے کر سکا ہوں حاضر ہے۔ جو نہیں کر سکا اس کو خود بھی کرنے کا عزم رکھتا ہوں اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے دوستوں سے بھی توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس سلسلے کو آگے بڑھائیں۔

اس کتاب کے مواد کی فراہمی اور ترتیب کے سلسلے میں مجھے اول تا آخر دوستوں اور مہربانوں کی طرف سے ہر قسم کا تعاون حاصل رہا' تحریک پاکستان کے مجاہد لکھاری جو خوش قسمتی سے بقید حیات ہیں انہوں نے نہ صرف اپنا کلام خصوصی توجہ سے تلاش کر کے دیا بلکہ دیگر معلومات اور لکھاریوں کے بارے میں مفید معلومات بھی فراہم کیں اس لیے یہ حضرات میرے خصوصی شکریے کے حقدار ہیں۔

میرے کچھ دوست اور مہربان ایسے بھی ہیں جنہوں نے تحقیق کے اس قومی کام میں ذاتی دلچسپی لے کر تحریک پاکستان اور پنجابی ادب کے سلسلے میں مفید معلومات اور مواد فراہم کرنے میں تعاون فرمایا۔ ان میں شریف کنجاہی' ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری' سراج دین (پوتا عشق لہر)' محمد بشیر بشیر گورایہ' سلیم کاشر' محمد صدیق صبر (شاگرد محمد دین میر)' طالب چشتی' اطہر نظامی' غلام مصطفیٰ بسمل' حفیظ تائب' عبداللطیف مسافر' نور احمد ثاقب' غلام رسول آزاد' طالب جالندھری' پروفیسر جلیل عالی' حکیم سوہنی امرتسری' رفیق ڈوگر اور محمد عاشق ملک شامل ہیں۔ میں ان سب حضرات کا بے حد ممنون ہوں۔

تحقیقی امور میں مجھے جن بزرگوں اور دوستوں نے مفید مشورے دیئے ان میں محترم ڈاکٹر وحید قریشی' محترم ڈاکٹر محمد باقر' جناب اشفاق احمد' پروفیسر ڈاکٹر محمد احسان الحق شامل ہیں ان کا بھی میں ممنون احسان ہوں۔

'تحریک پاکستان اور پنجابی ادب' کے حوالے سے تحریک پاکستان پر کی جانے والی اردو میں پہلی اور ادنیٰ کوشش ہے جس کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس وقت اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ قیام پاکستان اور اس کے پورے پس منظر کو ہم اپنی نئی نسل کے اذہان میں ایک واضح شکل میں بٹھائیں تا کہ ان کو دو قومی نظریے کی بنیاد پر وجود میں آنے والے وطن عزیز کے جواز کا پتہ چل سکے۔ اس طرح ہی ہم اپنے پیارے وطن پاکستان کے ساتھ اپنی نئی نسل کی وابستگی کو زیادہ سے زیادہ منطقی اور زیادہ سے زیادہ مضبوط کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر شہباز ملک

سابق مدیر ''کھوج''

شعبہ پنجابی' پنجاب یونیورسٹی' لاہور

maablib.org

اپنی بات
(2)

''تحریکِ پاکستان اور پنجابی ادب'' 1983ء میں شائع ہوئی اس موضوع پر تلاش اور تحقیق کا کام میں نے 1977ء میں شروع کیا تھا اس کی ساری روداد اپنی بات (1) پہلا ایڈیشن میں بیان کر دی ہے۔ یہاں یہ واضح کرتا چلوں کہ اس موضوع کے ساتھ میری جذباتی حوالے سے دلچسپی تھی' رہی ہے اور اپنی زندگی تک رہے گی۔

اس موضوع پر میرا پہلا مضمون ماہنامہ پریت کتاب لڑی: (3) لاہور میں 1978ء میں 'پنجابی ادب تے منزل پاکستان' کے عنوان سے شائع ہوا۔ اسی سال یہ مضمون اسی عنوان سے پنجاب بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کی انٹرمیڈیٹ کے پنجابی نصاب کی کتاب 'پھلواڑی' میں شامل ہو گیا۔

اس موضوع پر میں نے خصوصی توجہ سے تلاش اور تحقیق کا کام جاری رکھا ہوا تھا۔ یہ قومی حوالے کا موضوع تھا اس لیے اس کے اندراجات کی تصدیق بھی ضروری تھی چنانچہ اشاعت سے قبل تصدیق کا عمل جاری رکھا۔ اس کا ایک طریقہ دستیاب کلام کو پبلک کرنا تھا چنانچہ دستیاب کلام کو ''آزادی دے مجاہد لکھاری'' کے عنوان سے روزنامہ امروز لاہور کے ہفتہ وار ادبی ایڈیشن میں مسلسل 33 اقساط (25 جنوری 1980ء تا 15 مئی 1981ء) میں شائع کیا۔ تصدیق اور تسلی کے بعد یہ مواد کتاب 'آزادی دے مجاہد لکھاری' کے نام سے شائع کر دیا۔ اس کی نوعیت تذکرے کی ہے۔ جب پنجاب یونیورسٹی کا بی اے کا پنجابی نصاب بنا تو اس کی نصابی کتب' ادبی مہکاں' 1980ء (آپشنل) اور چونواں پنجابی ادب (1981ء) (اختیاری) میں اس موضوع پر میرے دو مضمون شامل ہوئے۔

جذبۂ حب الوطنی اور پنجابی ادب میں مسلمانوں کا حصہ کے حوالے سے اس موضوع پر شب و روز تگ و دو کرنے کی وجہ سے میرے پاس اس موضوع پر خاصا تصدیق شدہ مواد اکٹھا ہو گیا تھا۔ اس میں خوش قسمتی سے قیامِ پاکستان سے قبل کی مطالبۂ پاکستان کے حوالے سے تخلیق کی گئی پنجابی شاعری کی دو شائع شدہ کتب بھی شامل تھیں چنانچہ میں نے اس مکمل مواد کو تذکرے کی بجائے تاریخ تحریک پاکستان بحوالہ پنجابی ادب کا روپ

دینے کا فیصلہ کیا تا کہ پاکستان کی نئی نسل کو قیامِ پاکستان کے پس منظر سے آگاہی حاصل ہو سکے۔ ساتھ ہی یہ کہ قیامِ پاکستان کے لیے پنجابی شعروادب کے حصے کا پتہ چل سکے۔ یہ کام میں نے بیک وقت پنجابی اور اردو میں شروع کیا۔ اس کا ایک ڈھانچہ "Format" اس طرح بنایا کہ انگریز سے آزادی حاصل کرنے کی تحریک کو زمانی ترتیب دی۔ آغاز 1857ء کی جنگ آزادی سے کیا اور کامرانی (قیامِ پاکستان 14 اگست 1947ء) تک مختلف ادوار کو ابواب میں تقسیم کر دیا۔ پہلے تین باب ایک لحاظ سے پس منظر (معہ مسلم تشخص کو اجاگر کرنے والے) چوتھے سے چھٹے باب کو دو قومی نظریے کے حوالے سے براہ راست تحریک پاکستان کی تاریخ کے حوالے سے بیان کیا، ہر باب میں اس دور کی سیاسی تاریخ کے ساتھ اس دور میں تخلیق ہونے والے پنجابی کلام اور ان کے لکھاریوں کا مختصر بیان شامل کیا۔ آخری ساتویں باب میں مطالبۂ آزادی، مطالبۂ پاکستان کے حوالے سے دستیاب ہونے والے مکمل پنجابی کلام کو زمانی ترتیب سے شامل کر دیا جبکہ حوالے کے لیے جو ذریعے استعمال کیے آخر میں 'کتابیات' کے تحت تمام ماخذ درج کیے۔ میرے پاس جو مصدقہ مواد موجود تھا پہلے اس کو مذکورہ ڈھانچے (Format) کے تحت قومی جذبے کے تحت اردو زبان میں 'تحریک پاکستان اور پنجابی ادب' کے نام سے 1983ء میں شائع کر دیا۔ میری اس تحقیقی کاوش کو علمی 'ادبی' قومی 'تعلیمی حلقوں نے بہت پسند کیا۔ خوش قسمتی سے یہ کتاب پنجاب یونیورسٹی کے ایم۔ اے پنجابی کے نصاب میں اپنی اشاعت کے وقت ہی شامل ہو گئی۔

جیسا کہ قبل ازیں عرض کیا ہے کہ پاکستان کی تحریک میں پنجابی ادب کا حصہ' میری دلچسپی کا مستقل موضوع بن چکا ہے چنانچہ اس کو زیادہ سے زیادہ مقبول بنانے کے لیے ہمہ وقت مصروف رہا ہوں۔ اس سلسلے میں رسائل (اردو۔ پنجابی) اخبارات (اردو پنجابی) میں بہت کچھ لکھا' ریڈیو ٹیلی ویژن پر بہت سے پروگرام کیے۔ (ان میں سے کئی انٹرویو اور مذاکرے میرے انٹرویوز کی کتب میں چھپ چکے ہیں) میری اپنی کتب گویڑ (1985ء) وچار (1992ء) اور روپ رنگ (2009ء) میں اس موضوع پر مقالات شامل ہیں۔ اس دوران میں' میں نے 1995ء تک مطالبۂ پاکستان کے حوالے سے دستیاب کلام کو 'تحریک پاکستان اور پنجابی ادب' (1983ء) کے ڈھانچے (Format) کے مطابق ترتیب دے کر پنجابی کتاب' پنجابی ادب تے منزلِ پاکستان (1995ء) شائع کر دی۔ اس کتاب میں مطالبۂ پاکستان کے حوالے سے دستیاب کلام کے علاوہ قیامِ پاکستان سے قبل شائع ہونے والی اس موضوع کی کتاب' مسلم لیگ دا ڈھنڈورا (مولوی خادم حسین قریشی) بھی ملی جس کو کتاب میں شامل کیا گیا' اس کتاب کو تحقیق کی بہترین کتاب کے حوالے سے اوّل قرار

دے کر مسعود کھدر پوش ایوارڈ دیا گیا۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد بھی اس موضوع کے حوالے سے تلاش اور تحقیق کا کام جاری رہا چنانچہ مطالبۂ پاکستان کے حوالے سے قیام پاکستان سے قبل شائع ہونے والی ایک اور کتاب 'سی حرفی مسلم لیگ (ملک علی) ملی۔ یہ اب تک اس حوالے سے شائع ہونے والی چوتھی کتاب ہے۔ اس کے علاوہ کارکنانِ تحریکِ پاکستان (جو تحریک پاکستان میں نمایاں حصہ لینے والوں کو گولڈ میڈل دیتے ہیں) کے توسط سے آزادی کے دو مزید مجاہدین کے بارے میں معلومات اور کلام حاصل ہوا۔

کتاب 'تحریک پاکستان اور پنجابی ادب (1983ء) 34 سال قبل شائع ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس حوالے سے جو پیش رفت ہوئی اس کی تفصیل گزشتہ سطور میں بیان کر دی گئی ہے یہ کتاب جو کہ تعلیمی نصاب کا حصہ ہے اس لیے وقت کا تقاضا ہے کہ اس کو اس موضوع اور دستیاب معلومات اور کلام کے حوالے سے لمحۂ موجود تک مکمل کر دیا جائے۔ اس تقاضے کو پورا کرتے ہوئے اس کا یہ ایڈیشن تیار کیا گیا ہے۔ اس میں وہ تمام معلومات اور کلام متن میں اور آخر میں اپنی اپنی جگہ پر شامل کر دیا گیا ہے جو اب تک دستیاب ہوا۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس کی دی ہوئی توفیق سے یہ اہم قومی کام میرے ہاتھوں مکمل ہوا۔ ان گزارشات کے ساتھ 'تحریکِ پاکستان اور پنجابی ادب' کا یہ نیا ایڈیشن عاجزی سے پیش ہے۔

ڈاکٹر شہباز ملک

پروفیسر ایمریطس پنجاب یونیورسٹی

(پرائڈ آف پرفارمنس۔ ستارۂ امتیاز)

14 اگست 2017ء، 21 ذیقعد 1438ھ

پہلا باب

ہوا کارواں سُوئے منزل رواں

maablib.org

ہوا کارواں سُوئے منزل رواں

پاکستان کے قیام کی منزل تک پہنچتے پہنچتے آزادی کی تحریک کو اگر مسلمانوں کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ بات ماننا پڑتی ہے کہ اس تحریک کو مسلمانوں نے اپنے علیحدہ قومی تشخص کو اجاگر کر کے اس کا روپ رنگ اس طرح بنا دیا کہ بلاشبہ آج ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کا قیام دو قومی نظریے کی بنیاد پر عمل میں آیا یہی بات تھی جسے ذہن میں رکھ کر 8 مارچ 1944ء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں طلبہ کو خطاب کرتے ہوئے حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ نے فرمایا تھا:

> ''پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا غیر مسلم مسلمان ہوا تھا اور یہ اس زمانے کی بات ہے جب اس سرزمین میں ابھی مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی'' (1)

اس بات کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں نے اس خطے میں ہزاروں سال رہ کر بھی یہاں کے ایسے مقامی رنگ کو کبھی نہیں اپنایا جو ان کی زندگی کے اسلامی ضابطے کی ضد ہو بلکہ انہوں نے یہاں کی تہذیب پر اپنی تہذیب کے بہت سے نقوش کو ابھارا اس سلسلے میں یہ بات بھی کہی جا سکتی ہے کہ مسلمانوں کے اپنے علیحدہ قومی تشخص کو ابھارنے میں یہاں کے ہندو معاشرے کے تعصب نے بھی بہت حصہ ڈالا جس نے مسلمانوں کے ساتھ گھی شکر ہونے کے باوجود دل سے کبھی کدورت کو نہ نکالا محکوم ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کی مالا جپتا رہا اور حکومت کمزور ہونے پر جھٹ طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لیں ہندو کے اس کردار کو تحریک پاکستان کے مطالبے کے ساتھ بڑے واضح روپ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

اس خطے میں مسلمانوں کا قیام تین طرح کا ہے پہلا حکمران کا دوسرا محکوم کا اور تیسرا آزاد حیثیت سے ان تینوں حیثیتوں میں مسلمان ایک علیحدہ قوم نظر آتے ہیں حکمران کی حیثیت میں انہوں نے اس خطے میں اسلامی معاشرے کی برکات کو پھیلانے کی سعی کی محکوم ہونے کی حیثیت میں آزادی کے لیے جدوجہد کی اور آزاد ہو کر یہ آزادی کو قائم رکھنے کی سعی کر رہے ہیں۔

ان تینوں حیثیتوں میں سے محکوم حیثیت ''منزل پاکستان'' کی طرف ایک سفر نظر آتا ہے جس کی نوعیت

برصغیر کی تاریخ میں علیحدہ علیحدہ خطوں میں علیحدہ علیحدہ نظر آتی ہے اس کو ذہن میں رکھ کر منزل پاکستان کی طرف اس آزادی کے قافلے کی محسوس شکل کا اندازہ لگانا ہو تو 1857ء کی جنگ آزادی کو اس کا نقطۂ آغاز قرار دے سکتے ہیں ویسے اس سے بھی قبل اس احساس کا اندازہ لگانے کے لیے پنجاب کے حوالے سے رنجیت سنگھ کے بعد کی بر چھا گردی اور سکھا شاہی کا ذکر بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس دور کا پنجابی ادب مسلمانوں کے اس احساس کو اجاگر کرتا نظر آتا ہے ہندوستان میں انگریزوں نے سب سے بعد پنجاب پر (1848-49ء) قبضہ کیا یہ وہ وقت تھا جب پنجاب کے رہنے والے اس سکھا شاہی اور بُر چھا گردی کے ہاتھوں سخت تنگ تھے ہر طرف بدامنی لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم تھا لوگوں کی زندگی عذاب بن گئی تھی اس بُر چھا گردی سے خود مقامی حکومت بھی تنگ تھی اس بات کی شہادت انگریزوں اور سکھوں کے درمیان ہونے والی جنگ کے حالات منظوم کرنے والا شاعر شاہ محمد دیتا ہے اور حکومتی اور عوامی دونوں نقطہ ہائے نظر کو سامنے لاتا ہے۔

بُر چھا گردی کے بارے میں رنجیت سنگھ کی رانی چند کوراں کا احساس شاہ محمد کی قلم سے ملاحظہ ہو:

ع مینوں آن چوفیریوں گھوردے نیں لیندے مفت انعام روپے باراں
جتی ہوواں تے کراں پنجاب رنڈی سارے دیس دے وچ چا ترن واراں
چھڈاں نہیں لاہور وچ وڑن جوگے سنے وڈیاں افسراں جمعداراں
پئے ڑلن گے وچ پردیس مردے شاہ محمدا مارنی ایس ماراں (2)

اسی بُر چھا گردی کے بارے میں عوام کیا سوچ رہے تھے یہ بات بھی ہمیں شاہ محمد کے حوالے سے ہی معلوم ہوتی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

ع گھروں گئے فرنگی دے مارنے نوں بیڑے توپاں دے سب کھوہا آئے
فیرآ فتاں نوں نگر لائیو نیں سگوں اپنا آپ گوا آئے
خوشی وسدا شہر لاہور سارا سگوں کنجیاں ہتھ پھڑا آئے
شاہ محمدا کہندے نے لوگ سنگھ جی تُسیں چنگیاں پُوریاں پا آئے (3)

ان دونوں ابیات میں جو بات واضح ہو کر سامنے آرہی ہے وہ یہ ہے کہ شاعر یہ تاثر دے رہا ہے کہ پنجاب پر قبضہ کا باعث سکھا شاہی اور بُر چھا گردی ہے ساتھ ہی یہ کہ پنجاب کو غیروں کے حوالے کرنے میں خود مقامی حکومت بھی حصہ ڈال رہی تھی یہ نقطہ نظر ظاہر ہے ایک ایسی کمیونٹی کا ہے جو خود اس وقت محکوم تھی اور وہ ظاہر

ہے مسلمان کمیونٹی تھی جو مغل سلطنت کے زوال کے بعد تمام ہندوستان میں مصائب کا شکار تھی پنجاب میں سکھوں کے ہاتھوں اس نے بہت تکالیف اور مصائب برداشت کئے۔ رنجیت سنگھ کے وقت کچھ امن امان اس لیے ہوا کہ رنجیت سنگھ نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر رہنے کی پالیسی اختیار کی اسلیے اس کے دور میں فقیر عزیز دین اور ان کے خاندان کی وجہ سے مسلمانوں کے حقوق کی قدرے حفاظت ہوتی رہی جب سکھوں نے یہ پالیسی ترک کردی وہ خود بھی خوار ہوئے اور پنجاب کو بھی خوار کیا۔

پنجاب پر قبضے کے بعد انگریزوں کے خلاف نفرت کا ایک باقاعدہ سلسلہ شروع ہوا جس میں مسلمان سب سے آگے نظر آتے ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمان ایک حکمران قوم تھے جن سے انگریزوں کو ہمیشہ خطرہ تھا سکھوں نے پنجاب پر قبضہ کے بعد انگریزوں کے دست نگر ہو کر رہنے کی پالیسی اپنائی جس کا ثبوت یہ ہے کہ 1857ء کی جنگ آزادی کے وقت سکھوں نے انگریزوں کا ساتھ دیا (4) اور انگریزوں سے بہت سی مراعات بھی حاصل کرلیں سکھوں نے جنگ آزادی میں شریک نہ ہونے کے ساتھ ساتھ انگریزوں کی دل کھول کر مدد بھی کی سکھ ریاستوں پٹیالہ، جندر اور نابھہ نے تو انگریزوں کو مالی اور فوجی امداد مہیا کی۔ سکھوں کی اس امداد کا اعتراف جان لارنس نے اس طرح کیا ہے "اگر سکھ اور گورکھے ہماری مدد کو نہ آتے تو ہمارے لیے ہندوستان پر دوبارہ قبضہ کرنا ناممکن ہو جاتا" (5)

1857ء کی جنگ آزادی میں اگرچہ مسلمان اور ہندو دونوں نے مل کر حصہ لیا تھا مگر جنگ کے بعد ہندو تو معافی مانگ کر انگریزوں کے ساتھ مل گئے اور انگریزوں نے اپنا سارا غصہ مسلمانوں پر نکالا۔ (6) یہ جنگ آزادی مسلمانوں کے لیے مشکلات کا باعث ثابت ہوئی۔ مسلمانوں کا انگریزوں نے جینا حرام کر دیا ان پر طرح طرح کے مظالم شروع کر دیئے۔ بنگال میں یہ ظلم حد سے زیادہ تھا ادھر پنجاب میں بھی یہ سختی بڑھ گئی اس دور میں پنجاب میں اس ظلم کے خلاف مزاحمت بھی ہوئی جس میں ساہیوال کے علاقہ گوگیرہ کے احمد خان کھرل اور دیگر بہادروں کی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

انگریزوں کے خلاف جو مزاحمت کی گئی اس کا پتہ ساہیوال کے علاقے میں 23 مئی 1857ء میں لگتا ہے اس علاقہ کے بہادر لوگ اکٹھے ہوئے اور مل جل کر انگریزوں کے خلاف جدوجہد کرنے کا عزم کیا۔ 26 جنوری 1857ء کو کھرلوں کے سردار احمد خان کھرل اور اس کے ساتھیوں نے گوگیرہ جیل توڑ کر تمام قیدی رہا کروا لیے اس لڑائی میں 51 قیدی مارے گئے انگریزوں نے احمد خان کھرل اور مراد فتیانہ کو پکڑ کر قید کرلیا۔ انگریزوں کو جب معلوم ہوا کہ اس پکڑ دھکڑ پر اس علاقے میں کشیدگی پائی جاتی ہے اور علاقے کے لوگ انگریزوں کے

خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تو اس "گڑبڑ" کو دبانے کے لیے انگریز اسسٹنٹ کمشنر برکلے گھوڑوں پر سوار ہو کر آیا اس نے بیس آدمی اور بہت سی بھینسیں پکڑ لیں کئی گاؤں جلا دیئے اس پر باقاعدہ جھڑپیں شروع ہو گئیں۔ 21 ستمبر 1857ء کی لڑائی میں کھرل سردار سارنگ شہید ہوا انگریز اسسٹنٹ کمشنر برکلے مراد فتیانہ کی تلاش میں نکلا۔ "کوڑے ساتھ" کے بیلے میں دونوں آمنے سامنے آ گئے۔ مراد فتیانہ اور اس کے بہادر ساتھوں نے انگریز برکلے اور اس کے گھڑ سوار ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ دوسری طرف جوئیوں کے سردار لقمان نے بھی کچھ انگریز مار دیئے اس پر انگریز میجر چیمبرلن فوجیں لے کر آیا اور اس نے کھرلوں' جوئیوں' وٹووں اور کاٹھیوں کے کئی گاؤں جلا دیئے اور قتل عام کیا اس زمانے میں اس علاقے کے مقامی لوک شاعروں نے ان بہادروں اور شہیدوں کے جس گائے تعریفی گیت لکھے جن کو ڈھولا کہتے ہیں یہ ڈھولے پنجابی شاعری کی لوک صنف وار کے رنگ کے ہیں۔ ڈھولے لکھنے والے لوک شاعروں میں میرداد میردانہ کا نام خاص طور پر مقبول ہے۔(7)

میرداد میردانہ کے ڈھولے کا یہ حصہ ملاحظہ فرمائیں جس کے آخر میں یہ کہا گیا ہے کہ علاقے کے یہ بہادر انگریزوں کے خلاف "جہاد فی سبیل اللہ" میں مصروف ہیں۔

ع ایہناں انگریزاں بلند بیگ دا تر ہانہ فتح پور کو گیریں بھاہے چاڑھیا جھڑا لاڑ اساندل باردا
ایہناں انگریزاں منھ لیا 'لال غازی دا کاٹھیا' ماسند جھلّے دا کاٹھیا
ولی داد مردانہ سو کھا پتر ونی وال دا
ایہناں انگریزاں منھ لے مراد بہاول دے فتیانے
جیہڑے راوی تے چکیندے مال چودھاردا
پنڈی دے وچوں نادر قریشی منھ ٹوریوئیں
پنچھی نکھڑیا ہنساں دی ڈاردا
ہیریں ہیزیاں' جتھیں جھگڑیاں' جھل کے فرض نبھائی جاندے رب غفاردا(8)

اسی علاقے کے کسی لوک شاعر کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں جس میں انگریزوں کے ساتھ اس تصادم کا مقصد علاقے کے لوگوں کی غیرت اور آزادی کے لیے عزم کا واضح اظہار ملتا ہے۔

ع ہس ہس کے چڑھے کئی پھانسیاں کالے پانیاں ول کئی تیر ہوئے
اساں دیس آزاد ضرور کرنا' نکوے انت نوں بھانویں سر پر ہوئے(9)

اس علاقے میں اس دور میں انگریزوں کے ساتھ ان مقابلوں کا بیان ڈھولوں میں محفوظ اس دور کی پوری

تاریخ لیے ہوئے ہے۔ جس کو قریہ قریہ گھوم پھر کر اکٹھا کرنے اور ایک جگہ پیش کر کے ان بہادروں کی اپنی غیرت اور آزادی کے لیے جانیں تک قربان کرنے کی داستانیں آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کرنے کی ضرورت ہے۔ پنجابی زبان وادب کے ساتھ عشق کرنے والے اس طرف توجہ دے رہے ہیں چنانچہ میری فرمائش پر غلام رسول آزاد (لیکچرار پنجابی' ساہیوال) نے گھوم پھر کر کچھ مزید ڈھولے اکٹھے کیے ہیں جن میں انگریز بر کلے اور دوسرے انگریزوں کے ساتھ اس علاقے کے بہادروں کی لڑائیوں کا بیان ہے۔ آزاد کے بیان کے مطابق ایک طویل ڈھولا انہوں نے مسمی سونا ولد وساوا کمہار چک نمبر 457 گ ب ڈاکخانہ کنجواہی تحصیل سمندری سے سُن کر لکھا ہے ان کا کہنا ہے کہ مسمی مذکور کی عمر 90 سال کے لگ بھگ ہے اس ڈھولا کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیں:

ع کال بلیندی چاڑھی بانی
کھرل تے کاٹھیے ڈھلاں دوتویں برو برابر جھلّے اکدوجے دے ثانی
بہندے لا کچہریاں نال انگریزاں دے تے گلاں کرن زبانی
انگریز آہندا اے گھوڑیاں مدد دیو تہاڈے ناں دی لکھاں نیک نامی
احمد کھرل تے مہند جھلے دا کاٹھیا زمین گھوڑیاں رناں اساں کدے نہ
لکھ دتیاں ہوندے روحاں تے بت سیلانی
انگریز آہندا اے پشوریوں۔ منہ ٹور ساں تہاڈے منہ دی بھوں جاسی تورودی نشانی
احمد آہندا اے تیرے گھوڑیاں دے منہ تلواریں وچ مریساں چنتواں مرداں
دے ہوسنارے جاسن وچ میدانی
اتنیاں گلاں کر کے بنگلے کو گیرے آلیاں احمد کھرل مہند جھلے دا کاٹھیا نادر قریشی
پڑھ کے کلمہ دین دا چنگا جواب دے کے ڈیگر ویلے تریسی نیں جھامرے توں وڈگیانی

ع اُٹھے تربیانے فتیانے ماہر مراد موہر وادے دھاڑ دا
سنگ ماہر مرادوی ماری تن انگریز بر کلے دے کھیا بکیا دھ کے نکل سو جا کر جھنڈ اردا
اودوں پچھے تن سو سٹھ بندوقاں دیاں چھٹیاں اُلنبھاں لے کے ساردا
پہلی گئی اے سنی مہرم دے دھرانے توں ڈھایا اے پکا قلعہ کوٹ قندھاردا
دوئی گئی اے مشری سپراہ اوہ وی بُرج پہاڑ دا

ترجمی دا ابھر کے کلہ دین دا بھوئیں تے ڈھٹھا اے پتر سکھر ے بار دا

ایہناں انگریزاں بلند بیگ دا دھرانہ فتح پور گو گیریں پھاہے چا چاڑیا جیھڑا لاڑا سی سانڈل بار دا

انگریزوں کے خلاف نفرت کا یہ احساس ہمیں لوک گیتوں میں ہی نہیں باقاعدہ پنجابی ادب میں بھی ملتا ہے اس کی ایک مثال خواجہ غلام فرید کا نواب بہاولپور (صادق محمد) کی تعریف میں لکھا گیا ایک قصیدہ ہے اس قصیدے کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

ع صبح صادق خان صاحبی مانے — پا سہرے گانے گہنے
سبھوں پھلوں سجھ سہاتوں — بخت تے تخت کوں جوڑ چھکاتوں
اپنے ملک کوں آپ وساتوں — پٹ انگریزی تھانے (10)

ایک طرف ادب میں اور عوامی سطح پر یہ احساس تھا تو دوسری طرف مسلمانوں کے پڑھے لکھے لوگوں نے مسلمانوں پر ہو رہے انگریزوں کے مظالم کہ تہ تک پہنچنے اور سنجیدگی سے ان کا توڑ کرنے کا بیڑا اٹھایا ان میں ایک گروہ علماء کا تھا جو انگریز مشنریوں کے اسلام کے خلاف پروپیگنڈے کا توڑ کر رہے تھے تو دوسری طرف سرسید جیسے دانشور جو جدید علوم سے بھی بہرہ ور تھے۔ سرسید نے رسالہ اسباب بغاوت ہند لکھ کر اس بات کا جواز مہیا کیا کہ جنگ آزادی 1857ء میں مسلمان قصوروار نہیں تھے بلکہ قصور خود انگریزوں کا تھا۔(11) انگریزوں کو مسلمانوں کے بارے میں اپنے رویوں پر بھی غور کرنا چاہیے اس حوالے سے سرسید احمد خان نے تعلیم کے ذریعے اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے اور اجاگر کرنے کا ایک طرح آغاز کیا انہوں نے علمی جدوجہد کے ساتھ اس وقت کے ہندوستان میں مسلمانوں کو انگریز کے ساتھ برابری کی سطح پر بات کرنے کے لائق بنانے کی سعی کی ادھر پنجاب میں 1884ء میں انجمن حمایت اسلام کی بنیاد رکھ دی گئی جس کے مقاصد میں تھا:

(1) مسلمان لڑکوں لڑکیوں کی عام تعلیم کا بندوبست کرنا

(2) اسلامی اقدار کی نگہبانی اور ان کی اشاعت

(3) عیسائی اور آریہ سماجی مشنریوں کی طرف سے ہو رہے پراپیگنڈے کا تحریری اور تقریری توڑ کرنا

(4) مسلمانوں کی سماجی اور ثقافتی ترقی کے لیے کوشش کرنا (12)

سرسید احمد خان کی تحریک نے تعلیمی اور ثقافتی ترقی کے ساتھ ساتھ سیاسی صورت بھی اختیار کر لی تھی چنانچہ 30 دسمبر 1906ء کو ڈھاکہ میں مسلمانوں کے سماجی اور سیاسی حقوق کی حفاظت کے لیے مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی اس سے قبل ہی ہندو انگریز کا حاشیہ بردار بن چکا تھا اسی لیے اس نے اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے

انگریزوں کے تعاون سے آل انڈیا کانگرس بنائی تھی' جس کے صدر کئی برس تک انگریز ہی رہے جبکہ مسلم لیگ خالص مسلمانوں کے ہاتھوں وجود میں آئی اور مسلمانوں ہی کے ہاتھوں میں رہی مسلم لیگ کے قیام کے وقت مسلم حقوق کے لیے جدوجہد کرنے کے سلسلے میں تقاریر کے بعد نواب سلیم اللہ نے جو قرارداد پیش کی حکیم اجمل خان (مولانا) محمد علی (جوہر) اور مولانا ظفر علی خان نے اس کی تائید کی۔ قرارداد میں جماعت کے مقاصد درج ذیل درج ہوئے:

(الف) ہندوستان کے مسلمانوں میں حکومت برطانیہ کی طرف سے وفاداری کی خدمات کو ترقی دینا اور کسی آئندہ تدبیر کی نسبت حکومت کے ارادوں کے متعلق اگر کوئی بدگمانی پیدا ہو تو اس کو رفع کرنا۔

(ب) مسلمانانِ ہند کے سیاسی حقوق اور مفاد کی حفاظت کرنا اور انہیں آگے بڑھانا اور ان کی ضروریات اور تمناؤں کی حکومت کے سامنے ادب سے ترجمانی اور نیابت کرنا۔

(ج) دوسری جماعتوں کے خلاف مسلمانوں میں جذبات عداوت کی نشوونما کا اس طریقے پر انسداد کرنا کہ لیگ کے مذکورہ اغراض و مقاصد کو ضرر نہ پہنچے۔(13)

اسی زمانے میں پنجاب میں پراونشل مسلم لیگ بھی قائم ہوگئی 30 نومبر 1907ء کو مسلم زعماء نے پنجاب کا اجلاس میاں محمد شفیع بیرسٹرایٹ لاء کی قیام گاہ پر منعقد ہوا جس میں لاہور کے علاوہ امرتسر' لدھیانہ' انبالہ' شملہ' قصور' چونیاں' فیروزپور' منٹگمری (ساہیوال)' ملتان' لائل پور' (فیصل آباد)' راولپنڈی اور بٹالہ سے مسلم زعما نے شرکت کی۔ مولوی محبوب عالم مدیر پیسہ اخبار کی تحریک پر میاں محمد شاہ دین (بعد میں جسٹس پنجاب چیف کورٹ) نے صدارت کی اس طرح مسلم تشخص کو ابھارنے اور مسلم حقوق کی نگہبانی کا کام ایک مربوط طریقے سے ہونے لگا۔

حوالہ جات

1۔ قیام پاکستان کا تاریخی اور تہذیبی پس منظر: سمیع اللہ قریشیؒ ص 14
2۔ سکھاں دی وار مرتبہ: فقیر محمد فقیرؒ ص 160
3۔ ایضاً ص 27
4۔ پنجاب دیاں لہراں: شمشیر سنگھ اشوک ص 53 (گورمکھی)
5۔ سن ستاون: سندر لال ص 245 بحوالہ حصول پاکستان ص 24
6۔ حصول پاکستان: پروفیسر احمد سعید ص 33
7۔ رُت لیکھا (کتاب لڑی) ص 50
8۔ ایضاً ص 51
9۔ ایضاً ص 51
10۔ خواجہ غلام فرید: مسعود حسن شہاب ص 254
11۔ حصول پاکستان: پروفیسر احمد سعید ص 33
12۔ ایضاً ص 33
13۔ پاکستان ناگزیر تھا: سید حسن ریاض ص 53
14۔ پنجاب تحریکِ پاکستان میں: محمد انور امین ص 27
15۔ ایضاً ص 32

دوسرا باب

ہوئیں نفرتیں سبھی مشترک

maablib.org

ہوئیں نفرتیں سبھی مشترک

بیسویں صدی کے آغاز میں جنگ عظیم اوّل سے پہلے پہلے ہندوستان کے باشندوں کو اس بات کا احساس ہو چکا تھا کہ انگریزوں سے خودمختاری باہمی اتحاد سے ہی لی جاسکتی ہے اس لیے 1910ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس سر نبی اللہ کی صدارت میں ہوا جس میں انہوں نے اپنے صدارتی خطبے میں ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت پر زور دیا اس سلسلے کو مسٹر محمد علی جناح نے جو اس وقت کانگرس میں شامل ہو کر مسلمانوں کے حقوق کے لیے جدوجہد کر رہے تھے آگے بڑھایا ان کی کوششوں کی وجہ سے لکھنؤ پیکٹ ہوا جس میں پہلی بار ہندوؤں نے مسلمانوں کے مطالبہ ''جداگانہ انتخاب'' کو منظور کیا (1) یہی دور ہے جب اس جدوجہد کی ایک صورت امریکہ میں بسنے والے پنجابیوں کی غدر پارٹی کے روپ میں سامنے آئی۔ یہ 1913ء کی بات ہے۔

پارٹی نے باقاعدہ اخبار ''غدر گونج'' جاری کیا جس میں آزادی حاصل کرنے کے جذبات سے بھرپور پنجابی ادب شائع ہوتا تھا ایک نمونہ ملاحظہ ہو:

ع نہ اوہ ہندواسی ہندو جیوندے نیں بچے غازیاں دے مسلمان کیوں نہیں
ظاہر دوہاں نوں کھا گیا پاڑا یارو اندر زہر بن کے لیندے جان کیوں نہیں
پاٹے کپڑے جسم کمزور ہو یا نسے جوش تے جگر دا تان کیوں نہیں
ڈھائی ٹوٹرو کھا گئے کھیت ساڈا ہندوستان دا کوئی پرسان کیوں نہیں
اٹھو شیر مردو ویلا سوچ دا نہیں جا کے دیکھدے کل جہان کیوں نہیں
بند ربانٹ ظالم کردا نال ساڈے بے ایمان دی کڈھدے جان کیوں نہیں (2)

اور

ع ہندیو بے شکھاں والی سیج مانی
گوریاں دی کہک کر دیو چھانی (3)

اس غدر پارٹی میں بہت سے مسلمان شامل تھے جن میں مولانا برکت علی حسن رحیم رحمت علی اور منشی کریم بخش وغیرہ شامل ہیں اس پارٹی کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ جب ہندوستان آئے تو ان کو کچل دیا گیا۔

1914ء میں جب جنگ عظیم کا آغاز ہوا تو انگریز نے بھرتی اور چندے کے لیے پنجاب میں سخت رویہ اختیار کیا اس سلسلے میں عوامی سطح پر باقاعدہ مزاحمت ہوئی۔ جھنگ کے علاقے میں اب بھی کئی ڈھولے بھرتی اور چندے کے خلاف ملتے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی ملتی ہے کہ جب اس علاقے میں انگریز نے بھرتی اور چندہ طلب کیا تو عوام نے انکار کر دیا اور انگریز ایجنٹ کو قتل کر دیا اس پر تین چار افراد پھانسی پا گئے چنانچہ اس دور کے عوامی شاعر شبابلی (شباب علی) کے لکھے ہوئے ڈھولے مشہور ہوئے دو بول اس طرح ہیں:

ع ایہہ ڈاہڈا راج انگریز دا
جیہڑا اپے آدم دے منڈھ گیا(4)

لوک سطح پر بھی کئی گیت مشہور ہوئے، ایک ملاحظہ ہو

ع اکھاں نچ گھیاں نی رو رو
شہروں لوکی نسدے نیں، انگریزاں دے ظلم کولوں

یا ع انگریزاں تے قہر پوے
میں اتھے ترفی آں، میرا جانی جیل وچ اے(5)

انگریزوں کے خلاف نفرت کے سلسلے میں اس دور کے اور بہت سے لوک گیت بھی مشہور ہوئے۔ پہلی عالمگیر جنگ سے پہلے انگلستان پر ایڈورڈ ہفتم حکومت کرتے تھے (1902ء۔ 1911ء) جو ملکہ وکٹوریہ کے بعد تخت نشین ہوئے۔ 1857ء کے بعد انگریزوں کے مظالم ہندوستان میں رہنے والوں پر خاص طور پر مسلمانوں پر بڑھ گئے تھے اسی حساب سے انگریزوں کے خلاف نفرت بھی بڑھ گئی تھی ایڈورڈ ہفتم کے دور کا ایک عوامی بول ملاحظہ فرمائیں:

ع اے بی سی
کتھے گئی سی
ایڈورڈ مر گیا
اوہنوں رون گئی سی (6)

یہ بول انگریزی تعلیم کا مذاق اڑاتے ہیں اور جذبہ آزادی کے تحت انگریزوں سے نفرت کا اظہار بھی کر رہے ہیں۔

ہندو مسلم اتحاد کے اس مختصر دور میں جلیانوالہ باغ (امرتسر) کا حادثہ بھی آتا ہے جس میں ہندوستان کے

باشندوں نے انگریز کی گولیاں مشتر کہ طور پر اپنے سینوں پر کھائیں پہلی عالمگیر جنگ میں ہندوستان میں انگریز کے بقول ان کے خلاف خفیہ سرگرمیاں بڑھ گئیں تھیں انگریز حکومت اس صورت حال سے بہت گھبرائی ہوئی تھی اس لیے اس نے ایک انگریز سر سڈنی رولٹ کی نگرانی میں ایک کمیٹی مقرر کی جس کے ذمے تھا کہ وہ ان "باغیانہ سرگرمیوں" کی ٹوہ لگائے اور ان کے تدارک کے لیے اپنی تجاویز پیش کرے۔ سر سڈنی نے جو تجویزیں پیش کیں حکومت ان کو ایک بل کی صورت میں اسمبلی میں پیش کر کے قانونی حیثیت دینا چاہتی تھی اس بل کو ہندوستانی اپنی عزت کا مسئلہ سمجھتے تھے مسٹر محمد علی جناح نے بھی اس بل کی مخالفت کی اور اس کے پاس ہونے پر اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا۔ اس بل کے قانون بننے کے بعد تمام ہندوستان میں احتجاجی جلسے اور جلوسوں کا سلسلہ جاری ہو گیا انہی میں سے ایک جلسہ امرتسر جلیانوالہ باغ میں 12 اپریل 1919ء کو ہوا۔ انگریز جنرل ڈائر نے غیر مسلح نہتے اور پر امن مجمع پر بے تحاشا گولی چلا کر 379 'افراد ہلاک اور 1200 افراد کو شدید مجروح کر دیا یہ ایک وحشیانہ قتل عام تھا کیونکہ اس جلسے کے میدان کی نوعیت یہ تھی کہ اس کو صرف ایک چھوٹی سی گلی جاتی تھی اور ارد گرد آبادی سے یہ جلسہ گاہ گھری ہوئی تھی ڈائر کے آدمیوں نے اس اکیلے راستے کو بند کر دیا اور گولیاں چلا کر جلسہ میں شریک ہونے والوں کو بھون کر رکھ دیا (7) اس خونی واقعہ پر پنجابی میں بہت سے قصے بنائے گئے۔ حکیم عبداللطیف عارف اپنی سیرت کی کتاب میں اس کا ذکر یوں کرتے ہیں:

ع جلیاں والے دا باغ سی لال ہویا اتھے واہ جد گولیاں آئیاں نیں
ڈھڈاں بھار چلاوندے خلق تائیں دیکھ ظالماں پنھیاں چائیاں نیں
ایہہ رو یکھیا رب دیاں بندیاں تے ایہناں حاکماں نے اتاں چائیاں نیں
اوہدر گولیاں نبیؐ دے پاک روضے اتے ظالماں جا برسائیاں نیں
خوشی عاشقاں نوں جھورا چتواں نوں جنہاں کیہیاں یاریاں لائیاں نیں
بھرے جیل خانے کھچا کھچ پورے ظفر علی نوں لکھ ودھائیاں نیں
جس پنجاب اندر زمیندار بن کے سکھاں جھون جگائیاں نیں (8)

اس کے بعد پنجاب میں انگریز حکومت نے ہندوستان کے رہنے والوں پر مظالم کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔ 15 اپریل 1919ء کو پنجاب میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ صوبے بھر میں مظالم ڈھائے گئے بڑے بڑے شرفاء کو سپاہیوں سے پٹوایا گیا کئی پھانسی پر لٹکا دیئے گئے۔ لاہور کے طالب علموں کو کڑکتی دھوپ میں اپنے سروں پر بستر اٹھا کر 16 میل پیدل چلنے پر مجبور کیا گیا تمام باشندوں کو حکم دیا گیا کہ وہ سخت گرمی میں اپنی

سائیکلیں، موٹر کاریں لیمپ اور بجلی کے پنکھے فوج کے پاس جمع کروا دیں اس سلسلے میں چیف کورٹ کے جج سر شادی لال کو بھی موٹر کار جمع کروانی پڑی۔(9) لاہور سے ملک لال دین قیصر کو موت کی سزا ہوئی مگر جب عام معافی کا اعلان ہوا تو وہ بھی رہا ہو گئے۔(10)

اسی زمانے میں یونان کی افواج نے ترکی کے مشہور شہر سمرنا اور بخارا کے ملحقہ علاقوں پر حملہ کر دیا انگریزوں نے حکومت ترکی کا رجحان جرمنی کی طرف دیکھ کر اپنی افواج ترکی کے خلاف لڑا دیں۔ ہندی مسلمان اس وجہ سے بھی انگریزوں کے خلاف ہو گئے اور علی برادران (مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی) کے پرچم تلے تحریک خلافت چلائی۔ جنگ کے خاتمے پر انگریزوں نے ترکی کی جو تقسیم کی اور خلافت کو جو نقصان پہنچایا ہندوستانی مسلمان اس پر بھڑک اٹھے۔ ترکی کے مذکورہ شہروں پر حملہ ہوتے ہی ہندی مسلمانوں نے انگریز حکومت سے واویلا شروع کر دیا تھا اس سلسلے میں انہوں نے مجلس خلافت بھی بنائی تھی جس کے تحت دہلی میں 23 نومبر 1919ء کو مولوی فضل الحق کی صدارت میں جو قراردادیں منظور ہوئیں وہ یہ تھیں:

1۔ ایران اور ترکی کے مقدس مقامات کے ساتھ جو زیادتیاں ہوئیں ان پر دکھ کے اظہار کے طور پر مسلمان جشن صلح میں شامل نہ ہوں اور اس کے خلاف جلسے منعقد کریں۔

2۔ مسلمان حکومت (انگریزی) کے ساتھ ترک موالات کریں۔

3۔ اگر ان کی مرضی کے مطابق ترکی کا فیصلہ نہ ہو تو پھر ولایتی مال کا بائیکاٹ کیا جائے۔

اس دور میں ترکی کے حق میں اور یونانیوں کے خلاف عوامی سطح پر خاصا پنجابی ادب وجود میں آیا اس لیے کہ اس تحریک میں بچہ بچہ حصہ لے رہا تھا ایک عام آدمی سے لے کر تجارت پیشہ کاروباری افراد تک حتیٰ کہ دیوبند اور ندوۃ العلماء کے عالم تک اس میں حصہ لے رہے تھے اور اپنے حجروں سے باہر آ گئے تھے سب لوگ سر سے پاؤں تک صدائے احتجاج بن گئے تھے اس وقت ترکی کے ہیرو غازی مصطفیٰ کمال پاشا اور انور پاشا پنجاب کے بھی ہیرو بن چکے تھے۔ سمرنا کے لوگوں پر ہونے والا ظلم ہند باسی اپنے اوپر ہونے والا ظلم محسوس کر رہے تھے جن پنجابی شعراء کے نام اس حوالے سے مشہور ہوئے ان میں منشی محمد اسماعیل (قصہ غازی مصطفیٰ پاشا کمال دی فوج) احمد اللہ بیگ (قصہ ترکاں دی بیداری تے یونان دی زاری) حافظ عالم خان (قصہ چٹھی خلافت حصہ اول) ملک لال دین قیصر، عبدالرحیم عاجز، حافظ عبدالحق سیالکوٹی، ملک لال دین قیصر (1819ء۔ 1956ء) نے عملی طور پر بھی تحریک خلافت میں حصہ لیا اور نو بار جیل گئے ان کے لکھے ہوئے یہ بول آج بھی لوگوں کو زبانی یاد ہیں ملاحظہ ہوں:

ع غازی مصطفیٰ پاشا کمال وے تیریاں دور بلائیاں
تیرا خنجر ہے قوی ہلال وے جس نے دھماں پائیاں
بانکیا سوہنیا چھیل جواناں' بیخ مدونوں اے پہلواناں
روندے سرنا دے بال وے بیوہ ہو گئیاں مائیاں
غازی مصطفیٰ پاشا کمال وے تیریاں دور بلائیاں(13)

ملک لال دین قیصر کی ایک اور کتاب' جھوک انوردی' انہی کی دکان قیصر بکڈپو سے شائع ہوئی جس میں لوک گیت جھوک کی طرز پر ترکی مسلمانوں کے دکھوں پر آنسو بہائے گئے ہیں اور غازی کمال کی شان کو بڑھانے کی دعا کی گئی ہے:

ع جھوک میرے انور والی غازی کمال وے
رب ودھا وے تیرا دونا اقبال وے
توشہ انگورا دا سنیاں موصل تے جا رہیا
مدتاں دی اجڑی ہوئی بستی بسا رہیا
جھوک میرے انور والی
مصطفیٰ پاشا جے توں موصل تے جا رہیوں
بھیج دے انور سانوں بلخ بخاریوں
جھوک میرے انور والی

ایک جگہ خلافت کے رہنما مولانا شوکت علی کے بارے میں لکھتے ہیں:

ع وگ وگ وے کھوہا تیری اُچی نسار وے
ہند دیاں فوجاں میرا شوکت سالار وے
جھوک میرے انور والی(14)

اسی دور میں پیر جماعت علی شاہ ثانی کے ایک مرید حافظ عالم خان کی کتاب ''چٹھی خلافت دی'' (حصہ اول) بھی قابل ذکر ہے جس میں وہ کہتے ہیں:

ع پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

اس میں وہ کہتے ہیں کہ انگریز کے دلالوں نے ڈائریاں لکھ کر بھائیوں کو قید کروادیا ہے اور دین کی تباہی کا سامان بنے ہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تحریک خلافت کے ممبران میں نام لکھوانے میں تمہاری بھلائی ہے۔ ایک جگہ علی برادران (مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی) کے بارے میں لکھتے ہیں:

ع بچ علی برادر فرماوندے بچے سوٹ نہ جیہڑے ہنڈاوندے

اوہو دین ایمان بچاوندے واہ واہ اوہناں تے فضل الٰہی آ

پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ

اس میں سیف الدین، اجمل، ابوالکلام آزاد، مولانا ظفر علی اور مولانا عطاء اللہ کے بارے میں بھی اظہار خیال ملتا ہے کہ انہوں نے تحریک خلافت میں حصہ لیا۔

حافظ عبدالحق سیالکوٹی تحریک خلافت کے سلسلے میں تین مطبوعہ پنجابی کتب (ٹریکٹ) کا پتہ جناب ڈاکٹر اے ڈی مضطر نے دیا ہے یہ کتب ہیں (1) فغان ہند در غازی انور پاشا، غازی مصطفیٰ کمال پاشا (2) قومی لہراں المعروف بہ پنجابی قومی غزلیں حصہ دوم اور (3) انگریز اں دا نٹو المعروف فوج اور پولیس کی نوکری حرام یہ تینوں ٹریکٹ سیالکوٹ ہی سے شائع ہوئے ان کو ڈاکٹر اے ڈی مضطر صاحب نے اپنے مضمون میں مکمل طور پر نقل کر کے ان کا انگریزی ترجمہ شامل کیا ہے۔ ان کتب کے مندرجات پر نظر دوڑانے سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے ایک طرف ترکوں یعنی مسلمانوں سے خلافت کے جانے کا نوحہ کہا ہے تو دوسری طرف انگریزوں اور یونانیوں کو ظالم اور سفاک قرار دے کر ان کی مذمت کی ہے مصنف انور پاشا اور مصطفیٰ پاشا کمال کو غازی کے نام سے پکارتا ہے۔ انگریزوں کے خلاف نفرت کے ساتھ ساتھ ان کے ہندوستان کو غلام بنانے پر دکھ کا اظہار کرتا ہے ساتھ ہی ان سے آزادی حاصل کرنے کے عزم کا اظہار بھی ملتا ہے انہی کتب سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان کے رہنے والوں نے ترک موالات اور عدم تعاون کی تحریکیں چلائیں اور سرکاری نوکری نہ کرنے کی ترغیب بھی ایک تحریک کی صورت میں موجود تھی۔ ان کتب سے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

ع ظالم ظلم پئے ہندتے کردے کولوں رب دے مول نہ ڈر دے

گزرے ظلم کئی سہندیاں سال وے آویں مصطفیٰ غازی کمال وے

دیویں ہندنوں پاک جمال وے

(فغان ہند)

ع خلافت گئی اسلامیہ اج کتھے بے دخل کیتا سلطان اس تھیں
خادم قوم دے پھڑ پھڑ ظالماں نے دتے بھر دیکھو زندان اس تھیں
(قومی لہراں' غزل 3)

ع ترک موالات آلات ایہہ ہے ایسا اس تھیں کھاجاسی دشمن ہار اج کل
ویہا رفیق طریق ایہا نہ مل واتے دا ہتھیار اج کل
یاروں عدم تعاون کر ہندی فتح وچ میدان اخیار اج کل
اللہ چاہے ہندی پائے فتح اس تھیں دشمن ہووے جلد فرار اج کل
(قومی لہراں غزل 11)

ع ہندو مسلم سکھ اتحاد کر گئے باقی رہیا نہ ہن فساد کوئی
ہندی خود ای ہند آزاد کرسن ساڈی کرے نہ چاہے امداد کوئی
(قومی لہراں غزل' 7)(15)

جیسا کہ گزشتہ سطور سے واضح ہے یہ تحریک خالصتاً مسلمانوں کی تحریک تھی مگر مسلمانوں کے جوش جذبہ کو دیکھتے ہوئے ہندوؤں کے لیڈر گاندھی نے اس تحریک کی پرزور حمایت کی اس سلسلے میں مسلمانان ہند کا جوش و جذبہ اس حد تک بڑھ گیا کہ انہوں نے تحریک کی ناکامی اور انگریز دشمنی کے تحت ہجرت کی تحریک چلادی اور اس کا عملی مظاہرہ بھی کر دیا۔

mablib.org

حوالہ جات

1۔ حصول پاکستان: پروفیسر احمد سعید' ص142
2۔ پنجابی ادب دی کہانی: عبدالغفور قریشی' ص15
3۔ پنجاب: احمد سلیم' ص20
4۔ زبانی: نور احمد ثاقب (لیکچرار پنجابی، گورنمنٹ کالج جھنگ)
5۔ پن چھان: حفیظ تائب' ص 52
6۔ پنجاب کی عورت: ارشاد احمد پنجابی' ص88
7۔ حصول پاکستان: پروفیسر احمد سعید' ص148
8۔ پن چھان: حفیظ تائب' ص54
9۔ حصول پاکستان: پروفیسر احمد سعید' ص150
10۔ ملک لال دین قیصر حیاتی تے شاعری (مقالہ ایم اے پنجابی)' ص55
11۔ پنجابی ادب دی کہانی: عبدالغفور قریشی' ص150
12۔ پنجابی شاعراں دا تذکرہ: مولا بخش کشتہ' ص401
13۔ پنجابی ادب تے منزل پاکستان: ڈاکٹر شہباز ملک' ص42
14۔ جھوک انور: ملک لال دین قیصر' 2،3،6

15- Pakistan Journal of History and culture: Islamabad. Jan.-June. 1982, p. 117

تیسرا باب

ہوئیں چاہتیں ہیں الگ الگ

maablib.org

ہوئیں چاہتیں ہیں الگ الگ

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے اس دور میں گاندھی جی نے بڑی ہوشیاری سے مسلمانوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تحریکِ خلافت میں حصہ لیا' مسلمان ترکی حکومت کو بچانے کے جنون میں اتنے جذباتی ہو گئے کہ ان کو یہ ہوش ہی نہ رہا کہ گاندھی جی کو اس تحریک کے ساتھ کیسے ہمدردی پیدا ہو گئی؟ گاندھی جی نے اس جنون کو اس قدر ہوا دی کہ 1920ء(1) میں ایک خوفناک تحریک چل پڑی جس کا نام تحریک ہجرت ہے' ہندوؤں نے اپنے ذاتی فائدے کے لیے اس تحریک کو بہت ہوا دی کہ ہندوستانی مسلمان ترکی کی سلطنت کو بچانے کے لیے ہندوستان چھوڑ دیں۔ ہجرت کے لیے سندھ اور پنجاب میں سے زیادہ اور باقی صوبوں میں سے قدرے کم مسلمان اپنے گھر بار اور کاروبار کوڑیوں کے بھاؤ ہندوؤں کے ہاتھ بیچ کر افغانستان کی طرف چلے گئے۔ مسلمانوں کے اعلیٰ درجے کے تعلیمی ادارے جن میں علی گڑھ یونیورسٹی بھی شامل ہے دیکھتے دیکھتے اُجڑ گئے۔ ادھر ہندوؤں نے اپنے کاروبار کا ذرہ برابر بھی نقصان نہ ہونے دیا بلکہ مسلمانوں کو دھڑا دھڑ باہر دھکیلنے میں مصروف ہو گئے۔ دینی جذبے اور ملی جنون کے مارے مسلمان افغانستان پہنچے تو اس نے اپنی سرحدوں کی حفاظت کے بہانے ان کو نہ صرف روک دیا بلکہ بندوقوں کے منہ ان کی طرف کر دیے۔ جب یہ لٹے پٹے لوگ جانیں بچا کر واپس آئے تو اپنے ہی مکانات و زمینوں پر ہندوؤں کے کرایہ دار بن گئے۔ تحریک پاکستان پر لکھنے والے سب دانشوروں کا کہنا ہے کہ اس دور میں گاندھی جی کے ذریعے تحریک خلافت اور تحریک ہجرت میں مسلمانوں کا ساتھ دینا ہندوؤں کی ایک بہت خطرناک چال تھی جو کامیاب ہوئی۔(2) ہجرت کا فیصلہ مسلمانوں نے سوچے سمجھے بغیر کیا تھا مگر اس کے فوراً بعد ہی مالابار(3) میں موپلوں پر جو ظلم ہوا اس کی وجہ سے مسلمانوں کی آنکھیں مزید کھل گئیں۔ ادھر ترکی میں مصطفیٰ کمال نے خلافت ترک کر کے جمہوری حکومت کو اپنایا اس طرح تحریک خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر مسلمان ہندوؤں اور کانگرس سے دور ہونے لگے کیونکہ مل کر آزادی کی تحریک چلانے والا جذبہ ہندوؤں کے وطیرے کی وجہ سے ٹھنڈا پڑ چکا تھا مسلمانوں نے پھر اپنے قومی تشخص کو اپنے حوالے سے اجاگر کرنا شروع کر دیا۔ ادھر ہندوؤں کی فرقہ پرست تحریکوں نے جلتی پر تیل کا کام کیا جگہ جگہ شدھی اور سنگھٹن کی تحریکیں پھوٹ پڑیں ہندو مسلم فساد ہونے لگے آخر کار 1928ء میں موتی

لال نہرو نے جو رپورٹ شائع کی اس نے ہندو مسلمان کے دو واضح راہ متعین کر دیے اس رپورٹ میں مسلمانوں کو نہ صرف علیحدہ حق نمائندگی دینے سے انکار کیا گیا تھا بلکہ دیگر سیاسی اور دوسرے تحفظات دینے سے انکار کیا گیا تھا اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ ہندو کانگرس کے پلیٹ فارم سے "رام راج" کے لیے لڑ رہے ہیں اس کے خلاف ہی مسٹر محمد علی جناح (قائداعظم) نے اپنے 14 نکات پیش کیے تھے اس سے کوئی دو سال بعد علامہ اقبالؒ نے 1930ء میں مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ الہ آباد میں اپنے مشہور خطبے میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ علاقے کا مطالبہ کیا تھا جس کا نام چوہدری رحمت علی نے "پاکستان" رکھا۔

اب آیئے اس دور اور اس کے بعد کے دور میں یہ دیکھیں کہ مسلمانوں نے اپنے علیحدہ قومی تشخص کو بحال کرنے یا اجاگر کرنے کے لیے ادبی سطح پر کیا کچھ کیا؟ کیونکہ اس کے بعد سیاسی سطح پر مسلمانوں کا راستہ واضح طور پر الگ ہی ہوتا چلا گیا۔ محمد علی جناح (قائداعظم) نے کانگرس کو اس کے بعد ہی خیر باد کہا اس کے بعد ہی انہوں نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کی اور اس کو مسلمانانِ ہند کی واحد نمائندہ جماعت بنا کر منزل پاکستان کو حاصل کرنے کی سعی کی۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ تحریک خلافت میں ہندو نے مسلمانوں کو سماجی، معاشرتی اور سیاسی طور پر زبردست نقصان پہنچا کر مسلم کش پالیسی اختیار کر لی تھی۔ شدھی اور سنگھٹن کی تحریکیں زور پکڑ چکی تھیں اس دوران ایک ہندو راجپال نے رسول پاک کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے ایک کتاب شائع کی جس پر غازی علم دین شہید نے اس کو قتل کر دیا علم دین پر مقدمہ چلایا گیا اور اس کو 31 اکتوبر 1929ء کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ اس عاشق رسولؐ نے مسلمانوں میں عشق رسولؐ کی ایک نوری لاٹ کو روشن کر دیا۔ پنجابی ادب میں علم دین شہید کے بارے میں لکھے ہوئے قصوں کا جیسے سیلاب آ گیا' عشق لہر کا ایک چومصرعہ ملاحظہ فرمائیں:

ع ہویا چودھویں دے وچ روشن تیرا عشق اوئے عاشق حضورؐ دیا
جھوٹا دار دی پینگھ دا جھوٹیا ای شوق نال ساتھی منصور دیا
سب دی اکھیاں وچ سما گیا ایں علم دین او ذریا طور دیا
عشق لہر دی عرض دربار اندر پہلوں کریں مسافرا دور دیا (5،4)

محمد رفیع اختر لاہوری کا جو آٹھ مصرعہ کا بیت ملا ہے اس میں شاعر نے علم دین کے پختہ ایمان کا اظہار کیا ہے یہ بات اس وقت بہت مشہور ہوئی تھی کہ علم دین کے وکلاء نے اس کو قتل سے انکار کرنے کی تجویز پیش کی جس کو علم دین شہید نے سختی سے رد کر دیا تھا اختر لاہوری کا بیت ملاحظہ فرمائیں:

ع دشمن پیدا رسول دا ہو گیا اے میرا دل ڈاہڈا شرمسار کیتا
راجپال لعین نوں قتل کر کے علم دین نے نہیں انکار کیتا
جا کے وچ عدالت دے وانگ مرداں میں ای ماریا اے صاف اقرار کیتا
دشمن پاک رسولؐ دا مار کے تے نبی پاکؐ دا میں دیدار کیتا
ایہہ دنیا کیہ عقبیٰ سوار لئی اے پیدا دوئیں جہانیں وقار کیتا
صدقے پاک رسولؐ توں جان کیتی جھوٹے دم نہیں اعتبار کیتا
دنیا والیو نہ جھلاؤ میتوں میں ای ایس لعین تے وار کیتا
اللہ اوسنوں کرے پیار اختر جیہنے نبیؐ دے نال پیار کیتا

مولانا محمد بخش مسلم نے بے قابو مسلمانوں سے سرشفیع کے کہنے پر خطاب کیا قرآن پاک کی تلاوت کے بعد صبر کی تلقین کی اور اپنے مندرجہ ذیل شعر پڑھے:

ع جیوندی جان اوہ پیاریا علم دینا جیون جوگیا موت نوں ماریا ای
جگاں تیک رہسی تیرا نام زندہؔ زندہ نبیؐ توں تن من واریا ای
سک گئے دریا محبتاں دے بیڑا بیت تے بجھاں تاریا ای
الہ اللہ کہہ کے چڑھیوں دار اُتے سروں عشق دا بھارا اتاریا ای
تیرے جیہے غازی ورلے ماں جن سی اپنا جنم تے کرم سواریا ای
لاش رہی بے داغ ایمان وانگوں ڈاہڈا جھوٹھ تے سچ نتاریا ای
جنت مائی او پُت ترکھان دیا کنڈا کفر اپرادھ دا وڈھیا ای
اشکے بیلیا اوئے تیرے حوصلے توں زندہ پھیر منصور کر چھڈیا ای
دنیا موت کولوں اینویں بھجدی اے موت عاشقاں دے پردے کجدی اے
اوسے موت نال زندگی سجدی اے جیہڑی موت ہووے کسے وجدی اے

اسی زمانے میں پنجاب میں چھپن فیصدی حقوق کی تحریک کا بہت چرچا ہوا یہ تحریک زیادہ دیر نہ چل سکی اس تحریک کے محرک علم دین شہید کمیٹی کے لیڈر تھے جن میں سے ملک لال دین قیصر، شیخ غلام مصطفیٰ حیرت اور عبدالمجید قرشی کے نام خاص طور پر لیے جا سکتے ہیں۔(6) مولانا محمد بخش مسلم نے بھی اس تحریک کو عام کرنے میں اپنی خطابت کو وقف کر دیا تھا(7) غلام مصطفیٰ حیرت کی نظم کا یہ مصرعہ بچے بچے کی زبان پر تھا بڑے بڑے

اشتہاروں پر بھی یہی مصرعہ لکھا گیا تھا

ع ہمیں مطلوب چھپن فیصدی ہے (8)

اس تحریک کا دفتر شیخ غلام مصطفیٰ حیرت کے مکان (کوچہ چابک سواراں لاہور) میں تھا جہاں شعراور سیاست لوگوں کو کھینچ لاتے تھے اس تحریک کو چونکہ انقلاب اخبار کے حوالے سے یونینسٹ پارٹی کی سرپرستی حاصل تھی اس لیے یہ تحریک عوام میں اپنی جڑیں مضبوط نہ کر سکی اور ختم ہو گئی اس سلسلے میں یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ملک لال دین قیصر' شیخ غلام مصطفیٰ حیرت اور مولانا مسلم کے اس تحریک سے وابستہ ہونے کی وجہ سے پنجابی شعر اس حوالے سے ضرور تخلیق ہوئے ہوں گے لیکن بدقسمتی سے یہ حاصل نہیں ہو سکے۔

یہ وہ وقت ہے جب ہندوؤں میں لجپت رائے اور مدھن موہن مالویہ جیسے متعصب ہندوؤں نے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف شدھی اور سنگھٹن کی تحریکیں چلائیں۔ مسلمانوں کو کئی قسم کی تکالیف دیں جاری تھیں جن میں سے مسجدوں میں اذان کے وقت باجے بجانا' مندروں میں بڑے بڑے گھنٹے بجانا' گائے کی قربانی پر واویلا کرنا وغیرہ۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کو ایک لحاظ سے اقلیت خیال کرتے ہوئے تنگ کرنا شروع کر دیا تھا اسی دور میں کشمیر میں اذان تک بند کر دی گئی جس کے لیے مسلمانوں نے تحریک چلائی۔ اس سلسلے میں مولانا محمد بخش مسلم کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں:

ظفر وال چل بانگ پکاریئے' تیتاں بیٹھ نماز گزاریئے
پہلے لاش لیاندی علم دین دی' ہن ایہہ وی مورچہ ماریئے

اس دور میں مسلمانوں نے سیاسی اور ادبی سطح پر ردعمل کے طور پر اپنے اسلامی تشخص کو اجاگر کرنے کی طرف پہلے سے بھی زیادہ زور دینا شروع کر دیا تھا' استاد کرم نے جو نظم اس دور کے حوالے سے لکھی اس میں مسلمانوں کے شاندار ماضی کو یاد کر کے موجودہ دور میں ان کی سماجی تنزلی کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

ع مسلم شان کتھے آن بان کتھے ، کتھے تیریاں فرما روانیاں نی
خالی ہتھ تیرے عالمگیر سیں توں کتھے کھوہ لیاں شاہ جہانیاں نی
اوہ سب ہفت اقلیماں خواب ہویاں تے خیال ہویاں جہاں بانیاں نی
ہیبت حشمتاں مل گیاں خواب اندر مٹی وچ رُل گیاں سلطانیاں نی
نہ چغتائیاں نی نہ طغرانیاں نی نہ تاتاریاں نی نہ تورانیاں نی
قبراں نیتاں مسجداں ڈھٹھیاں تے ورس اجڑے ملن نشانیاں نی

ہندوؤں کے تنگ کرنے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

ع ایہدر مسجداں وچ اذان دیئے اوہدر منداں وچ ہوم ہوم ہووے
ٹیں ٹیں ہووے بجے ہووے ناتھ ناتھ ہووے شوم شوم ہووے
وجن ٹل زنگھے تے سنکھ پھوکن مل کے ہون سب کارشیطانیاں نی
اوہ سب ہنت اکھیاں خواب ہویاں تے خیال ہویاں جہانیاں نی(9)

سر شہاب الدین نے مسدس حالی کا جو ترجمہ کیا اس کے دیباچے (1931ء پہلا ایڈیشن) میں رقم طراز ہیں۔

''حالی ایڈا منیا پرونیا شاعر اے جے اوہنوں بچہ بچہ جاندا اے اوہدی مسدس اینی مشاہور اے کہ جہڑے لوک اردو جاندے نیں اوہناں وچوں اجیہا کوئی ورلا ای ہووے گا جس ایہہ کتاب نہیں پڑھی، پڑھیاں لکھیاں مسلماناں وچ تے ایہدے چنگے چنگے بند ہر نکے وڈے نوں زبانی یاد نیں کئی ہندو تے سکھ دی ایہوں مزا تے سوادلے کے پڑھدے نیں' پہلی عمرے مینوں وی اوہدے پڑھن دا اجیہا شوق سی جے روٹی کھادے باجھو رہندا ساں پر ایہدے دو چار بند پڑھے بناں نہیں ساں رہندا' روز دہاڑی کسے نہ کسے ویلے موقعہ پا کے جی سرسا کرلیندا ساں۔

باراں ک ورھے ہوئے نیں (یعنی 1919ء دے نزدیک) اک دن مسدس دے پہلے بند دا پہلا شعر

ع کسی نے یہ بقراط سے جاکے پوچھا مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا

پڑھدیاں ساراای میرے موہنوں ایہہ اایہہ ترجمہ نکل گیا

ع کسے پچھیا جا بقراط کولوں ، کیہڑے روگ نیں جان نوں مار دے جی

میں اوسے ویلے پنجاں ستاں بنداں دا ترجمہ پنجابی وچ کر ماریا اگلے دن میں اوہ ترجمہ دو ہنہ چو ہنہ یاراں بیلیاں نوں سنایا اوہناں سلاہیا تے آکھیا بھائی جے توں ساری مسدس دا ایسے طراں ترجمہ کردیویں تے پنجاب نوں بڑا فائدہ ہووے''(10)

اس سے دو باتیں سامنے آتی ہیں ایک یہ کہ اس زمانے میں پنجاب میں مولانا حالی کی مسدس کا بہت چرچا تھا دوسرے چوہدری صاحب نے اس کا ترجمہ 1919ء سے 1931ء کے درمیان کیا ظاہر ہے یہ دور

پنجاب کے مسلمانوں میں اپنے علیحدہ قومی تشخص کو ابھارنے کے سلسلے میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے اس لیے ہم اس ترجمے کو پنجابی ادب کی طرف سے ایک انمول اضافہ قرار دے سکتے ہیں کیونکہ اس نے اس زمانے میں بڑی مقبولیت حاصل کی پھر یہ بات بھی اس ترجمے کے بارے میں یاد رکھنے والی ہے کہ یہ علامہ اقبالؒ کے کہنے پر چوہدری شہاب الدین صاحب نے مکمل کیا اس کا زیادہ حصہ مسلم تشخص کو اجاگر کرنے میں زبردست حصہ ڈالنے والی جماعت انجمن حمایت اسلام کے جلسوں میں پڑھا گیا اس ترجمے کا آخری حصہ ملاحظہ فرمائیں:

290۔ دسے کھول کرتب نیں عالماندے کرن جو امیر وسایا اے
وگڑ جان نوں ہین تیار سکھے حال ساڈاں دا سنایا اے
ہٹ اپنے تھاں تو گئی تھی ہن ایہ ڈھین تے جھگڑا آیا اے
291۔ پونی گوہڑیوں نہیں جو ہویا پچھے ہُن ایس تھوں وقت نہیں آؤنا جے
جنھوں اُپروں سُٹ دا رب تھلے متی اس نوں اک دن کھاؤنا جے
بھانویں جیک نہیں قوم دا رہیا پھکا رُڑی ایس توں ایس ہو جاؤنا ہے
292۔ ایہوانت ہر قوم تے پہنچدا اے انا نہہ جا کے ٹھانہہ نوں آؤندے نیں
سدا ریت جہان دی ہے ایہو رنگ اس دے رنگ وٹاوندے نیں
پُھل پَھل کے باغ دی جان اُجڑ سوچے چلدے خشک ہو جاوندے نیں (11)

کشمیر میں بھی مسلمانوں پر ہندوؤں کی گستاخیاں بڑھ گئیں، خطبہ جمعہ پڑھنے سے منع کرنا، عید کی نماز میں رکاوٹ اور "پنج سورۃ" کی بے حرمتی کی وجہ سے جو گڑبڑ ہوئی کشمیری مسلمانوں نے اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کی (1930ء) اس کی حمایت میں احرار نے تحریک چلائی "کشمیر کمیٹی" میں حضرت علامہ اقبال بھی شامل تھے جب انگریزوں نے بھی راجہ کشمیر کا ساتھ دینا شروع کر دیا تو تحریک میں زور پیدا ہو گیا۔ (12)
ادیبوں نے حصہ ڈالا شاعروں نے قلمی جہاد کیا۔ ان میں استاد کرم، فقیر محمد فقیر اور مولوی عبداللطیف افضل کے نام نمایاں ہیں۔ فقیر محمد فقیر کی ایک نظم "پنجاب" کا یہ حصہ دیکھیں:

ع اجے باقی نے پنجابی — اجے پنجاب باقی اے
اجے باقی نیں تلواراں — اینہاں دی آب باقی اے

پنجابی مسلمان کے بارے میں

ع ایہہ سٹش دین توں سب وار کے دولت جہاناں دی
کرن پرواہ نہ اولاداں نہ مالاں دی نہ جاناں دی
ایہہ وحدت دے محلاں وچ بن فانوس جگدے نیں
ایہہ جھولے جھگڑاں دے نیں بھبا کے نیں ایہہ اگاندے
فقیر ایہہ ہین کعبے دے نیں ایہہ سلطان جگاں دے(13)

اس دور میں ایک نعرہ بڑا مقبول تھا

ع چلو بھائیو کشمیر جنت بلدی اے

کشمیر کی تحریک سے کچھ دیر ہی قبل ہمارے یہاں مولانا حالی کی مسدس کا بہت چرچا تھا۔ مسلم عام طور پر اس کو پڑھ کر اپنے روشن ماضی کی طرف دھیان کر کے اپنے اس وقت کے تنزل اور بے عملی کی حالت پر نظر ڈالتے تھے۔ یہ تحریک سرسید نے چلائی تھی جس کی وجہ سے مولانا حالی نے مسدس تحریر کی اس کے بعد علامہ اقبال نے شکوہ جواب شکوہ لکھی۔ حالی کی مسدس کا پہلا ترجمہ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ سر شہاب الدین نے کیا اور شکوہ جواب شکوہ کا پہلا ترجمہ فضل احمد فاروقی نے (1918ء) کیا۔ اس دور کی یہ تمام تحریریں انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسوں کے لیے لکھی جاتی تھیں اسی دور میں فقیر محمد فقیر نے بھی اسی رنگ میں بہت سی نظمیں لکھیں جو انجمن حمایت اسلام کے جلسوں میں پڑھیں ان نظموں میں بڑی دردمندی کے ساتھ انہوں نے مسلمانوں کی اس وقت کی بے عمل زندگی کا نقشہ کھینچا ہے ساتھ ہی مسلمانوں کے تابناک ماضی کی طرف بڑے پُر اثر انداز میں اشارے کر کے زندگی میں باعمل ہونے کا پیغام دیا ہے فقیر نے اس قسم کا تمام کلام صدائے فقیر کے نام سے 1924ء میں شائع بھی کر دیا جس کو انہوں نے "غلامی دے منحوس دناں دی نذر" کیا وہ 1954ء کے ایڈیشن میں اس کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'فرنگی دیاں اوہ چھمکاں جہاں نال دل دے گھا سدا ہی ہرے رہے میں کیویں جریاں تے میرے ساتھیاں دا بھولا صبر میتھوں کیہ چاہندا رہیا صدائے فقیر کجھ انجیہاں جھریٹاں دا دخاواں جیہا نقشہ اے جنہوں میں پہلی وار 1924ء وچ پیش کر چکاں(14)

ان کی ان نظموں کے عنوانات ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں میں اسلامی تشخص کو ابھارنے کے خواہش مند تھے۔ 'بیتے ویلے دی یاد' نوری شمع' پیام اتفاق' تلوار تے مسلم' قرآن دا درس' اسلام دا پیغام' اس کی واضح مثالیں ہیں اپنی ایک نظم "دعا" میں لکھتے ہیں:

ع عمل دی بخش توفیق بدکاراں بے حالاں نوں
پھلن پھلن دی مہلت بخش ساڈے نونہالاں نوں
بُت آذر دے پئے نُر کوئی ابراہیم چاہندے نیں
وطیرے دیر دے نُر حرم دی ترمیم چاہندے نیں
تیرے فضلوں مڑاوہ شوکت مسلماناں دی ہو جائے
جماعت فیر اے مولا پریشاناں دی ہو جائے (15)

اس دور کے اس قسم کے پنجابی ادب میں ہمیں یہ بات بڑی واضح دکھائی دیتی ہے کہ شاعر ایک طرف مسلم تشخص کو ابھار رہے ہیں اور دوسری طرف دوقومی نظریے کے تحت اسلام دشمن طاقتوں کے بارے میں سخت رویہ اختیار کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ اس رنگ میں استاد کرم کا کلام ملاحظہ فرمائیں:

ع یارو کافراں نے بڑا تنگ کیتا مسلماناں دے گوش گزار دے او
ہو یا کیہ جے خالد جرار ہے نہیں تُسی کاس نوں حوصلے ہار دے او
اوہدیاں بے نیازیاں جان دے او محرم تُسی اک بڑے اسرار دے او
چلو خنجر بلال نوں باہر کڈھو مڑ کے بانہہ اس نوں دوجی وار دے او
پیارے نام محمدؐ توں چلو یارو تُسی اپنی جان نوں وار دے او
تُسی گن مشین کیہ جان دے او لاٹو لوہے دا پترا ڈانگ اُتے
لاشاں نال بھردے او میدان سارا ماری جاوناسانگ تے سانگ اُتے
ایڈے ڈھیر لگا دے او مُردیاں دے چیلاں بھون گرلان پئے کانگ اُتے
لڑو لڑو پر ایہہ سوچ سمجھ لینا' کن اپنا رکھنا بانگ اُتے
صدقہ اپنے نام دا کرم کریں آ ؤ جھوٹھ تے سچ نتار دے او
پیارے نام محمدؐ توں چلو یارو تُسی اپنی جان نوں وار دے او (16)

اسی دور کے گجرات کے علاقے کے مولوی عبداللطیف افضل نے بھی بہت سی نظمیں تحریر کیں۔ کشمیر کی تحریک کے حوالے سے ان کی ایک نظم پنجاب کے رہنے والوں کی زبانوں پر عام تھی اس کا ایک حصہ دیکھیں:

ع جم جم گولیاں دی بارش ہووے چھم چھم
خون دے فوارے جان قدماں دے وچ جم

جم جاوے قدم ایسے جان وارے سارا جم
دماں دا وساہ کیہ اے زندگی دے چار دم
دم دین فائدہ جنہاں دماں دا پیار ہووے
زندہ کرے قوم نوں جو قوم تے نثار ہووے
مظہر علی راجے نال آپے کردا تیل قال
تینوں کنھے منھیا سی آپے ٹھاں تج نال
دوروں سلام تینوں گوریا معاف کر
باندروالا ساڈے وچ توں نہ انصاف کر(17)

مسلمانوں کے ساتھ ظلم وزیادتی کا سلسلہ اس زمانے میں پھیلتا نظر آتا ہے انگریز حکومت تو شروع ہی سے مسلمانوں کی حمایت میں نہیں تھی۔ ہندوؤں کے ساتھ بھی اب مسلمانوں کی کھلی جنگ شروع ہو چکی تھی تیسری قوم یہاں سکھ تھی جو پہلے ہی 1857ء میں جنگ آزادی کے وقت انگریز کے ساتھ مل چکی تھی اس لیے مسلمانوں کی مصیبت کے اس دور میں اب انگریز نے ہندو اور سکھوں کو استعمال کرنا شروع کر دیا' ہوا یہ کہ بیرون دہلی دروازہ 'نولکھا کے علاقے میں پرانے زمانے سے ایک مزار شاہ کاکو اور اس سے ملحقہ مسجد تعمیر شدہ صورت میں چلے آ رہے تھے۔ سکھوں کے دور میں انہوں نے اس کے ساتھ ایک گردوارہ بنا دیا تھا اور اس پرانی مسجد اور مزار کو اس گردوارے کے احاطے میں لے آئے تھے مسلمانوں نے اس مسجد کی واپسی کا مقدمہ دائر کیا جو ماتحت عدالتوں سے خارج ہوتا ہوا آخر پریوی کونسل میں چلا گیا جہاں سے خارج کر دیا گیا اس پر 1935ء میں تحریک چلی مسلمان جماعتوں کی صورت میں شہید گنج جاتے وقت گرفتار ہوتے یا گولی کھا کر شہید ہو جاتے۔ کئی ہفتے یہ سلسلہ جاری رہا(18) اس دور میں اس واقعے کے حوالے سے پنجابی ادب میں بہت سا ادب تحریر ہوا۔ استاد کرم کی نظم کا ایک بند ملاحظہ ہو:

ع دیکھیا ای مُسلم کم کفار دا — گھر ڈھا چھڈیا اے رب جبار دا
توں ای محمود ایں توں ای ایاز ایں — بندہ نواز ایں بڑا جاں باز ایں
محرم راز ایں خنجر دراز ایں — تینوں کیہ خوف کسے مُردار دا(19)

ایک اور شاعر جو عام طور پر احرار کے جلسوں میں بڑے جوش وجذبے سے شعر پڑھا کرتا تھا اس کی یہ نظم بہت مقبول ہوئی:

ع سر سکندر تیری غیرت نوں جگاواں کس طرح
وٹی دروازے دیاں لاشاں بھلاواں کس طرح (20)

جواہر مولانا حالی نے مسلم تشخص کو پہچاننے کے لیے مسدس کے ذریعے چلائی تھی اس پر چلتے ہوئے علامہ اقبالؒ نے شکوہ جواب شکوہ تحریر کی۔ سر شہاب الدین نے مسدس کا پنجابی ترجمہ کیا دیگر شعراء میں اس کی طرف دھیان دیتے ہوئے فقیر محمد فقیر اور عبدالکریم ثمر نے نظمیں تحریر کیں۔ ثمر کی اکثر نظمیں انجمن حمایت اسلام کے جلسوں میں پڑھی گئیں۔ سُفنا (21) ’علامہ اقبالؒ کی صدارت میں اسلام دے حکم (22)‘ خواجہ حسن نظامی کی صدارت میں پڑھی گئیں۔ علاوہ ازیں دوسری اسی قسم کی نظمیں دیگر مسلم تنظیموں کے اجلاس میں پڑھی گئیں مثلاً سیرت کانفرنس میں سر شفیع کی صدارت میں ’پاک محمدؐ (23)‘ ایک نظم انجمن اسلامیہ سیالکوٹ میں سر عبدالقادر کی صدارت میں پڑھی گئی (24) ان نظموں نے مسلمانوں کے اندر ایک ملی جذبہ پیدا کیا۔ ثمر صاحب نے آگے چل کر تحریک پاکستان میں اُردو کے حوالے سے حصّہ لیا۔

1935ء تک سیاسی لحاظ سے ہندوستان کے رہنے والوں کے ساتھ یہ ہوا کہ آزادی کے مطالبے کی وجہ سے کئی قسم کے کمیشن مقرر ہوتے رہے اسی دوران موتی لعل نہرو رپورٹ بھی آئی جس کو نامنظور کرتے ہوئے مسٹر جناح (قائداعظم) نے 14 نکات پیش کئے۔ پھر لندن میں گول میز کانفرنسوں کا سلسلہ شروع ہوا اور آخر تیسری گول میز کانفرنس کے بعد ان کانفرنسوں کی سفارشات پر ایک قرطاس ابیض شائع ہوا جو پارلیمنٹ کی ایک جوائنٹ سلیکٹ کمیٹی کے سپرد ہوا اس کمیٹی کی سفارشات پر ایک بل فروری 1935ء کو پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا جس پر دونوں ایوانوں میں طویل بحث ہوئی اور پھر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء کے نام سے پاس ہوا اس ایکٹ کے تحت آل انڈیا فیڈریشن کا قیام ہونا تھا اس کی خاص خاص باتیں یہ تھیں کہ اس میں گورنر جنرل کو لامحدود اختیار حاصل تھے جن میں کچھ خصوصی اختیار بھی تھے اس بل کو نہ کانگرس نے تسلیم کیا اور نہ ہی مسلمانوں نے یعنی ہندوستان کے ہندو مسلم 1935ء کے خود مختاری کے ایکٹ سے مطمئن نہیں تھے۔

1934ء میں محترم جناح جب لندن سے بمبئی واپس آئے تو مرکزی اسمبلی کے رکن منتخب ہو گئے مسلم لیگ کی نئی کونسل نے ان کو مستقل صدر چن لیا۔ (25)۔ 1936ء میں مسلم لیگ نے 1935ء کے ایکٹ کا وفاقی حصہ برطانوی ہند اور دیسی ریاستوں کے لیے مضر قرار دے دیا۔ (26) صوبائی سکیم کے بارے میں مسلم لیگ نے یہ فیصلہ کیا کہ اگرچہ اس میں بری باتیں شامل ہیں مگر حالات کے تقاضے کے تحت اس پر عمل کر لیا جائے اسی لیے آل انڈیا مسلم لیگ نے آنے والے انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کر لیا۔ کانگرس نے احمد آباد اور بمبئی کے

ہندو سرمایہ داروں کے سرمائے سے زوردار پراپیگنڈے اور گاندھی جی (جو اس وقت ہندوؤں کے لیے ایک دیوتا کا روپ دھار چکے تھے) کا سہارا لے کر ان انتخابات میں حصہ لیا۔ دوسری طرف مسلم لیگ کے پاس نہ فنڈ تھے نہ زوردار پراپیگنڈے کا کوئی موثر ذریعہ تھا اس لیے ان انتخابات میں 1585 نشستوں میں سے 711 کانگرس نے حاصل کر لیں اس لحاظ سے اس کو پانچ صوبوں میں اکثریت حاصل ہوگئی اس طرح وہ اب آسانی سے حکومت بنا سکتی تھی جبکہ مسلم لیگ کو کوئی کامیابی نہ ہو سکی۔

کانگرس کو ان انتخابات میں جو کامیابی حاصل ہوئی وہ اس سے مغرور ہو گئی جس سے کانگرسی لیڈروں کا ذہنی توازن بگڑ گیا۔ اس موقع پر کانگرسی لیڈروں نے ڈکٹیٹر شپ کا نعرہ لگایا۔ پنڈت نہرو بولے ہندوستان میں دو جماعتیں ہیں ایک کانگرس اور دوسری حکومت۔ (27) قائداعظم محمد علی جناح نے فوراً تردید کی اور فرمایا ''ہندوستان میں ایک تیسری جماعت بھی ہے اور وہ ہے مسلمان ہم کسی کے دباؤ میں آنے کے لیے ہرگز تیار نہیں (28)

وزارت سازی کا مرحلہ آیا تو کانگرس نے یہ شوشہ چھوڑا کہ ایکٹ میں گورنر کو جو خصوصی اختیارات حاصل ہیں ان کو کانگرس تسلیم نہیں کرتی اس پر بہت شور مچا مگر حکومت نے یہ بات نہ مانی۔ آخر کانگرس مختلف صوبوں میں وزارتیں بنانے پر راضی ہو گئی۔ اس سلسلے میں اس نے خاص طور پر یہ خیال رکھا کہ مسلم لیگی ممبران کے ساتھ مل کر وزارت نہ بنے اور جہاں کہیں مسلم لیگ کی وزارت بنی کانگرس نے اس کو ہٹانے پر پورا زور لگایا مگر بنگال میں مولوی فضل حق کی وزارت کو کوشش کے باوجود ناکام نہ کر سکی پنجاب میں سر سکندر کی قیادت میں ہندوؤں سکھوں نے مل کر حکومت بنائی یہاں بھی مسلم لیگ کو نزدیک نہ آنے دیا گیا۔ اس طرح زیادہ وزارتیں کانگرس نے بنائیں اور اپنی اکثریت کے بل بوتے پر جب حکومت شروع کی تو ایک خاص منصوبے کے تحت مسلمانوں کی تہذیب و تمدن کو ان کے مذہب کو ان کی زبان کو تباہ و برباد کرنے کی کوششوں کا ساتھ ہی آغاز کر دیا۔

ان کوششوں میں اردو زبان میں ہندی سنسکرت کی ملاوٹ کر کے اس کو ہندوستانی کا نام دیا گیا ساتھ ہی دیوناگری رسم الخط لازمی اور فارسی رسم الخط اختیاری قرار دے دیا گیا۔ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکانے کے لیے ہندوستان کا قومی ترانہ ''بندے ماترم'' قرار دیا گیا۔ مسلمان بچوں کو گاندھی کی تصویر کے سامنے پرارتھنا کرنے اور مذکورہ ترانہ گانے پر مجبور کیا گیا۔ یاد رہے کہ یہ ترانہ بنکم چندر چیٹر جی نے اپنے ناول (1882ء) میں لکھا تھا جس میں بنگال پر نواب سراج الدولہ کی حکومت کا خاتمہ ہو جانے کے بعد مرشد آباد اور

بنگال کے حکمرانوں کی حکومتوں کا خاتمہ کرنے کے جذبے اور عزم کا اظہار کیا گیا تھا۔

جس میں ناول کا ہیرو "بھاونند" فوج جمع کرتا ہے اس دوران اس کی ملاقات ایک شخص مہندر کے ساتھ ہو جاتی ہے بھاونند یہی بندے ماترم گیت گاتا ہے وہ مسلمانوں کی حکومت کو ختم کرنے کے لیے مسلح بغاوت کا منصوبہ بناتا ہے۔ مگر مہندر کہتا ہے کہ ایسا کرنا ناممکن ہے بھاونند غصہ میں کہتا ہے کہ ہمارا مذہب گیا' ہماری عزت آبرو ختم ہو گئی جب تک ان نرشوں (مسلمانوں) کو یہاں سے نکال نہیں دیا جاتا اس وقت تک دھرم محفوظ نہیں' مہندر دریافت کرتا ہے کہ تم اکیلے ان مسلمانوں کو نکال سکتے ہو؟ اس پر وہ یہ بندے ماترم گیت گاتا ہے:

"جب سات کروڑ زبانیں نعرہ بلند کریں گی اور چودہ کروڑ ہاتھ تلواریں چلائیں گے
اس وقت بھی وطن کو کمزور خیال کرو گے"

جب مہندر بھاونند کی بات نہیں مانتا تو وہ کہتا ہے:

"انگریز میدان سے نہیں بھاگتا خواہ اس کی جان کو خطرہ ہو مگر جب مسلمان کو پسینہ آ جائے تو یہ لڑائی سے بھاگ جاتے ہیں"

اس قسم کی باتیں کر کے وہ اس کو مندروں میں لے جاتا ہے جہاں بتاتا ہے کہ تم نے دیکھا مسلمانوں نے کالی ماتا کا کیا حال کر دیا ہے؟ جب تک مسلمانوں کو کچلا نہیں جاتا تب تک کالی ماتا پر جوبن نہیں آئے گا' اس پر دونوں ہندوؤں کی فوج تیار کرتے ہیں ہر سپاہی دشمن (مسلمانوں) کو ملک سے باہر نکالنے کی قسم کھاتا ہے ترانہ، بندے ماترم، ایک لحاظ سے قسم تھی۔ (29) اس ترانے میں درگا، لکشمی اور سرسوتی دیویوں کو ماں کہہ کر پکارا گیا تھا۔ بول خالص ہندو قومی تحریک کے نمائندہ ہیں۔ وزیر ہند لارڈ زیٹلینڈ نے اس ترانے کے بارے میں وائسرائے ہند کو لکھا کہ یہ دراصل ایک گیت نہیں بلکہ اعلان جنگ ہے جو ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف اپنی قومی تحریک کو چلانے کے لیے گھڑا ہے یہ زیادتی ہے۔ (30) مگر پنڈت نہرو اور کانگرس اس بات پر مصر تھے کہ یہ گیت قومی ترانے کا درجہ حاصل کر چکا۔ اس لیے اس حکومت میں اس ترانے کو مسلمانوں کو بھی گانے پر مجبور کیا گیا۔ یہی بات نہیں بلکہ کانگرس نے تعلیم کے بارے میں جو "واردھا" اور "ودیا مندر" سکیم دی اس میں بھی گاندھی کا ہندو دماغ کام کر رہا تھا اس سکیم کے بارے میں مولوی عبدالحق جیسے لوگوں نے اعتراض کیا یہاں تک کہ کانگریس کی پاکٹ جماعت جمعیت العلماء ہند نے بھی اس کی مخالفت کی۔ (31)

یہ وہ حالات ہیں کہ جن کی وجہ سے مسلمانوں نے اپنے قومی تشخص کے حوالے سے علیحدہ آزادی لینے کے لیے سنجیدگی سے سوچنا شروع کر دیا۔

حوالہ جات

1۔ تحریک دتاریخ پاکستان: محمد احسان الحق ومحمد شفیق علوی، ص90

2۔ پاکستان ناگزیر تھا: سید حسن ریاض، ص103

3۔ ایضاً: ص113

4۔ آزادی دے مجاہد لکھاری: شہباز ملک، ص25

5۔ زبانی از: ظمیر نیاز بیگی، لوگ یہ شعر سُن کر دھاڑیں مار کر روتے تھے

6۔ پنجاب کی سیاسی تحریکیں: عبداللہ ملک، ص129

7۔ کھوج، جلد2 شمارہ: 1، شہباز ملک، ص35

8۔ سیارہ ڈائجسٹ لاہور فروری 1966ء انٹرویو: غلام مصطفیٰ حیرت، ص58

9۔ کرم پھلواڑی مرتبہ: عبدالکریم، ص142

10۔ حالی دی مسدس: ترجمہ سر شہاب الدین، ص13-12

11۔ ایضاً: ص225

12۔ کرم پھلواڑی مرتبہ: عبدالکریم، ص145

13۔ موآتے: فقیر محمد فقیر، ص 52

14۔ صدائے فقیر: فقیر محمد فقیر، ص4

15۔ ایضاً: ص106

16۔ کرم پھلواڑی مرتبہ: عبدالکریم، ص147-148

17۔ زبانی: جناب شریف کنجاہی

18۔ کرم پھلواڑی مرتبہ: عبدالکریم، ص150

19۔ ایضاً : ص151

20۔ زبانی جناب: اسماعیل قلندر

21۔ نگراں: عبدالکریم ثمر، ص13

22۔ ایضاً : ص32

23۔ ایضاً : ص30

24۔ ایضاً : ص30

25۔ حصولِ پاکستان: پروفیسر احمد سعید، ص200

26۔ پاکستان ناگزیر تھا: سید حسن ریاض، ص183

27۔ Muslim Saparation in India: Abdul Hamid, p 217

28۔ تحریک و تاریخِ پاکستان: محمد احسان الحق، محمد شفیق علوی، ص:101

29۔ حصولِ پاکستان: پروفیسر احمد سعید، ص210

30۔ ایضاً ص211

31۔ تحریک و تاریخِ پاکستان: محمد احسان الحق / محمد شفیق علوی، ص164

maablib.org

چوتھا باب

جاگ، پیارا مسلم جاگ

maablib.org

جاگا' پیارا مسلم جاگا

دوسری عالمگیر جنگ شروع ہونے تک مسلمانوں کو کانگرسی حکومت کی متعصب پالیسیوں کے اس عذاب میں سے گزرنا پڑا۔ جنگ چھڑنے پر کانگرس نے انتہائی غرور اور رعونت کے ساتھ انگریز حکومت سے مطالبہ کیا کہ جنگ میں ہندوستانیوں کا تعاون لینے کے لیے وہ اس بات کا کھلا اعلان کرے کہ اس نے ہندوستان کو ایک آزاد اور خود مختار قوم کے طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ تھا کہ انگریز یہاں سے چلتا ہو اور مکمل حکومت ہندوؤں کو سونپ جائے' انگریز حکومت نے اس مطالبے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جس پر 22 اکتوبر 1939ء کو کانگرسی وزارتیں مستعفی ہو گئیں اس پر مسلمانوں نے سکھ کا سانس لیا' قائداعظم محمد علی جناح کے کہنے پر مسلمانوں نے 22 دسمبر 1939 کو یوم نجات منایا۔(1)

کانگرس کے دو سالہ ظلمی دور (1937ء۔ 1939ء) نے مسلمانوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا اور وہ بلاشبہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ کانگرس یا ہندو کے ساتھ مل کر آزادی کی جدوجہد نہ صرف ناممکن ہے بلکہ سخت خطرناک بھی ہے اس لیے 1930ء میں علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کے لیے جس الگ وطن کا نقشہ پیش کیا تھا اب ان کا سید ھا دھیان اس طرف ہو گیا اسی پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے بعد کے پنجابی شاعر نے لکھا'

ع گاندھی' نہرو' پٹیل دی تنگ نظری مسلمان تائیں مسلمان کر گئی

(آغا امداد علی خان)

خوش قسمتی سے مسلمانوں کو اس وقت تک حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی ولولہ انگیز قیادت بھی مل چکی تھی جو خود ہندوؤں کے اندر زہر کی ذہنیت سے نہ صرف واقف ہو چکے تھے بلکہ چرکے بھی کھا چکے تھے ادھر 1937ء میں انتخابات کے وقت جب مسلم لیگ ابھی کوئی زیادہ منظم نہیں تھی اس کی ناکامی ایک لحاظ سے مسلمانوں کی ناکامی کے طور پر سامنے آ کھڑی تھی اس لیے سب مسلمانوں نے مسلم لیگ اور قائداعظم کو اپنا آخری سہارا خیال کر لیا' قائداعظم نے بھی اس دور میں مسلم لیگ کی تنظیم نو کی طرف پورا پورا دھیان دیا اپنا گول ایک الگ مسلم ریاست مقرر کر لیا(2)۔ اس کا ثبوت آل انڈیا مسلم لیگ کی سندھ شاخ کا وہ ریزولیشن ہے جو اس نے 1938ء کو منظور کیا کہ ہندوستان کو واضح طور پر دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے جس میں مسلم اکثریت

والے علاقے اپنے وفاق کی صورت میں مکمل آزادی حاصل کر سکیں۔

ان حالات میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے قائداعظم محمد علی جناح کی رہنمائی میں اتنا کام ہوا کہ جواہر لعل نہرو جیسے متعصب ہندو لیڈر نے قائداعظم کے نام ایک خط جو انہوں نے 16 دسمبر 1939ء کو لکھا۔ مسلم لیگ کو مستند جماعت قرار دیا۔ اس کی اہمیت کو مانا اور اس سے معاملہ کرنے کو تسلیم کیا۔(3)

ہندوؤں اور کانگرس کے مسلمانوں کے بارے میں رویے پر عملی طور پر مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہونے کی وجہ سے برصغیر کے زیادہ مسلمان آہستہ آہستہ مسلم لیگ کی طرف آنا شروع ہو گئے تھے اس سلسلے میں مسلم تشخص کو ابھارنے' اسے زندہ رکھنے کے لیے کام کیا گیا جس کی وجہ سے مسلمانوں نے جب ہندوؤں اور انگریز کی اس ذہنیت کا اندازہ لگا لیا تو انہوں نے ان کا مقابلہ کرنے والی صرف ایک ہی مسلم جماعت ایسی پائی جو مسلم لیگ تھی' مسلم لیگ کو جب حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی رہنمائی ملی تو اس نے مسلمانوں کے حقوق کے لیے اس ڈھنگ کے ساتھ کام شروع کیا کہ جس سے ہندو کی وہ ذہنیت بھی ننگی ہوتی چلی گئی جو سیکولرازم یا ہندوستانی ازم کے پردے میں "رام راج" کے خواب دیکھ رہی تھی۔ قائداعظم سے زیادہ کانگرس کی لیڈر شپ کو کون جان سکتا تھا کہ انہوں نے تو کئی سال خود ان کے ساتھ بیٹھ کر کام کیا تھا کئی سال ہندو مسلم اتحاد کے لیے زور مارا تھا مگر کانگرسی لیڈر شپ اصل میں یہ چاہتی ہی نہیں تھی کہ مسلمان آزاد ہوں وہ تو زیادہ تعداد کا بہانہ بنا کر مسلمان کو غلام بنانے کے پروگرام بنا رہی تھی اس لیے جب قائداعظم نے کانگرس سے علیحدگی اختیار کر کے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے مسلمانوں کے حقوق کی بات کی تو جلد ہی مسلمان ان کے ارد گرد جمع ہوتے گئے بلکہ آزادی کی اس نوعیت کا مطالبہ مسلمانوں کی آواز بن گیا جس کو علامہ اقبال نے 1930ء میں، آل انڈیا مسلم لیگ کی سندھ شاخ نے 1938ء میں اور آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے دہلی کے اجلاس (فروری 1940ء) میں ایک الگ مسلم مملکت کے روپ میں واضح کیا تھا اس وقت تمام ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ نعرہ تھا:

مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

اس سلسلے کا ایک نقطہ عروج 1940ء کی وہ قرارداد ہے جو "قرارداد لاہور" کے نام سے یاد کی جاتی ہے اس قرارداد پر ہندوؤں اور ہندو پریس نے بڑا شور مچایا بلکہ اس کو "قرارداد پاکستان" کا نام بھی ہندو اخبارات نے ہی دیا حالانکہ قرارداد کے متن میں کہیں بھی پاکستان کا لفظ نہیں تھا۔ 23 مارچ 1940ء کو قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں ہونے والے آل انڈیا مسلم لیگ کے اس کی جلسے کی جو لاہور کی منٹو پارک (اقبال پارک) میں ہوا قرارداد مولوی فضل الحق صاحب نے پیش کی اس کی تائید چودھری خلیق الزمان' مولانا ظفر علی

خان' سردار اورنگزیب' سر عبداللہ ہارون' نواب اسماعیل' قاضی عیسیٰ اور بیگم صاحبہ محمد علی جوہر نے کی' قرارداد کچھ اس طرح ہے:

قرار پایا کہ غور کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی یہ رائے ہے کہ کوئی بھی آئینی منصوبہ بنانے اس کے اس ملک میں عمل کے قابل اور مسلمانوں کے لیے قابل قبول بنانے والا نہیں ہوگا جب تک کہ وہ مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں پر مبنی نہ ہوگا یعنی:

یہ کہ جغرافیائی حیثیت کے ساتھ ایسے نزدیک کے علاقے (متصلہ) جن کی ضرورت کے مطابق ملکی لحاظ سے اس طرح حد بندی کر دی گئی ہو کہ جن علاقوں میں گنتی کے لحاظ سے مسلمانوں کی اکثریت ہے جیسے (ہندوستان کے) شمال مغربی اور مشرقی حصوں میں ہے وہ خود مختار قرار دیے جائیں اور بننے والے جزو اندرونی طور پر خود مختار اور با اختیار ہوں۔ یہ کہ ان علاقوں اور منطقوں کے بننے والے جزووں میں اقلیتوں کے مذہبی ثقافتی اقتصادی سیاسی انتظامی اور دوسرے حقوق و مفاد کی حفاظت کے لیے ان کے مشورے سے پختہ اور پر اثر قابل عمل تحفظ دستور میں داخل کیا جائے جس سے ان کے مذہبی ثقافتی اور سماجی حقوق کا تحفظ ہو سکے اور ہندوستان کے دوسرے حصوں میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں حسب ضرورت موثر اور واجب التعمیل تحفظات ان کے اور دوسری اقلیتوں کے مذہبی اقتصادی سیاسی انتظامی اور دوسرے حقوق و مفاد کی حفاظت کے لیے ان کے مشورے سے معین طور پر دستور کے اندر رکھیں جائیں۔

یہ اجلاس ورکنگ کمیٹی کو مزید اختیار دیتا ہے کہ ان بنیادی اصولوں کے مطابق دستور کی ایسی ایک سکیم مرتب کرے جس میں اس کا انتظام ہو کہ بالآخر یہ جداگانہ علاقے ایسے تمام اختیارات لے سکیں جیسے دفاع امور خارجہ رسل و رسائل کروڑ گیری (کسٹمز) اور دوسرے امور جو ضروری ہوں گے۔(4) یہ قرارداد اس بات کا ثبوت تھی کہ اب مسلمان بیدار ہو گئے ہیں اور اپنے علیحدہ قومی تشخص کے حوالے سے اس خطے میں آزاد اور خود مختار زندگی گزارنے کا پختہ ارادہ لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جس سے ان کے دین کی حفاظت ہو سکے۔

حوالہ جات

1۔ پاکستان ناگزیر تھا: سید حسن ریاض ص230
2۔ قیام پاکستان کا تاریخی اور تہذیبی پس منظر: مسیح اللہ قریشی ص85
3۔ ایضاً: ص85
4۔ پاکستان ناگزیر تھا: سید حسن ریاض ص255
5۔ حصول پاکستان: پروفیسر احمد سعید ص227

madlib.org

پانچواں باب

لے کے رہیں گے پاکستان

maablib.org

لے کے رہیں گے پاکستان

1941ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے مدراس میں ہونے والے اجلاس میں 1940ء کی قرارداد کو واضح کیا گیا۔

"آل انڈیا مسلم لیگ کا عقیدہ ہے کہ مسلمان انڈیا کی ایک واحد قومیت ہیں۔ اس نظریے کو بدلنے کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا جائے گا۔ ہر شخص کو یہ بات غور سے سن لینی چاہئے کہ ہم ایک آزاد خود مختار مسلم ریاست کے قیام کی کوشش کر رہے ہیں اور اس برصغیر میں یہ ریاست قائم ہو کر رہے گی"(1)

اب برصغیر کے مسلمانوں کے سامنے آزادی حاصل کرنے کا ایک واضح نقشہ قرارداد لاہور جو"قرارداد پاکستان" کے نام سے مشہور ہوئی۔ موجود تھی جو تھوڑی بہت کسر تھی وہ 1941ء کی مدراس کی قرارداد میں نکل گئی تھی۔ ایک علیحدہ وطن جو شمال مغربی اور مشرقی حصوں کی طرح مسلم اکثریت کے علاقوں پر مکمل خود مختار اور آزاد علاقوں پر مشتمل ہو مسلمانوں کا مطالبہ تھا۔

ہندوؤں اور کانگرس نے مسلم عوام اور لیڈروں کو اپنے قول و عمل سے یہ راہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ مسلم سیاسی جماعتوں میں اگرچہ صرف مسلم لیگ کی مقبولیت اس جداگانہ نوعیت کی سب سے بڑی پرچارک تھی مگر دوسری مسلم سیاسی جماعتوں میں سے اکثر نے مسلم تشخص کو ابھارنے میں خاصا حصہ ڈالا تھا اور اس بات نے مسلم لیگ کی مقبولیت میں اضافہ کیا تھا مسلمان اب جداگانہ انتخاب کے پہلے سے بھی زیادہ حامی بن گئے تھے اس لیے 1940ء سے لے کر 14 اگست 1947ء تک مسلمانوں کی آزادی کی تحریک اسی دوقومی نظریے کے حوالے کے ساتھ چلی اور اس تصور کے برخلاف کو مسلمانوں نے اچھا نہیں سمجھا۔

اس سات سالہ دور میں بلاشبہ مسلمانوں کی قیادت مسلم لیگ کے ہاتھ میں رہی جس کی قیادت حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے ہاتھ میں تھی اس دور میں جو ادب تحریر ہوا اس میں مسلم لیگ کی طرف آنے 'جداگانہ انتخاب' مسلم تشخص' پاکستان کا مطالبہ، کانگرس اور مشترکہ آزادی کا مطالبہ کرنے والی مسلم جماعتیں جن میں یونینسٹ پارٹی خاص طور پر شامل ہے ان کے خلاف غصے کا اظہار ملتا ہے۔ اس دور میں بہت زیادہ پنجابی ادب تحریر ہوا تحریک پاکستان کے حوالے سے بہت سے شاعر سامنے آئے ان میں سے کچھ شعراء کا تعلق مسلم لیگ

کے ساتھ بطور کارکن بھی تھا۔ یہ شعراء مسلم لیگ کے جلسوں میں شامل ہو کر مسلم لیگ کے پروگرام کو پھیلاتے تھے کچھ باقاعدہ طور پر گاؤں گاؤں گھوم پھر کر یہ فرض ادا کرتے تھے اس باب میں ان سب کا ذکر مناسب طور پر کیا جانا ضروری ہے۔

چونکہ اس دور میں مشاعروں یا سٹیج جلسوں کا رواج زیادہ تھا اس لیے شعراء عام طور پر یہ کلام زبانی سناتے تھے ویسے اس تحریک کے آخری حصہ (1945-46ء) میں ''لیگی نظماں'' یا ''نغمہ پاکستان'' کے نام سے کچھ شعراء کا تحریک کے حوالے سے (اردو پنجابی) کلام شائع کروا کر مسلم لیگ کی مختلف شاخوں کی طرف سے تقسیم کیے جانے کی شہادتیں ملتی ہیں مثلاً استاد عشق لہر، فضل حسین مدنی شہباز اور عبدالکریم ثمر کی ''نغمہ پاکستان' یا ''مسلم لیگی نظماں'' کے نام سے شائع شدہ کتب دستیاب ہوئی ہیں۔

دیکھا جائے تو اس دور کا تحریک پاکستان کے حوالے سے لکھا گیا ادب زیادہ شائع نہیں ہو سکا اس کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ یہ کلام جلسوں میں پڑھا جاتا تھا اور ان جلسوں میں حاضری بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے ابلاغ عامہ کا کام چل جاتا تھا شائع نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جب پاکستان بن گیا تو میں اس قسم کے ادب کو بے ضرورت سمجھ لیا گیا کہ آزادی مل چکی تھی جو مقصد تھا وہ پورا ہو چکا تھا مگر ان وجوہات سے شائع نہ ہو سکنے والا تحریک پاکستان کے حوالے سے کہا گیا بہت سا ادبی سرمایہ محفوظ نہ رہ سکا۔

تین دہوں کے بعد جب اس طرف توجہ دی گئی تو بہت سے لکھنے والے جن تک رسائی ہو گئی۔ اپنی ہی ایسی تحریریں بھلا بیٹھے پھر بھی 1977ء سے 2009ء تک 32 سال میں پنجابی کے خاصے لکھنے والوں کا تحریک پاکستان کے حوالے سے تحریر میں آنے والا پنجابی ادب اکٹھا کر لیا گیا جو بلاشبہ پنجاب اور پنجابی کے حوالے سے ہماری قومی اور ملی تاریخ کے سلسلے میں ایک بنیادی حوالہ ہے اس ادب کا جائزہ لینے سے قبل آیئے 1940ء سے قیام پاکستان تک کے سیاسی حالات کا کچھ جائزہ لے لیں تا کہ ہمیں اس ادب کی تفہیم میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

1940ء میں جب ''قرارداد لاہور یا قرارداد پاکستان'' منظور ہوئی تو اس سے قبل ہی دوسری عالمگیر جنگ شروع ہو چکی تھی۔ کانگرس نے اپنی (ظلمی) وزارت سے استعفیٰ دے دیا تھا جس پر مسلمانوں نے یوم نجات منایا تھا۔ 27 جون 1940ء (1) کو قائداعظم نے وائسرے ہند کو یہ بتایا کہ مسلم لیگ حکومت برطانیہ کے ساتھ جنگ میں صرف اس صورت میں تعاون کرے گی جب ہندوستان میں کوئی بھی مستقل یا عبوری آئینی ڈھانچہ آل انڈیا مسلم لیگ کی منظوری کے بغیر نافذ نہ کیا جائے انہوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ وائسرائے ہند کی

انتظامی کونسل کے ممبران کی تعداد بڑھائی جائے اور کونسل میں مسلمانوں کی نشستوں کو ہندوؤں کے برابر کیا جائے اگر کانگرس اس میں شامل نہ ہو تو پھر مسلمانوں کی اکثریت ہونی چاہیے۔ قائداعظم کی ان تجاویز اور مطالبات کو مسترد کر دیا گیا اور اہم اعلان کیا گیا جو" اعلان اگست 1940ء" کے نام سے مشہور ہے گورنر جنرل نے جو اعلان کیا اس میں سے مسلم لیگ نے اس بات کو پسند کیا جس میں کہا گیا تھا کہ اقلیتوں کی مرضی کے خلاف کوئی آئین نافذ نہیں کیا جائے گا۔ 1942ء آیا تو جنگ کے شعلے مزید تیز ہو کر ایشیا تک پہنچ گئے جاپانی برما تک آ گئے یہاں پھر کانگرس کے ہندوؤں نے موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور" رام راج" کے لیے ہاتھ پاؤں مارے، انگریزوں نے ہندوستان کے اس بحران کو ختم کرنے کے لیے' کرپس مشن' ہندوستان بھیجا جس نے سیاسی جماعتوں کے نمائندوں سے ملاقاتیں کیں اور اپنی تجاویز پیش کیں جو اس طرح تھیں:

1۔ جنگ کے خاتمے پر ہندوستان کو مکمل آزادی دے دی جائے۔

2۔ برطانیہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک نئی ہندوستانی یونین بنائی جائے جو برطانیہ اور دوسری نوآبادیوں کے ساتھ مل کر برطانوی تاج کیساتھ شامل ہو مگر اپنے داخلی اور خارجی معاملات میں آزاد ہو۔

3۔ جنگ کے خاتمے پر ہندوستان کے دستور کی تیاری کے لیے آئین ساز اسمبلی قائم کی جائے۔

4۔ دستور میں اس بات کی گنجائش رکھی جائے کہ وفاق میں شامل ہر صوبہ دس سال بعد یونین سے علیحدگی اختیار کر سکے۔

5۔ دستور تیار ہونے کے بعد معاہدہ ہوگا سب باتیں طے ہوں گی تاکہ اقتدار ہندوستان والوں کو منتقل کیا جا سکے اس معاہدے میں ان تمام وعدوں کو پورا کیا جائے گا جو حکومت نے مذہبی اقلیتوں کے ساتھ کر رکھے ہیں۔ ان تجویزوں کو پورا پورا مانا یا مسترد کیا جا سکے گا۔

6۔ موجودہ حالات میں برطانوی حکومت دفاع کی ساری ذمہ داریاں اپنے ہاتھ میں رکھے گی۔

آل انڈیا مسلم لیگ نے ان تجاویز کو اس لیے مسترد کر دیا کہ اس اعلان میں ہندوستان کو آزادی دینے کے سلسلے میں ایک وحدت تسلیم کیا گیا تھا۔ پھر یہ کہ جب مجلس دستور ساز اہم امور کا فیصلہ اکثریت کی رائے کے ساتھ کرے گی تو مسلمان (25 فیصد) کبھی بھی اپنی بات منوا نہیں سکیں گے پھر یہ کہ وفاق سے علیحدہ ہونے کا طریقہ بھی اس میں نہیں بتایا گیا تھا۔ مسلم لیگ کا تو اس وقت ایک ہی مطالبہ تھا' قرارداد لاہور کے مطابق اس مسئلے کے حل کی ضمانت دی جائے'' کانگریس نے یہ تجاویز اس لیے مسترد کر دیں کہ ان میں سے" پاکستان" کی بو آتی تھی۔ ماہرین سیاسیات کہتے ہیں کہ کرپس مشن اگرچہ مسترد کر دیا گیا مگر اس میں صوبوں کی علیحدگی کی جو بات

کی گئی تھی وہ ایک لحاظ سے پاکستان کے قیام کو تسلیم کرنے کی طرف پہلا قدم تھا۔ اس کے بعد ہندو لیڈروں نے یہ بات تسلیم کرنا شروع کر دی کہ ہندوستان کی آزادی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہندو مسلم تنازعہ ہے اس لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ایک تو مسلمانوں کے مطالبات کو تسلیم کیا جائے، دوسرے مسلم لیگ کو مسلمانوں کی طرف سے بات کرنے والی واحد نمائندہ جماعت مانا جائے۔ یہ بات راج گوپال اچاریہ صاحب نے اپنے فارمولے کی بنیاد پر بنائی جو "آر سی فارمولا" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ فارمولا اگرچہ لاگو نہ ہوا مگر اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اب مسلمان پاکستان کے قیام سے ادھر کھڑے نہ ہوں گے کیونکہ یہی دو قومی نظریہ تھا جس پر مسلمان اڑے ہوئے تھے اور جدوجہد کر رہے تھے اس دور میں حکومت نے عبوری حکومت کے تحت مرکز میں انتظامات کے لیے لارڈ ویول کی طرف سے شملہ کانفرنس (1945ء) کے تحت جو تجاویز دیں ان کو قائد اعظم نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ان تجاویز کے تحت کیے گئے انتظام کے ساتھ پاکستان کا مطالبہ التواء میں پڑ جائے گا بلکہ غیر معینہ وقت کے لیے ملتوی ہو جائے گا۔ یہ ایک لحاظ سے متحدہ ہندوستان کی طرح کی کوئی چیز ہو گی۔ ویول پلان سے انکار کر کے مسلم لیگ نے مطالبہ پاکستان کی بنیادیں مضبوط کیں۔ (2) شملہ کانفرنس کی ناکامی کے سلسلے میں پنجابی میں بابا کمالا، اطہر نظامی اور سید موسیٰ نے نظمیں لکھیں۔ شملہ کی اس کانفرنس کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس کے بعد دسمبر 1945ء میں عام انتخابات ہوئے جس میں مسلم لیگ نے شاندار کامیابی حاصل کی اور اس طرح 11 جنوری 1946 کو "یوم فتح" منایا گیا۔ (3) ان انتخابات میں مسلم لیگ نے جو کامیابی حاصل کی اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

علاقہ	کل نشستیں	حاصل کی گئیں نشستیں
آسام	33	31
بنگال	119	113
بہار	40	34
اڑیسہ	4	4
یوپی	66	55
پنجاب	86	79
سرحد	38	17
سندھ	35	28
مدراس	29	29 (4)

پنجاب اسمبلی میں مسلمانوں کی کل نشستیں 86 تھیں۔ مسلم لیگ نے ان میں سے 75 نشستیں حاصل کر لیں بعدازاں چار اور امیدوار مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ اس طرح یہ تعداد 79 ہو گئی۔(5)

پنجاب کا گورنر گلینسی مسلمانوں کے مخالف تھا اس نے مسلم لیگ اکثریت پارٹی کو نظر انداز کر کے ملک خضر حیات ٹوانہ (یونینسٹ) کو مخلوط حکومت بنانے کی دعوت دے دی جس نے وزارت بنالی۔ اس پر مسلم لیگ نے خضر مخالف تحریک چلائی' سول نافرمانی ہوئی۔ گرفتاریاں ہوئیں' خضر کے خلاف جلوس نکلے۔ خضر کے ڈمی جنازے اٹھائے گئے جن میں نعرے لگے تازہ خبر' مر گیا خضر' پنجابی شعراء نے خضر مخالف شعر لکھے۔ آخر مارچ 1947ء کو خضر نے استعفیٰ دے دیا مگر پنجاب میں گورنر راج لاگو کر دیا گیا جو قیام پاکستان تک قائم رہا۔(6)

پہلے شملہ کانفرنس ناکام ہوئی پھر مسلم لیگ نے یہ اکثریت حاصل کر لی اس کا مطلب یہ تھا کہ اب انگریز کو ہندوستان کے مسلمانوں کے بارے میں اپنے پچھلے رویے کو بدلنا پڑا۔ اسی لیے وزیر اعظم برطانیہ نے 1946ء میں کابینہ مشن بناتے وقت کہا: "میں جانتا ہوں کہ میں ایک ایسے ملک کے بارے میں بات کر رہا ہوں جس میں نسلوں' مذہبوں اور زبانوں کے کئی مجموعے ہیں"

کابینہ مشن نے جو منصوبہ تیار کیا تھا اس کے دو حصے تھے ایک فوری اقدامات کا حصہ اور دوسرا طویل مدت کے اقدامات کا حصہ آل انڈیا مسلم لیگ نے وقتی طور پر اس منصوبے کو منظور کرنے کا اعلان کیا تھا جبکہ کانگرس نے اس منصوبے کے اپنی مرضی کے مطالبہ نکالے تھے۔ وائسرائے نے حضرت قائداعظم کو یقین دلایا تھا کہ کانگرس اور مسلم لیگ دونوں فریقین کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جائے۔ کانگرس کے رویے نے ثابت کر دیا کہ انگریز ہیر پھیر کر کے کانگرس کو خوش کرنا چاہتا ہے۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ کابینہ مشن کے بھی لمبی مدت کے منصوبے کو کانگرس نے منظور کر لیا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ عبوری حکومت میں شامل ہو کر آئین ساز اسمبلی میں گڑبڑ کرنا چاہتی تھی حق تو یہ تھا کہ چونکہ مسلم لیگ نے کابینہ مشن کے سارے منصوبے کو منظور کر لیا تھا اس لیے انگریز مسلم لیگ کو حکومت بنانے کا موقعہ دیتا مگر انگریز نے ہر حال میں کانگرس کو خوش کرنا تھا خواہ کانگرس انگریز کے بنائے ہوئے کابینہ مشن کے منصوبے کا گنڈا ہی باندھ رہی تھی' ابوالکلام آزاد کے بعد جب پنڈت نہرو کانگرس کے صدر بنے تو انہوں نے حد ہی کر دی انہوں نے کابینہ مشن کی منظوری کو واپس لے لیا اور "یوم راست اقدام" منانے کا فیصلہ کیا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی قرارداد میں کہا گیا تھا کہ اب مسلمانوں کے لیے پاکستان حاصل کرنے اور برطانیہ کی غلامی اور ہندو کے غلبے کے امکانات سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیے راست اقدام کا راستہ اختیار کرنے کا وقت آ گیا ہے۔

اس سلسلے میں مسلم لیگ کی اپیل پر احتجاج کے طور پر مسلمانوں نے حکومت برطانیہ کی طرف سے دیے ہوئے خطابات واپس کیے (7) یہ انگریز کیخلاف مسلمانوں کی طرف سے غصے کا بھرپور اظہار تھا جو سارے ہندوستان کے مسلمانوں نے متحد ہو کر کیا۔ اس اقدام نے 46-1945ء کے انتخابات کے بعد مسلمانوں میں مل جل کر کام کرنے مسلم لیگ کی مقبولیت اور حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی ولولہ انگیز قیادت کو واضح کر دیا مسلم لیگ کی اہمیت کو تو 1940ء کی قرارداد سے بھی پہلے غیر مسلموں کی طرف سے تسلیم کیا جا چکا تھا (16 دسمبر 1939ء کو لکھا گیا پنڈت نہرو کا قائداعظم کے نام خط) اس دور میں کانگرس کے علاوہ ہندوستان میں بسنے والی دوسری اقلیتوں نے بھی مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کے طور پر تسلیم کیا جو شوا فضل الدین ایک عیسائی لیڈر تھے انہوں نے 19 ستمبر 1946ء کو لاہور کے اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ میں لکھا:

"The Muslim League occupies a key position. It is duty of the british and the Indain congress to under stand it is too late (8)

اس طرح گیانی ہری سنگھ جو "آل انڈیا شرومنی جیون سنگ مذہبی دل" کے پردھان تھے انہوں نے پاکستان کے قیام سے قبل اپنی کتاب "مذہبی سکھاں دی جدوجہد" ص 80 (گورمکھی) میں پاکستان کے قیام کی حمایت کی اور کہا کہ تقسیم کی صورت میں سکھوں کو ہندوؤں کی نسبت مسلمان بہتر رہیں گے اس سلسلے میں گیانی صاحب قائداعظم محمد علی جناح سے بھی ملے۔ مگر اس وقت کی سکھ قیادت نے ان کی بات نہ مانی اور بعد میں پچھتائے (9) کیونکہ کانگرس ہندوستانی قومیت اور ایکتا کا جو ڈھنڈورا پیٹتی تھی مسلمانوں پر تو اس کی اصلیت 1937ء میں ہی ظاہر ہو گئی تھی اسی لیے مسلمان دیگر اقلیتوں کو بھی ہوشیار رہنے کے لیے شور مچاتے رہے۔ دیکھا جائے تو کانگرس کی تنگ نظری نے ہی پاکستان کے علیحدہ قیام کی راہ ہموار کی اور اس کا نظارا عبوری حکومت میں ہو گیا۔

عبوری حکومت میں جب کانگرس کو بھی شامل کر لیا گیا تو قائداعظم کے شور مچانے پر کانگرس اور مسلمانوں میں یہ سمجھوتہ ہوا کہ صرف مسلم لیگ کو ہی مسلمانوں کی جماعت تسلیم کیا جائے گا اس طرح مسلم لیگ عبوری حکومت میں شامل ہوئی اور سردار پٹیل نے وزیر داخلہ بننے کا مطالبہ کیا مسلم لیگ کو الجھن میں ڈالنے کے لیے مالیات کا محکمہ نوابزادہ لیاقت علی خاں کو دیا گیا۔ فروری 1947ء میں جب وزیر مالیات خان لیاقت علی خان نے سالانہ بجٹ پیش کیا تو یہ ایک ایسا بجٹ تھا جو پہلا قومی بجٹ اور ایک غریب آدمی کا بجٹ تھا۔ مالیات کے محکمے کے ایک مسلمان کے پاس جانے کی وجہ سے اس قدر اچھا بجٹ بنانے پر کانگرس کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے

گئے۔ ہندو نے مسلمان کو پھانسنے کے لیے جو جال پھیلایا تھا وہ خود ہی اس میں پھنس گیا۔ اب ایک چڑا سی بھی خان لیاقت علی خان کی مرضی کے بغیر نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ سردار پٹیل جیسے آدمی سر پیٹنے لگے۔ پٹیل نے امور داخلہ اور نشر و اشاعت میں مسلمانوں سے جابرانہ رویہ اختیار کیا۔ اس متعصبانہ طرز عمل سے وہ نہ صرف ہندوستان کو ایک رکھنے کے نظریے کو ترک کر کے تقسیم پر راضی ہو گئے بلکہ دن رات تقسیم کی باتیں کرنے لگے۔(10) کئی جگہ فرقہ وارانہ فساد بھی ہوئے ادھر جب قائداعظم صاحب کو قانون ساز اسمبلی میں شرکت کرنے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے انکار کر دیا اس طرح ہندو مسلمانوں میں کھچاؤ بڑھتا چلا گیا۔ انگریز نے اسے دور کرنے کے لیے دونوں جماعتوں کے لیڈروں کو لندن بلا لیا مگر کوئی بات نہ بن سکی۔ آخر کار برطانیہ نے اعلان کر دیا کہ ہندوستان کو 8 جون 1947ء کو آزاد کر دیا جائے گا۔ ماؤنٹ بیٹن نے (جو لارڈ ویول کی جگہ گورنر جنرل ہو کر آیا تھا) ہندوستان کی تقسیم کا مسودہ تیار کر کے شائع کر دیا۔ اس مسودے کے تحت پنجاب اور بنگال کی تقسیم اور مسلم اور غیر مسلم اکثریتی علاقوں کی حد بندی کے لیے ریڈ کلف کو باؤنڈری کمیشن کا سربراہ مقرر کیا گیا۔(11) ماؤنٹ بیٹن چاہتا تھا کہ آزاد ہونے والے دونوں ملک اسے گورنر جنرل تسلیم کریں۔ کانگرس نے تسلیم کر لیا مگر مسلم لیگ نے انکار کر دیا۔ اسے اس نے ذاتی معاملہ بنالیا اور مسلمانوں کے خلاف ہو گیا۔ اس کے ایماء پر ریڈ کلف نے انگریز ذہنیت اور ہندو نوازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کانگرس کی طرفداری کی اور انصاف میں ڈنڈی مارتے ہوئے مسلم اکثریت کے بہت سے علاقے ہندوستان کو دے دیئے۔(12) کلکتہ' مرشد آباد اور مسلم اکثریت والے ضلع نادیہ کے علاقے ہندوستان کو دیئے ادھر پنجاب میں تحصیل گورداسپور' بٹالہ' پٹھان کوٹ' کی ایک تحصیل ہندوستان کو دے دینا سراسر بے انصافی تھی کہ یہ مسلم اکثریت کے علاقے تھے۔ اب بے انصافی کے بارے میں خود انگریزوں اور ہندوؤں نے تسلیم کیا یہ بات اب تمام دنیا نے تسلیم کر لی ہے اور اس کے دستاویزی ثبوت بھی فراہم ہو چکے ہیں کہ ریڈ کلف نے بے ایمانی کی اور اس کے پس پردہ خود انگریز حکومت کا ہاتھ تھا۔

بہر حال انگریز اور ہندو کی ملی بھگت سازش اور بے انصاف کے باوجود ہندوستان کے مسلمانوں نے برسوں کی جدوجہد کے بعد قائداعظم محمد علی جناح کی رہنمائی میں ایک ایسے آزاد "پاکستان" کو حاصل کر لیا جو دو قومی نظریے کے تحت وجود میں آیا تھا۔ یہ دو قومی نظریہ اسلام کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا جس کے وجود میں لانے میں مسلمانوں سے زیادہ ہندو کے تعصب نے حصہ لیا کہ اس نے مسلمانوں کو اس خطے میں کبھی بھی دل سے پسند نہیں کیا نہ حاکم اور نہ محکوم کی صورت میں 14 اگست 1947ء کو جب پاکستان اس دنیا کے نقشے پر ابھرا تمام عالم

اسلام کے لیے ایک یادگار دن تھا کہ انہوں نے ایسا خطہ حاصل کر لیا تھا جہاں وہ قرآن کی ہدایت کے مطابق اسلامی معاشرہ قائم کر سکتے تھے۔

برصغیر کے مسلمانوں کے پاکستان کی منزل تک پہنچنے کی یہ کہانی یوں تو حضرت قائداعظم کے بقول اسی دن شروع ہو گئی تھی جس دن ہندوستان میں پہلا غیر مسلم اسلام کے حلقے میں داخل ہوا لیکن اس کی سمت اس وقت واضح ہوئی جب 1930ء میں علامہ اقبال نے مسلم لیگ کے الہ آباد کے اجلاس میں اپنے صدارتی خطبے میں مسلمانوں کے لیے ایک الگ علاقے کا نظریہ پیش کیا۔ 1932ء کے نزدیک چودھری رحمت علی نے اس کا نام "پاکستان" رکھ کر اس کے خدوخال کو مزید واضح کیا یہی نقشہ ایک بھرپور صورت میں ہندوستان میں بسنے والے تمام مسلمانوں کے ایک ہی مطالبے کی صورت میں 1940 اور پھر 1941ء کی آل انڈیا مسلم لیگ کی قراردادوں سے ابھرا۔

یہاں پہنچ کر منزل پاکستان کی طرف بڑھنے والا قافلہ اب ایک نظریہ، ایک پلیٹ فارم، ایک لیڈر اور ایک نعرہ کا روپ اختیار کر چکا تھا۔

نعرۂ تکبیر	اللہ اکبر
پاکستان کا مطلب کیا؟	لا الٰہ الا اللہ
قائداعظم	زندہ باد
لے کے رہیں گے	پاکستان
کھنڈ کپڑا تیل جھیرا اوے	انجھ مسلم لیگ دیا شیرا اوے
جگ ہو گیا سارا تیرا اوے (13)	

1940ء سے 1947ء تک منزل پاکستان کی طرف بڑھنے کے لیے مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد کی تفصیل اس لیے بیان کی گئی ہے کہ جب ہم پنجابی ادب کے حوالے سے اس پیش قدمی کا جائزہ لیں تو پنجابی ادب تخلیق کرنے والوں کی کہی گئی بات کی جلد تفہیم ہو سکے کیونکہ ادب کی بات ادب ہی کے حوالے سے کی جاتی ہے یا پھر اپنے من کے جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے اس میں سیاسی موشگافیوں کی گنجائش کم ہوتی ہے اب جب ہم اس پیش قدمی کا ادبی ستارا کریں گے تو ہم کو ان باتوں کا واضح صورت میں احساس ہو جائے گا کہ اس بھرپور ادبی خزانہ میں قومی درد بھی ہے اور اپنی منزل تک پہنچنے کا انتہائی درجے کا عزم بھی ہے اس میں متحد ہو کر چلنے کا اظہار بھی ہے اور منزل تک پہنچنے کے لیے راستے میں موجود رکاوٹوں کے بارے میں غصے کا اظہار اور ان

رکاوٹوں کو دور کرنے کا عزم بھی۔

1930ء سے 1940ء تک کا زمانہ مسلم تشخص کو ابھارنے کا زمانہ ہے اس دور میں مسلمانوں کو کانگرس اور اس کے حوالے سے ہندو ذہنیت کی اصلیت کا پتہ چلا اسی لیے مسلمانوں نے نتیجے کے طور پر اپنی توجہ اس طرف مرکوز کی کہ ان کو جو کچھ حاصل ہوگا ان کے اپنے کام سے اپنے قومی تشخص سے حاصل ہوگا اس دوران حضرت قائداعظم بھی اس بات کے قائل ہو گئے کہ وہ جو ہندو مسلم اتحاد کے سفیر بن رہے تھے یہ رُخ بدلنا چاہیے اسی لیے وہ کانگرس کو چھوڑ کر مسلم لیگ کی طرف آئے مسلم لیگ کی تنظیم نو کی اور اس کو ہندوستان کے کونے کونے تک پہنچانے کی طرف لگ گئے۔ 1940ء سے 1947ء تک آزادی کی تحریک مسلمانوں کی طرف سے مسلم تشخص کے حوالے سے یعنی دوقومی نظریے کے تحت مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے چلی اس دور میں ہر مسلمان کے منہ پر پاکستان، قائداعظم اور مسلم لیگ کا نام تھا اسی لیے اس دور کے پنجابی ادب میں ظاہر ہے یہی چیزیں پردھان تھیں' علاوہ ازیں ان کے خلاف نظریہ رکھنے والوں کے خلاف غصہ کی موجودگی سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اپنے نظریے کو عام کرنے کا یہ بھی ایک ڈھنگ ہوتا ہے۔

منزل پاکستان کی طرف بڑھنے کے سلسلے میں اس سے پہلے ادوار میں جیسا کہ شروع میں بات ہو چکی ہے 1849ء سے 1857ء تک عام طور پر انگریزوں کے خلاف سارے پنجاب میں ایک شکست کا احساس ہے انگریز کے خلاف نفرت کا احساس ہے بلکہ شکست کے خلاف احساس میں مقامی طاقت سکھوں کے خلاف بھی باقاعدہ ایک ردعمل موجود ہے۔ 1857ء سے 1930ء تک چلے آئیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تمام ہندوستان میں آزادی حاصل کرنے کا ایک مشترک احساس ملتا ہے اس دوران ہندو مسلم اتحاد تک کی تحریکوں کی نشاندہی کی جا سکتی ہے لیکن اس کے ہوتے ہوئے بھی اس دور کی بعض تحریکیں فقط مسلم تشخص کے حوالے سے سامنے آئیں جن میں سے تحریک خلافت کا ذکر خاص طور پر کیا جاسکتا ہے۔ ترک موالات تحریک ہجرت، 56 فیصدی تحریک وغیرہ' خلافت کی تحریک میں ناکامی میں مسلمانوں کے لیے بہت سے سبق تھے جن کا احساس اس وقت بھی بعض لیڈروں کو ہو گیا تھا ان میں علامہ اقبال کا نام خاص طور پر لیا جاسکتا ہے جنہوں نے 1930ء میں مسلم لیگ کے اجلاس میں علیحدہ مسلم ریاست کا تصور پیش کیا۔ اس سلسلے میں چودھری رحمت علی کو بھی کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا انہوں نے نہ صرف اس علیحدہ مسلم ریاست کا نام "پاکستان" رکھا بلکہ اس علیحدہ مسلم ریاست کے سیاسی اور دیگر پہلوؤں کے سلسلے میں ہندوستان اور اس کے باہر فضا کو ہموار کرنے کی مقدور بھر کوشش کی۔ 1930 سے 1940ء کے درمیان علامہ اقبال کے علیحدہ مسلم ریاست کے تصور کا جواز ہندو نے

اپنے قول وفعل سے بڑی وضاحت کے ساتھ مہیا کیا جس کی وجہ سے خود بخود منزل پاکستان کی طرف چلنے والا کارواں صرف مسلم تشخص اور مسلم لیگ کے پرچم تلے اکٹھا ہوتا چلا گیا اس دور کے پنجابی ادب کا جائزہ اس بات کی شہادت دیتا ہے۔

1940ء سے 1947ء کے دور میں تحریک پاکستان کے حوالے سے سامنے آنے والے پنجابی لکھاریوں میں سب سے پہلا نام محترم ظہیر نیاز بیگی کا آتا ہے جو اگرچہ 1940ء سے قبل قومی سیاست میں حصہ لیتے تھے مگر 1940ء میں انہوں نے دیگر لاکھوں مسلمانوں کے ساتھ مسلم لیگ کی تحریک میں عملاً حصہ لینے کا آغاز کیا۔

ظہیر نیاز بیگی صاحب 1909ء میں پیدا ہوئے۔ ہوش سنبھالتے ہی ان کا رجحان قومی اصلاح کی طرف ہو گیا میٹرک تک پہنچے تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو گیا پھر طبیہ کالج میں داخلہ لیا آخری سال میں پہنچے تو قومی سیاست میں حصہ لینے کی وجہ سے نظر بند ہو گئے اور یہ سلسلہ بھی یہاں ٹوٹ گیا۔ 1928ء میں پولیس میں بھرتی ہو گئے۔ ہندوستان میں آزادی کی تحریک چل رہی تھی ان کا ذہن بھی اسی قسم کا تھا 1929ء میں علامہ اقبال کی صدارت میں ہونے والے جلسہ میں ایک نظم پڑھی۔ یہ جلسہ انگریز مسٹر جیکر کے خلاف چل رہی تحریک کے سلسلے میں تھا۔ اس نظم کی وجہ سے انہیں پولیس سے نکال دیا گیا یہ احرار میں شامل ہو گئے اور اس پلیٹ فارم سے مسلم تشخص کو ابھارنے کے لیے لکھتے رہے۔ 1942ء میں الٰہ آباد میں ہونے والے مسلم لیگ کے سیشن میں شریک ہوئے نظمیں پڑھیں اس کے بعد مسلم لیگ کی آواز کو گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ پہنچانے کے لیے سفر کرتے رہے۔ ان کا کہنا تھا کہ جڑانوالہ میں ہونے والے مسلم لیگ کے جلسے میں نواب ممدوٹ، نواب اللہ یار اور راجہ غضنفر علی خان نے اعلان کیا کہ مسلم لیگ کی طرف سے ظہیر نیاز بیگی کو شاعر تحریک پاکستان کا خطاب دیا جاتا ہے۔ 1945ء سے 1947ء تک پولیس کی سختیاں سہتے رہے اس دور میں وہ تن من دھن سے مسلم لیگ کی خدمت کرتے رہے۔ انہوں نے تحریک پاکستان کے دوران بہت کچھ لکھا (14) اردو میں بھی اور پنجابی میں بھی ان کی یہ نظمیں غیر مطبوعہ دستیاب ہوئیں ان کی دیگر کتب چھپ چکی ہیں جن میں 'چراغ زندگی' اور 'میرا دیس پنجابی' کی نیز 'برق وباراں' اور 'مقصد حیات' اردو کی شامل ہیں۔ انہوں نے تحریک کے حوالے سے بھی ایک کتاب شائع کی۔

انہوں نے تحریک کے دوران جو کچھ لکھا وہ تمام ان کے پاس بھی موجود نہیں تھا۔ ان کا بیان تھا کہ ایک جذبہ تھا جوان کو ان سات سالوں میں روزانہ کچھ نہ کچھ لکھنے اور کرنے پر مجبور کرتا تھا چونکہ جلسے عام ہوا کرتے

تھے ان میں حاضری بھی خاصی ہوا کرتی تھی اس لیے ابلاغ کا کام زبانی ہو جاتا تھا چنانچہ شائع کرنے کا خیال ہی نہیں آیا ان سے جو کلام حاصل ہوا۔ اس کی نوعیت یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کو غفلت کی نیند سے بیدار ہونے کا پیغام ہے مسلم لیگ کی طرف آنے کی تلقین ہے اور پاکستان کے مخالفین کو سختی سے رد کیا گیا ہے ملاحظہ فرمائیں مسلم تشخص کو ابھارنے کے لیے 1943ء میں لکھی گئی ایک نظم "جاگ مسلمان" کا ایک حصہ

ع جاگ مسلماں جاگ ذرا ہُن تے اپنیاں اکھاں کھول
حالت تیری ہر اک تھاں دیکھی ڈاہڈی ڈانواں ڈول
اٹھ ہُن اپنی سرت سنبھال مولا وقت لیایا اے
فیصلہ ہُن تیری قسمت دا تیرے ہتھیں آیا اے
اُٹھ ہُن پاکستان بنا جے تو زندہ رہنا اے
دشمن تیرا کُل جہاں جھوٹھ نہ میرا کہنا اے
اُٹھ اپنے کردار دے نال راضی رب توں کرے توں
پھر اس دے انعاماں نال جھولی اپنی بھر لے توں
اس دھرتی دا وارث فیر تینوں رب بناتا ایں
مُڑ کے تیرے چمکن دا ہیریا ویلا آتا ایں

کانگرس کی طرف سے "رام راج" کے خواب دیکھنے کا نظارا کرتے ہوئے اپنی بات کو کس طرح منواتے ہیں۔

ع ہُن رام راج دی آمد اے اک باہمن سنکھ وجایا اے
ایہہ دھرتی ہند اے ہندو دی کیوں مُسلے رولا پایا اے
ایہہ بھارت ماتا ساڈی اے ہُن ساڈا مان سوایا اے
ایس کفر دے چیک چہاڑے نے اسلام دا شیر جگایا اے
کہو لا الٰہ الّا اللہ
کہو لا الٰہ الّا اللہ

کانگرس کے علاوہ پاکستان کے مخالفین میں سے انگریزوں کے ایجنٹ یونینسٹ بھی تھے ظہیر نیاز بیگی نے ان کو بھی اپنے کلام میں آڑے ہاتھوں لیا ہے اس سلسلے میں ایک طویل نظم کا بند ملاحظہ فرمائیں:

ع کل جیہڑے خون ساڈا ویچ وپلے نیں
نت جنہاں جسم ساڈے وٹڈاں وانگوں دلے نیں
کنڈھ کے کلیجے جنہاں پیراں تھلے ملے نیں
اج اوہ دا دیا لاون لئی کھلے نیں
ایسے پاروں قوم ساری دیندی پئی دہائی اے
ربا اوہو ڈین ساڈے ویہڑے اندر آئی اے

مسلم لیگ کی تحریک کے موثر ہونے اور اس کے مخالفین کا حال بیان کرتے ہوئے اپنی ایک نظم میں انہوں نے بڑا اچھا انداز اختیار کیا ہے۔

ع مسلم لیگ دی اج تحریک کولوں ملکی حاکماں دے دل دھڑکدے نیں
جوئے بازا قیمی دی ٹور وانگوں پیروں تھڑکدے تے موتھیوں بڑکدے نیں
نعرے حق دے سن کے پٹ اٹھن بدل ایہناں تے قہر دے کڑکدے نیں
لیڈر قوم دے جدوں بیان دیندے روح ایہناں دے جسم وچ پھڑکدے نیں

تحریک پاکستان میں کام کرنے والوں میں دوسرا بڑا نام عشق لہر کا ہے خوش قسمتی سے عشق لہر کی اس سلسلے میں لکھی گئی نظموں پر مشتمل کتاب "نغمۂ پاکستان یعنی عشق لہر دیاں لیگی نظماں" (1946ء) کے نام سے چھپ بھی گئی جو دستیاب ہوگئی ہے۔ یہ کتاب ظاہر ہے قیام پاکستان سے پہلے شائع ہوئی اس پر مولانا محمد بخش مسلم نے پنجابی نثر میں دیباچہ تحریر فرمایا۔

عشق لہر پنجابی شاعری کے سدا بہار پھول ہیں۔ ان کا اصل نام چراغ دین اور تخلص عشق لہر تھا۔ یہ لاہور کے رہنے والے تھے یہیں 1869ء میں پیدا ہوئے اور 1948ء میں فوت ہوگئے۔ سترہ اٹھارہ برس کی عمر میں شاعری کا آغاز کیا لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے زبانی علم خاصا تھا حافظہ بھی اللہ تعالیٰ نے کمال کا دیا تھا۔ ہزاروں اشعار زبانی یاد تھے مشاعروں مجلسوں اور جلسوں میں بڑی عزت سے بلائے جاتے تھے۔ انہوں نے مسلم تشخص کے حوالے سے بھی شاعری کی جس کی مثال غازی علم دین شہید کے حوالے کے ساتھ ایک چومصرعہ درج کیا جا چکا ہے۔ عشق لہر جب مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر آئے تو پھر مسلم لیگ کی سٹیج پر ان کا طوطی بولنے لگا۔ (15) استاد عشق لہر تحریک پاکستان کے نڈر سپاہی تھے ان کے پوتے خلیفہ سراج دین درویش نے بتایا کہ جب تحریک زوروں پر تھی تو ہماری بچی بیمار پڑگئی اس کے زندہ بچنے کی کوئی امید نہ تھی اسے میں عشق لہر کو مسلم

لیگ کے لیڈروں کی طرف سے پیغام آ گیا کہ راولپنڈی جلسے پر پہنچو یہ بیمار خاتون کو چھوڑ کر لیگ کے جلسے پر چلے گئے' بعد میں خاتون کا انتقال ہو گیا۔ یہ واپس آئے تو مرحومہ کے قُل تھے۔ سراج دین نے یہ بھی بتایا کہ 1940ء میں عشق لہر اپنی شعلہ بیانی اور قومی شاعری کی وجہ سے گرفتار بھی ہوئے۔ مولانا محمد بخش مسلم کے بیان کے مطابق ان کو پنجاب سے باہر بھی مسلم لیگ کے جلسوں میں بلایا جاتا تھا۔(16)

عشق لہر نے تحریک کے دوران بہت کچھ لکھا' ''نغمۂ پاکستان'' کے حوالے سے دیکھیں تو انہوں نے مطالبہ پاکستان مسلم لیگ کے حق میں اور کانگرس اور دیگر خلاف پاکستان جماعتوں کے خلاف بڑے واضح انداز میں اظہار خیال کیا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح کی رہنمائی پر مکمل اعتماد اور ان سے عقیدت کا اظہار یہ موٹے موٹے موضوع ہیں' عشق لہر کے کلام میں ہمیں ادب کے حوالے سے دوقومی نظریہ اور مطالبہ پاکستان بڑے صاف اور واضح الفاظ اور زوردار انداز میں ملتے ہیں۔ مطالبہ پاکستان کے بارے میں شعر ملاحظہ ہوں:

ع مولا کرم کرہند دے حال اُتے مسلمان ایہدا مسلمان ہووے
دلوں کڈھ کدورتاں ساریاں نوں اک دوسرے توں قربان ہووے
سارے فیصلے ہون قرآن اُتے اگے وانگ اسلام دی شان ہووے
عشق لہر کہہ نبی دا واسطہ ای ایس ملک اندر پاکستان ہووے (17)

اس میں پاکستان بنانے کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ہے کہ یہ کس واسطے بنایا جا رہا ہے کہ یہاں ایسا دستور ہوگا جس کی بنیاد قرآن حکیم پر رکھی جائے گی۔ دوقومی نظریے کو عشق لہر نے اپنی ایک نظم ''پاکستان'' میں بڑے واضح ڈھنگ میں بیان کیا ہے اس میں ہندو کو غیر قرار دے کر فرماتے ہیں۔

ع دل دریا سی دوستاں روڑ ھدے رہے ایہہ نہ سوچیا کجھ بچا لئیے
پانی وانگ جہاں ساڈا مال پیتا ہُن اوہ کہن غلام بنا لئیے
سُٹی چنگ حریفاں نے وچ ککھاں بھانبڑ بھڑکیا کیویں بجھا لئیے
چڑھیا بحر نفاق دا مار ٹھاٹھاں لاوے ڈھانہ جھٹ بنا لئیے
بیڑی قوم دی اے گھسن گھیر اندر چپہ ونج مہانیوں لا لئیے
غیراں نال نہ نبھدی بھائی والی حصہ اپنا وکھ ونڈا لئیے
ڈلھے بیراں دا بگڑیا کجھ ناہیں چُن کے جے جھولی وچ پا لئیے
عشق لہر سب مشکلاں حل ہوون پاکستان جے کدے بنا لئیے (18)

کانگرس کے خلاف اور قائداعظم محمد علی جناح کے حوالے سے مسلم لیگ کے حق میں بولتے ہوئے جو چومصرعہ لکھا ہے اس کا عنوان ہے ''جھوٹی مالا'' فرماتے ہیں۔

ع کانگرس بدنامی دا تنگ لا کے بالا پائی پُھلاندی ڈوڈیاں دی
موتی' لال' جواہر' زمرد جھوٹھے اپنے گینڈھی وی لبھی تے اوڈیاں دی
محمد علی جناح نے باغ لایا جس وچ بڑی ضرورت اے گوڈیاں دی
عشق لہر میدان وچ اوہ نکلی جنہوں کہن جماعت اے ٹوڈیاں دی (19)

قائداعظم محمد علی جناح' عشق لہر کے محبوب رہنما تھے جن کا امیج بنانے کے لیے وہ اپنی شاعری میں جگہ جگہ ان کے بارے میں عقیدت کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔ اس نظم کا عنوان ہی ''قائداعظم'' ہے۔ اس میں وہ کانگرسی لیڈروں کا بھی ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قائداعظم کی بھرپور رہنمائی پر کانگرسی لیڈر رٹپٹا اٹھے ہیں اور فتوے لگانے والا' ابوالکلام آزاد' کافروں کے ساتھ مل گیا ہے'' سالارِ کارواں'' کے نام سے جو نظم ملتی ہے وہ ملاحظہ ہو:

ع جیہڑے ماردے سن سانوں آپ مر گئے فیروی رنگ لاگئی اے مار ساڈی
دُکھی دلاں دا حال سناونے نوں بدل چیر کے گئی پکار ساڈی
دریا رحمتاں دا آیا جوش اندر کشتی کس طرح لائی تُو پار ساڈی
عشق لہر پہنچائے گا منزلاں تے محمد علی دے ہتھ مہار ساڈی (20)

مسلم لیگی رہنماؤں کا امیج بنانے کے لیے قوم کو ان پر اعتماد کرنے کا پرچار کرنے کے لیے بھی عشق لہر نے بہت کچھ لکھا ہے ایک جگہ فرماتے ہیں:

ع چوپٹ وچھی سیاست دی ڈلاں والی شاطر جمع ہو گئے جو بڑے سیانے
پاکستان دی اوہناں نے شرط رکھی جت ہار دا فیصلہ رب جانے
اوہدر رلے فریب دی چال والے چال گیر نہ لیگ دے گئے رانے
عشق لہر ڈل سٹے تے پتہ لگا ایہدر پوں باراں اوہدر تن کانے (21)

مطلب یہ ہے کہ لیگ نے سیاست میں پاکستان بنانے کے سلسلے میں دوسری تمام جماعتوں کو شکست دے دی ہے یہاں تک کہ پاکستان کے قیام پر وہ پارٹیاں بھی ہتھیار پھینک بیٹھی ہیں جنھوں نے ہندوستان کی تقسیم کو گئو ماتا کے ٹکڑے کرنے کے مترادف کہا تھا یہ مسلم لیگ اور اس کے لیڈران کی بہت بڑی سیاسی فتح

تھی اور یہ وہ حقیقت ہے اور حقیقت کو بیان کرنے کا وہ احساس ہے جو اس وقت خود اعتمادی کے ساتھ مسلمانوں میں پیدا ہو چکا تھا۔

عشق لہر کی قومی شاعری کو پڑھتے ہوئے پتہ چلتا ہے کہ ان کے انداز میں تقابل کا ڈھنگ ہے جسے انہوں نے بڑی خوبی سے استعمال کیا ہے جہاں جناح کا ذکر آتا ہے ساتھ ہی کانگرس' احرار یا یونینسٹ ٹوڈی لیڈروں کا ذکر بھی ضرور کرتے ہیں مسلم لیگ کے مقابلے میں اس کی مخالف جماعتوں کو بھی ضرور لاتے ہیں اور ان کے چہروں سے پردے ہٹا کر ان کی اصلیت کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں جیسے قائداعظم محمد علی جناح اور ابوالکلام آزاد کا ذکر اس طرح آتا ہے۔

ع جس چمن دا ہووے جناح مالی اوہ چمن برباد نہیں ہو سکدا
بلبل وانگ عاشق اپنے گلاں دا اے کدے عاشق صیاد نہیں ہو سکدا
جیکر رائی دا بنے تربوز ناہیں ایویں کانا شمشاد نہیں ہو سکدا
گھر کیڑیاں سوگ ہمیش دا اے دل اوہناں دا شاد نہیں ہو سکدا
طوطا کے توں سکھ کے کرے گلاں پر اوہ طوطا استاد نہیں ہو سکدا (22)

اس طرح یونینسٹ وزیراعلیٰ پنجاب خضر حیات کے بارے میں ایک چومصرعہ اب تک لوگوں کو زبانی یاد ہے۔ چومصرعہ ان کی کتاب نغمہ پاکستان میں شامل نہیں ہے ان کے پوتے سراج دین سے حاصل ہوا ہے۔ چومصرعہ ان کے علاوہ بھی کئی لوگوں کو زبانی یاد ہے کتاب میں شامل نہ ہونے کی وجہ ظاہر ہے یہی ہے کہ اس وقت خضر حیات حکومت میں شامل تھا۔ چومصرعہ ملاحظہ ہو۔

ع خضر دو میں ایس جہان اُتے اک نار دیکھو دو جانور ہویا
اک دے متھے بریائی اے لکھی ہوئی اک نیکیاں نال بھرپور ہویا
اک بھلیاں نوں راہ پان والا اک چھڈ رستہ کیڈا دور ہویا
عشق لہر اک ڈبیاں تار دا اے اک ڈوبنے تے مامور ہویا

پاکستان سے کیا مراد ہے اس بارے میں قائداعظم محمد علی جناح کی اس وقت کی تقریریں ہماری رہنمائی کرتی ہیں مگر اس وقت مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے جو ٹیم کام کر رہی تھی عشق لہر ان میں شامل تھے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ اس بارے میں ان کا ایک چومصرعہ:

ع اج میں تویں سناواں گا دوستاں توں جو مراد ساڈے پاکستان دی اے
ملک وکھرا بنے تے دیکھ لینا کرنی حکمرانی بڑی شان دی اے
تے اقلیتاں دا حق محفوظ کر کے خیر منگنی اوہناندی جان دی اے
عشق لہر محمدیؐ لاہ ہوی گل نبی پاک قرآن دی اے(23)

اس سلسلے میں یہ بات بیان کرنیوالی ہے کہ جس خود اعتمادی اور عزم کا اظہار عشق لہر کی قومی شاعری میں ملتا ہے وہ کسی دوسرے اس دور کے شاعر میں کم ہی ملتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ان کو تحریک پاکستان کے سلسلے میں پنجاب کا حوالہ بھی نہیں بھولا۔

ع پاکستان بن کے رہے گا یاد رکھو کڈھے ہوئے حساب حسابیاں نے
چھیتی قافلہ منزل تے پہنچنا ایں چک لیے بن قدم پنجابیاں نے
وجے جندرے دلاں تے کھول دے گی میاں لیگ دے ہتھ وچ چابیاں نے
عشق لہر تد لوک حیران ہوسن پٹے قدم جدوں کامیابیاں نے(24)

جب واقعی کامیابی ہوئی انہوں نے اپنی آنکھوں سے پاکستان بنتا ہوا دیکھا تو خوشی کا اظہار بھی کیا مگر خوشی کے اس اظہار میں اک الجھن بھی تھی تقسیم کے وقت ڈنڈی مارنے کی ذہنیت کا اشارا کرتے ہوئے اسے بندر بانٹ کا نام دیتے ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عشق لہر کے بعد مولانا محمد بخش مسلم کی بات کریں کہ وہ ایک عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن بھی رہے۔مولانا محمد بخش کی عمر 1982ء میں 94 برس تھی اس حساب سے ان کا جنم 1888ء بنتا ہے۔آپ نے طویل عمر پا کر لاہور میں وفات پائی۔مولانا کا تعلق برصغیر کی پرانی مسلم تحریکوں سے بھی رہا ہے ان تحریکوں میں انہوں نے اپنی خطابت سے جوش وجذبہ پیدا کیا۔مولانا نے منشی فاضل کے ساتھ بی اے کیا تھا جنہوں نے مولانا مسلم کی تقریر سُنی ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ اپنی تقریر میں انگریز مفکرین کے اسلام کے بارے میں حوالے انگریزی میں بیان کرتے تھے قیام پاکستان کے بعد انہوں نے کئی کتابیں شائع کیں۔اسلام اور پاکستان' قائداعظم اور پاکستان' اقبال اور پاکستان' مولانا مسلم لوہاری کی مسلم مسجد میں خطیب تھے اور مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔

مولانا مسلم کا تعلق تحریک پاکستان سے پہلے کی جن تحریکوں سے رہا ہے ان میں تحریک خلافت' علم دین شہید' شہید گنج' کشمیری مسلمانوں کی تحریک 1930ء اور 56 فیصدی حقوق کی تحریک شامل ہیں۔علم دین شہید کا

جسد خاکی جب سر شفیع کی ضمانت سے مسلمانوں کو حاصل ہوا تو لوگوں کا جوش بے انتہا تھا ہجوم بے قابو ہوا جارہا تھا اس موقع پر بقول مولانا' سر شفیع نے ان کو خطاب کی دعوت دی۔ مولانا نے تلاوت کی اور بعدازاں اپنی ایک پنجابی نظم پڑھی جس میں شہید کو خراج تحسین پیش کیا گیا تھا اس کا آخری حصہ ملاحظہ ہو:

ع دنیا موت کولوں اویں بھجدی اے موت عاشقاں دے پڑدے کجدی اے
اوسے موت نال زندگی سجدی اے جیہڑی موت ہووے کسے چجدی اے

کشمیر میں غیر مسلم نماز کی اذان دینے نہیں دیتے تھے اس سلسلے میں جلسے ہوئے جلوس نکلے مولانا نے ایک جلوس کی قیادت کی اور نعرہ بلند کیا' ظفروال کشمیر کی سرحد پر ہے

ع ظفروال چل بانگ پکاریئے' تیتھاں بیٹھ نماز گزاریئے
پہلاں لاش لیاندی علم دین دی ہُن ایہہ بھی مورچہ ماریئے

چھپن فیصدی حقوق کی تحریک میں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا انہوں نے اس حوالے سے پنجابی شعر لکھے ان کو یاد نہیں تھے البتہ ایک اردو شعر ان کے حوالے سے حاضر ہے۔

ع ہمارا مُدعا حفظ خودی ہے
ہمیں مطلوب چھپن فیصدی ہے

اپریل 1940ء میں جب بنارس میں سُنی کانفرنس ہوئی اس میں مولانا نے شرکت کی ان کی جماعت کے لیڈر رہبر جماعت علی شاہ صاحب تھے یہاں پاکستان کی قرارداد کے حوالے سے تقاریر ہوئیں انتخابات کے زمانے میں یہ شہروں اور گاؤں کے دورے کرتے رہے اور مطالبہ پاکستان کے لیے راستہ ہموار کرتے رہے اس سلسلے میں جو جماعتیں تیار کی جاتی تھیں بقول مولانا ان کو بعض دفعہ قائداعظم خود بھی پرکھتے تھے ایک جماعت جس میں مولانا شامل تھے جارہی تھی تو حضرت قائداعظم تشریف لائے انہوں نے مولانا سے پوچھا آپ مسلم لیگ کے بارے میں کیا کہیں گے؟ مولانا نے کہا ہم کیونکہ پنجاب کے گاؤں میں جارہے ہیں اس لیے ماحول کے حوالے سے بات کریں گے یعنی!

Sir I will not use the word muslim League. I will turn it as Muslim LEEK

'Leek' کی وضاحت انہوں نے یوں کی کہ ہماری ایک جداگانہ حیثیت ہے۔ ایک لائن ہے، حد ہے ہم میں اور غیر مسلموں میں، پنجاب کے گاؤں میں جسے کہتے ہیں، لیکوں پار ہوجانا، یا آڈوں پار ہوجانا، مطلب

یہ ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں رہا اسی طرح لوگوں کو اس طرح سمجھائیں گے کہ لیگ ہم اور غیر مسلموں میں 'لیک' ڈالتی ہے اس سلسلے میں انہوں نے اپنا ایک شعر بھی سنایا:

ع جیہڑا چھڈ جماعت جاوے اوہنوں کریئے آڈوں پار
سُن لے پیارے پاکستان' سُن لے پیارے پاکستان
پاکستان نال کرلے پیار

یہ سُن کر قائداعظم بہت خوش ہوئے پنجابی ادب کے حوالے سے دیکھا جائے تو مولانا محمد بخش مسلم ہی ابھی تک اکیلے لکھاری ملے ہیں جن کی تحریک کے حوالے سے کوئی نثری تحریر ملی ہے یہ تحریر عشق لہر کی کتاب ''نعرۂ پاکستان'' میں مولانا کا لکھا ہوا دیباچہ ہے اس میں وہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

''لیگ دے بابے جناح نے پاکستان دی لہر چلائی پنجابی شاعراں دے
بابے عشق لہر نے ایس دریا وچ ہر طوفان توں بے ڈر ہو کے چھال ماری(25)''

تحریک پاکستان کے دوران جن شعراء کا چھپا ہوا کلام دستیاب ہوا ہے ان میں سید فضل حسین مدنی المتخلص شہباز سکنہ باہروال (گجرات) بھی ہیں ان کی کتاب کا نام بھی ''نعرۂ پاکستان'' ہے مگر ساتھ ہی لکھا ہے المعروف لیگ کی شان(26) آٹھ صفحات کی اس کتاب میں کل چھ نظمیں ہیں جن میں پانچ اردو اور ایک پنجابی میں ہے اردو کی نظمیں بھی بہت زوردار ہیں ان میں براہ راست پاکستان بنانے کے لیے نعرے بھرے مصرعے ہیں۔

پنجابی کی نظم بھی بہت بھرپور ہے اس میں انہوں نے یہ انداز اختیار کیا ہے کہ پہلے مسلمانوں کو مخاطب کر کے یہ دریافت کیا ہے کہ تمہاری وہ روشن اور اعلیٰ آن اور شان کہاں گئی؟

لکھتے ہیں:

ع کدی سوچیا ای غافل مسلمانا تیری شان تے تیری اوہ آن کتھے
تیری جرأت تے غیرت نوں کیہ ہویا اج گیا ہے تیرا ایمان کتھے
کتھے گیا جذبہ تیریاں بزرگاں دا تیری عقل نوں آن کے کیہ ہویا
بھریں عشرتاں عیشاں توں کردا تیریاں حکمتاں دا قلمدان کتھے(27)

یہ وہ انداز ہے جو مولانا الطاف حسین حالی نے اپنی مشہور تحریر مسدس میں اپنایا تھا اس کا ترجمہ

سرشہاب الدین اور مولوی عبداللطیف عارف نے پنجابی میں کیا اس انداز کی نظمیں فقیر محمد فقیر اور عبدالکریم ثمر نے انجمن حمایت اسلام کے جلسوں میں پڑھیں علامہ اقبال کا شکوہ جواب شکوہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کا پنجابی ترجمہ علامہ اقبال کی زندگی ہی میں فضل احمد فاروقی نے 1918ء میں کر دیا تھا اس وقت اس بات کی ضرورت تھی کہ مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے ان میں موجود کمزوریوں کا اظہار کیا جائے اور اس کے شاندار ماضی کو بیان کر کے ان کو جھنجوڑا جائے سید فضل حسین مدنی شہباز نے یہی انداز اپنایا ہے مسلمانوں کی شان بیان کرنے کے بعد وہ ان میں موجود کمزوریوں کا ذکر کرتے ہیں اور درمیان میں وہ اپنے اصل موضوع (مطالبہ پاکستان) پر آ جاتے ہیں ملاحظہ ہو:

ع آ جا پھڑ ری مسلم لیگ والی قائد اعظم جناح دے نال رل کے
ڈبی بیڑی ترا لے فیر اپنی ٹھکر گیوں تو وچ طغیان کتھے
عاشق وانگ بلالؓ دے بن پکا حیدرؓ جیہا جذبہ فیر کر پیدا
حُر جیہا توں صدق صفا دل بن خالد جیہا کوئی لیا جوان کتھے
رل قوم دے نال تے قوم نہ چھڈ قوم قوم دا بھلا اج چاہندی اے
ہو جا شمع پتنگ نثار اس تے آیا سر تے جھل طوفان کتھے
پاکستان لینا اسیں ہر قیمت بھانویں دنیا دے وچ فنا ہوئیے
شہباز تیرے ایہو رہے کجھن فیر توں کتھے پاکستان کتھے (28)

قیام پاکستان سے قبل شائع ہونے والی تیسری کتاب مولوی خادم حسین قریشی رلیہ تحصیل کاموکے کی مسلم لیگ دا ڈھنڈورا 1946ء کے قریب چھپی مولوی خادم حسین قریشی قادر کلام شاعر تھے ان کی دیگر کتب مثلاً میلاد النبیؐ وغیرہ چھپیں مسلم لیگ دا ڈھنڈورا میں کل تین نظمیں ہیں پہلی تین نظموں کے شروع میں بطرز لکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے یہ کسی فلمی گیت کی بحر میں لکھی ہیں پہلی نظم کے ساتھ گانے کے بول بھی لکھے ہیں ہماری گلی آنا تیسری نظم طویل ہے جس کے چھ چھ مصرعے کے پانچ بند ہیں جس میں ٹیپ کا مصرعہ پاکستان بن جائے ہندوستان اندر ایہو خواہش ہر اک مسلمان دی اے۔ ایک بند ملاحظہ ہو نظم کے عنوان کے ساتھ:

پاکستان

ع ہر اک نوں سمجھ ایہہ آ گئی اے مسلمان غلام نہیں رہن لگا
جدوں تیک نہ ایہہ پاکستان بنسی اودوں تیک ناہیں ہرگز بہن لگا

مسلم لیگ نمائندہ جماعت ساڈی ہر اک مومن سونہوں کہن لگا
نشہ شہنشاہی اس نوں اجے تائیں خادم کسے دی گل نہیں سہن لگا
محمد علی جناح ہے قائد اعظم شان رکھدا وڈے سلطان دی اے
پاکستان بن جائے ہندوستان اندر ایہو خواہش ہر اک مسلمان دی اے (29)

اس دور کی ایک مطبوعہ کتاب ملی ہے جو ناقص الاول ناقص الآخر ہے یہ صفحہ نمبر 5 تا 12 ہے ظاہر ہے 16 صفحے کی ہوگی اس کا انداز سی حرفی کا ہے صفحہ نمبر 5 پر اس کا حرف "س" ہے اس میں نعت مسلم لیگ' عنوان سے ایک مکمل نظم شامل ہے جس میں شاعر نے لوگوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونے کی ترغیب دی ہے صفحہ نمبر 12 پر شاعر کا نام ملک علی آیا ہے جہاں شاعر نے ہند باسیوں کو پنجاب میں ہونے والے انتخابات میں مسلم لیگ کو ووٹ ڈالنے کی تلقین کی ہے ظاہر ہے یہ 1945ء کے انتخابات ہیں اور یہ شاعری بھی اسی دور کی ہے جو باقاعدہ کتابی صورت میں شائع ہوئی۔ تحریک پاکستان کے حوالے سے پنجابی میں شائع ہونے والی قیام پاکستان سے قبل کی کتب "نغمۂ پاکستان یعنی عشق لہردیاں لیگی نظماں' پہلی" "نغمۂ پاکستان المعروف لیگ کی شان' دوسری' مسلم لیگ داڈھنڈورا' تیسری اور سی حرفی مسلم لیگ از ملک علی' چوتھی ہے' آخر الذکر کتاب اس موضوع پر میری مستقل کتاب' پنجابی ادب تے منزل پاکستان' (1995ء) کے بعد ملی ہے چنانچہ اس کے مندرجات کو شائع شدہ کتب کے حصے میں یہاں درج کیا جارہا ہے ملاحظہ ہو:

ع دیواں ووٹ تے منگاں میں دعا وے مسلم لیگ والیا
تیرا رہبر لاثانی وے مسلم لیگ والیا
تیرا حامی پاک خدا وے مسلم لیگ والیا

نظم نعت مسلم لیگ میں سے کچھ اشعار

ع ہووے جھنڈا اسلام بلند سارے
ہو جان اکٹھے دل بند سارے
مسلم لیگ نوں کرن پسند سارے
کوئی لوڑ نہ لعل جواہر دی آ
وے آجا مسلم لیگ پکار دی آ
ہند سندھ وچ نعرے مار دی آ (30)

اس دور میں جو مزید نام ابھرتا ہے وہ محمد دین میر کا ہے جو جلال پور جٹاں کے رہنے والے تھے 1900ء میں پیدا ہوئے اور 1977ء کے نزدیک فوت ہوئے۔ 1912ء سے لے کر 1919ء تک یہ ریاست اندور ہوشنگ آباد کے جنگلات میں ٹھیکیداری کرتے رہے 1920ء کے بعد کپڑے کا کام کرنے لگے 1924ء میں انگریزی حکومت کے خلاف سیاست میں حصہ لینے کی وجہ سے سال بھر کے لیے نظر بند ہو گئے۔ جیل ہی میں شاعری شروع کی 1925ء سے 1937ء تک ان کی تین کتب شائع ہو چکی تھیں جن میں سے ایک کا نام 'ختم نبوت' ہے۔ اس حوالے کے ساتھ وہ مسلم تشخص کے لیے کام کرنے والے لکھاریوں میں گنے جانے لگے ان کی یہ تینوں کتب حکومت انگریز نے ضبط کر لیں۔ انہوں نے 1937ء کے بعد بھی اپنی سیاسی سرگرمیاں جاری رکھیں تحریک پاکستان میں میر صاحب نے قلمی اور عملی حصہ لیا۔

محمد دین میر صاحب قیام پاکستان کے بعد بھی خاصہ عرصہ زندہ رہے 1954ء میں انہوں نے "پاک پنجابی" کے نام سے ایک پنجابی ہفتہ وار اخبار جاری کیا اس اخبار کی وساطت سے وہ پاکستان کے استحکام کے لیے کام کرتے رہے کچھ عرصہ بعد یہ اخبار بند ہو گیا۔ میر صاحب کا تحریک پاکستان کے حوالے سے لکھا گیا کلام شائع شدہ صورت میں نہیں ملتا ان کے شاگرد محمد صدیق صبر سے جو کلام دستیاب ہوا اس کی نوعیت اس قسم کی ہے کہ کچھ کلام ایسا ہے جس میں خضر کے خلاف عام مسلمانوں کے احساس کا اظہار ہے یہ بات ہمیں عشق لہر اور ظہیر نیاز بیگی کے کلام میں بھی ملتی ہے اس کے علاوہ قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت پر اعتماد اور ان سے عقیدت کا اظہار بھی ملتا ہے۔ محمد صدیق صبر کے بقول میر صاحب نے مندرجہ ذیل چومصرعہ 1946ء میں اس وقت کہا تھا جب سردار شوکت حیات نے خضر وزارت سے استعفیٰ دیا تھا یہ چومصرعہ سیالکوٹ میں ہونے والی کانفرنس کے اس اجلاس میں پڑھا گیا جس کی صدارت سردار عبدالرب نشتر نے کی:

ع چھڈی قومی غداراں نے قوم اپنوں جیویں چنوں نے کدی سن کیچ چھڈے
قوم عقل نُوں کرے تے ایہہ کرے گلے ٹل توں ایہناں نوں وچ چھڈے
ساڈے لیڈر سیاسی میدان اندر دشمن ملت دے کر سب پیچ چھڈے
جیہڑے کھلے سیاسی نہ میراج تک قائداعظم نے کھول اوہ پیچ چھڈے

خضر کے بارے میں لکھتے ہیں:

ع اج مطلب پرستاں نے مطلب دیاں سُولاں ملت دے سینے وچ چوبھیاں نے
تعلق قوم نال توڑ کے نال غیراں جوڑ لیاں بے غیرتاں لوبھیاں نے

ایہہ ممتاز شوکت نے ممدوٹ تاں مینوں کہیا اے قوم دے دھوبیاں نے
میر مولا ترائیاں تے تریسن حالاں خضر نے بیڑیاں ڈوبیاں نے

انہوں نے پاکستان کے لیے اپنے آپ کو وقف کیا ہوا تھا۔ اس کا ستارا انہوں نے اس چو مصرعہ میں کیا:

ع سر کٹانا اے نبی دی آن اُتے ایہہ فرض ہو یا مسلمان دے لئی
کائنات جیہڑی تُسی ویکھدے او پیدا کیتی رب نبی دی شان دے لئی
مسلمان جہان دے لئی ہو یا ایہہ جہان ہو یا مسلمان دے لئی
اج زندگی موت دی میر سمجھیں مسلمان دی اے پاکستان لئی

پنجاب میں محمد حسین آزاد کی تحریک پر جب مشاعروں کا رواج ہوا تو پنجابی مشاعروں کی روایت بھی چلی اس دور میں حکیم آغا علی خان نے بڑا نام کمایا اس گھرانے کے خاصے شاعر مشہور ہوئے ان میں سے استاد صادق کے شاگرد میراں بخش واقف کا بھی خاصا چرچا ہوا۔ میراں بخش واقف 1978ء میں کوئی سو سال کی عمر پا کر فوت ہوئے اندرون موچی دروازہ لاہور کے جم پل تھے کلام میں زیادہ اسلامی قدروں کے حوالے سے بات چلاتے تھے۔ زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے مگر پھر بھی چلنت مسئلوں پر بھی ضرور لکھتے تھے۔ 1921ء میں ان کی کتاب 'مروڑے والی بین' ستی دیاں تاہنگاں شائع ہوئی اس میں ان کی ایک پنجابی غزل بھی موجود ہے۔ پاکستان کی تحریک کے وقت بہت کچھ لکھا اور مشاعروں جلسوں میں پڑھا لیکن وہ سب محفوظ نہ ہو سکا ان کے بیٹے شوکت علی شوکت شاگرد طارق علی طارق اور دیگر جاننے والوں سے مشترکہ طور پر ان کی ایک ہی نظم حاصل ہوئی ہے جس میں پاکستان کے قیام کے سلسلے میں زوردار عزم ملتا ہے ایک حصہ ملاحظہ فرمائیں:

ع اسیں پاکستان بناواں گے — نہیں کے گلوں گھبراواں گے
ایہہ لائی آگ فرنگی نے — ایس ہندو سکھ دے سنگی نے
اتے سونہوں موت چا منگی نے — ساڈے اگے ای مسلم جنگی نے
اسیں وچ میدانے آواں گے — ای پاکستان بناواں گے

فیروز دین فیروز (جنم 1888ء) کا شمار استاد شاعروں میں ہوتا ہے۔ پنجابی کے مشہور شعراء حکیم ناصر اور خان مستانہ کے استاد تھے تحریک پاکستان میں انہوں نے قلم کے ذریعے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' مطالبہ پاکستان پر مندرجہ ذیل اشعار قابل توجہ ہیں:

ع واحدانیت دی بنیاد رکھی میں قربان تعمیر دے بانیاں توں
کچے پیر کھلوتے آں کندھ بن کے اساں نہیں مڑنا جانفشانیاں توں
کے نال نہیں رکھناں سانجھ گیڑا لینا اے کلیاں حق برطانیاں توں
سوہنا دیس وسا کے دسنا اے کرنا نہیں دریغ قربانیاں توں
لک بنھ مجاہدا الف وانگوں کھلا جا بجا پہاں بھار رہنا ایں
لاؤنی اکھ فیروز نہیں چین کرنا پاکستان لئی برسرپیکار رہنا ہیں(31)

طالب جالندھری آج کے دور کے ایک مشہور شاعر تھے مگر یہ بات شاید کم ہی لوگوں کو معلوم ہے کہ آزادی کی تحریک میں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا عملی طور پر حصہ لینے کی وجہ سے نظر بند بھی ہوئے اور دیگر سختیاں بھی برداشت کیں طالب 1922ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے (32)۔ تعلیم گاؤں کے مدرسے میں اور دینی تعلیم نکودر میں حاصل کی۔ شاعری کا آغاز 1935ء میں ہوا۔ یہ کوئٹہ کے زلزلے کے بارے میں نظم تھی۔ 1939ء میں کسان کانفرنس میں شرکت کی 1940ء کے بعد جب تحریک پاکستان زوروں پر تھی یہ اس میں شامل ہو گئے۔ 1944ء میں انہوں نے ایک نظم لکھی جو بہت مقبول ہوئی:

ع پاکستان پاکستان پاکستان پاکستان
پاکستان لینوں کیہڑا سانوں روک سکدا
ہر کوئی اپنے گھراں تے اُتے حق رکھدا
اسیں کریئے اعلان ساڈی جند ساڈی جان
پاکستان پاکستان پاکستان (33)

1940ء سے 1947ء تک انہوں نے پنجاب مسلم لیگ کے کارکن کے طور پر کام کیا اور اپنے علاقے کی مسلم لیگ کو منظم کرتے رہے کارکن کے طور پر نکودر تحصیل اور جالندھر میں بھی کام کیا کئی قسم کے جلسوں اور جلوسوں کا انتظام کیا۔ آخری دور میں نظر بند بھی ہوئے۔ 1941ء میں انہوں نے ایک نظم لکھی جو لاکھوں کے اجتماع میں موچی دروازہ لاہور کے ایک جلسے میں پڑھی جو بیرسٹر فرخ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس بات کی تصدیق مسلم لیگی رہنما جناب حکیم آفتاب قرشی مرحوم نے کی ہے اس نظم کا ایک حصہ ملاحظہ ہو:

ع حریت دا پرچم اڑاؤندا چلا جا
غریباں دی قسمت جگاندا چلا جا

ایہہ ہندو سبھائی نیں اخبار جیہڑے
عزّت ایہناندے کدوں نیڑے نیڑے
ایہہ پاندے نیں تھاں تھاں تے بے شک بکھیڑے
محبت دے توں گیت گاوندا چلا جا
حُریت دا پرچم اڑاوندا چلا جا

اسی نظم میں انہوں نے یونینسٹ لیڈروں کی خبر لی ہے ان میں خضر قابل ذکر ہے:

ع وزارت دے بھکھے نیں عاشق لغاری
ایہہ ملت وی کردے پئے دل آزاری
کدوں ساتوں بھلی ایہہ تیری غداری
خضر نوں وی سچیاں سناوندا چلا جا
حریت دا پرچم اڑاوندا چلا جا
آزادی دے نغمے لٹاوندا چلا جا

طالب جالندھری کے بقول یہ وہ وقت تھا جب انتخابات میں مسلم لیگ کے امیدواروں کے کاغذات نامزدگی مسترد کر دیئے گئے اور مخالف پارٹی کے حامی وزیر محمد کے کاغذات درست قرار دیئے گئے تھے اس پر خضر وزارت نے وزیر محمد کو دس ہزار روپے دو مربع زمین کی پیش کش کی وزیر محمد نے اس جلسے میں اعلان کیا کہ وہ بکے گا نہیں وزیر محمد نے مجلس احرار سے علیحدگی اختیار کر لی بلکہ احرار کے خلاف ایک جماعت بھی بنالی۔ طالب جالندھری نے 1999ء میں فیصل آباد میں وفات پائی۔

پنجاب کے مشرقی حصے جو بھارت میں شامل کر دیئے گئے ان علاقوں کے ایک اور قابل ذکر لکھاری جو مسلم لیگ کے کارکن بھی رہے صحرائی گورداسپوری تھے۔ ان کا اصل نام عبدالرحیم تھا۔ 1919ء میں تحصیل اور ضلع گورداسپور کے قصبہ دھاریوال میں پیدا ہوئے پاکستان کے قیام پر لاہور آ گئے۔

ان کی ابتدائی تعلیم کوٹ سنتوکھ رائے میں ہوئی۔ مشن ہائی سکول دھاریوال سے دسویں پاس کی۔ 1942ء میں فوج میں بھرتی ہوئے 1944ء میں واپس آ گئے اور مسلم لیگ کی مطالبہ پاکستان تحریک میں شامل ہو گئے۔ گاؤں گاؤں اور شہر شہر پاکستان اور مسلم لیگ کا پرچار کرتے رہے اس زمانے میں تحریک پاکستان کے

حوالے سے نظمیں اور گیت لکھے اور پاکستان کے سلسلے میں ہونے والے جلسوں میں پڑھے۔ جب خضر وزارت کے خلاف تحریک چلی اس میں عملی طور پر حصہ لیا اور نظر بند ہو کر 27 دن فیروز پور جیل میں رہے ان کا دعویٰ تھا کہ 14 ، اگست 1947 ء کو جب لاہور ریڈیو آل انڈیا ریڈیو سے پاکستان براڈ کاسٹنگ سروس میں تبدیل ہوا تو سب سے پہلے رات 12 بجے ان کا لکھا ہوا ترانہ عبدالعزیز سیالکوٹی کی آواز میں نشر ہوا۔ صحرائی گورداسپوری نے 20 نومبر 1987 ء کو لاہور میں وفات پائی۔ ان کا تحریک پاکستان کے حوالے سے وجود میں آنے والا کلام شائع شدہ صورت میں نہیں اس لیے غیر مطبوعہ صورت میں دستیاب ہوا۔ 7 جون 1946 ء کو دھاریوال کے ایک جلسۂ عام جس کی صدارت صدر مسلم لیگ گورداسپور پیر بہاؤالحق نے کی صحرائی نے جو نظم پڑھی اس کا کچھ حصہ ملاحظہ فرمائیں:

ع بن کے رہوے گا پاکستان — پاکستان عالی شان
مسلم لیگ دا جھنڈا کہندا — توں مسلم کیوں نہیں اٹھ بہندا
وطن اپنا ہوندا ایمان — بن کے رہوے گا پاکستان

صحرائی جب فیروز پور جیل میں نظر بند تھے تو اس زمانے میں انہوں نے مجاہدوں کا "ماہیا" لکھا جو بہت مقبول ہوا:

ع اللہ کرم کماوے گا
دیری بھانویں کجھ وی کرے پاکستان مل جاوے گا
پاکستان لئی ساہ ساڈے
جیلاں انگریز دیاں ڈک سکن نہ راہ ساڈے
اساں مقصد پا لینا
کانگرس پئی رہوے پاکستان بنا لینا

ملک عبدالقادر خوشتر گنجاہی (مرحوم) گجرات کے علاقے موہنگوال کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے بھی تحریک پاکستان کے اس دور میں قلمی جہاد میں خاصا حصہ لیا ان کا جو کلام ان کے خاندان سے محترم شریف گنجاہی صاحب کی وساطت سے حاصل ہوا اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ سیاسی لحاظ سے کتنے بالغ نظر تھے اور اسلامی تشخص کے حوالے سے آزادی کی تحریک کو کس نظریئے سے دیکھتے تھے۔ مسلم لیگ کی تحریک کو مقبول بنانے کے لیے انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور دو قومی نظریے کے پرچار کا کام بھی خوب کیا۔ ان کا حاصل شدہ

کلام عوامی ڈھنگ کا ہے۔ دوقومی نظریے کے حوالے سے جداگانہ انتخاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

ع مسلم اپنے دل ول دھیان کر کے سمجھ لویں نہ دل دے صفا ہندو
کہنا صاف کہ سیاں دے ہین پتر گویا مسکین جورو جفا ہندو
ایہناں کدے نہ کسے دے نال رکھی کسے نال نہ کرن وفا ہندو
کسے گل بیٹھاں متاں لیا کے تے لین ایں اپنے نال رلا ہندو
دھوکہ باز آخر دھوکھا دے جاوے تیتوں سودا اکو جواب چاہیدے
اساں تساں وچ فرق ہے بہت سارا جد اساڈا انتخاب چاہیدے

آزادی کی تحریک میں خاکساروں' احراروں اور یونینسٹوں کا کردار مسلمانوں کے نزدیک ٹوڈیوں والا تھا۔ پاکستان کی تحریک میں انہوں نے روڑے اٹکائے اس لیے پاکستان کے مطالبے کے دوران تحریک کے کارکن اور پاکستان چاہنے والے مسلمان ان کو کھری کھری سنانے میں بڑے بے باک تھے۔ پاکستان کی تحریک کے حوالے سے لکھنے والے ہر لکھاری نے جہاں مسلم لیگ اور قائداعظم محمد علی جناح کا امیج بنانے کی سعی کی ہے وہاں ساتھ ہی ان پاکستان دشمنوں کو بھی آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ ملک عبدالقادر خوشتر (مرحوم) ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

ع سُن اوساد مرادیا مسلماناں اجکل جنگ آزادی دی ہو رہی اے
جیہڑی قوم نوں بھن دی جاچ نہیں سی اوہ بھی اپنے بیریں کھلو رہی اے
کتنوں پھٹ کے جیہڑی گنڈیل ہوئی کنڈے اپنے لئی اوہ بورہی اے
خاکساز احرار نہ قوم سمجھیں ایہہ تے غیر دیاں جُتیاں دھو رہی اے
جیکر کال آزادی نوں چاہندا ایں مسلم لیگ ول تیرا ایمان چاہیدے
اکو بول حکومت تے کانگرس نوں ساڈا وکھ بنا پاکستان چاہیدے

جداگانہ انتخاب اور علیحدہ پاکستان بنانے کا مطالبہ خالص مسلم تشخص کے حوالے سے تھا کیونکہ آزادی کی تحریک میں مسلمانوں نے ساتھ چل کر دیکھ لیا تھا قائداعظم خود بھی "ہندو مسلم اتحاد کے سفیر" کہلائے انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ اندرونی طور پر ہندو انگریز کے جانے کے بعد "رام راج" کے خواب دیکھ رہا ہے اس کا توڑ صرف اور صرف علیحدہ قومی تشخص ہے جس کو دوقومی نظریہ کہتے ہیں اور جس کے حوالے سے علیحدہ آزاد اور خود

جدا خطہ مانگا گیا یہی وجہ ہے کہ مسلم لیگ نے جب یہ نعرہ بلند کیا تو تمام ہندوستان کے مسلمان اس کے پرچم تلے اکٹھے ہو گئے۔ "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ" ایک نعرہ بن گیا۔ تحریک میں کام کرنے والے ہر کارکن کا یہی نعرہ تھا اور ہر قلمی مجاہد کے کلام کا ضروری جز۔ ملک عبدالقادر خوشتر نے کئی نظمیں اور گیت اس سلسلے میں لکھے اسمبلی کے انتخاب کے وقت ان کی یہ نظم بہت مقبول ہوئی:

ع مسلم لیگ دل آوے پاپی جیوڑیا
خاکساراں' احراراں کولوں
یونینسٹ غداراں کولوں
اپنا آپ بچا وے پاپی جیوڑیا
مسلم لیگ دل آ' وے پاپی جیوڑیا

جن لکھاریوں نے قلم کے ساتھ ساتھ عمل کے ساتھ تحریک میں حصہ لیا ان میں اطہر نظامی بھی شامل ہیں یہ مسلم لیگ کے آفس کے کارکن تھے اس حوالے سے ان کو مسلم لیگ کے لیڈروں سردار شوکت حیات اور میاں ممتاز دولتانہ وغیرہ کے نزدیک رہ کر کام کرنے کا موقع ملا شملہ کانفرنس کے زمانے میں "کبڈی" کے نام سے ایک سے زیادہ نظمیں لکھی گئیں۔ اطہر نظامی کی نظم کا ایک حصہ ملاحظہ ہو:

ع کبڈی دا میدان سی ویول دی کوٹھی
مربع توں چوڑی سی آکھن نوں چھوٹی
ایہدر سن لنگوٹے تے اودھر لنگوٹی
بنا کے دو منے تے ایک ایک کڈھی
کبڈی کبڈی کبڈی کبڈی

"کبڈی" کے نام سے جو دوسری نظم دستیاب ہوئی ہے وہ حافظ عبدالرحمان عرف بابا کمالا کی ہے' حافظ عبدالرحمان لاہور کا کہنا ہے کہ انہوں یہ نظم بابا کمالا کے قلمی نام سے لکھی جو "زمیندار" لاہور میں شائع ہوئی۔ حافظ صاحب کے بقول چونکہ وہ "سول سنٹر" میں ملازم تھے اس لیے اپنے اصل نام سے نہیں لکھ سکتے تھے' اس نظم کا ایک حصہ ملاحظہ ہو:

ع پٹیل اتے نہرو بڑے نسے بھجے کدی اگے پچھے کدی سجے کھبے

بھڑائی نہ وتی جناح تیرے بلے   کتھے ٹھسی ماری کتے چاٹ چھڈی

کبڈی کبڈی کبڈی

مسلم لیگی کارکنوں میں سے امرتسر مسلم لیگ کے سرگرم کارکن ملک عطاء اللہ عزت (مرحوم) بھی تھے جن کو آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے بقول ملک ضیاء اللہ ضیاء، دورہ کرنے کے لیے کہا گیا تھا۔ اس مقصد کے لیے گاؤں گاؤں گھومے مسلم لیگ کے پیغام کو سارے پنجاب میں پہنچایا۔ ان کے دستیاب کلام میں 1945ء کے انتخاب کے لیے لکھا گیا کلام زیادہ ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

ع   لا لیے مسلم لیگ دے نال پریت
دلدار آ جا' ووٹ پا جا' کم بنا جا
مسلم لیگ مسلماناں دی اک جماعت ہے بھاری
خدمت پاک رسول اللہ دی کردی تابعداری
نہ جانے ایہہ دل چھل کرنا نہ جانے مکاری
سدھے سادھے لوک بہشتی نیک ایہناں دی نیت
لا لیے مسلم لیگ دے نال پریت

ان کے شاعر بیٹے ملک ضیاء اللہ مرحوم کا کہنا تھا کہ وہ بھی اپنے والد کے ساتھ تحریک پاکستان میں حصہ لیتے رہے ہیں اس زمانے میں نوجوانوں میں ایک جوش تھا ایک جذبہ تھا کچھ گھر کا ماحول اس سلسلے میں محرک ہوتا تھا والد صاحب مسلم لیگ قائداعظم اور پاکستان کی باتیں کرتے تھے اس لیے شروع میں شاعری کا شوق ہوا تو پہلے قومی قسم کی نظمیں لکھیں ضیاء صاحب کی ایک نظم مکالمے کے انداز میں ہے اس کا ایک حصہ اس طرح ہے:

ع   ماں: ویکھن سینما چلیا ایں غازیا دے یا مسلم لیگ وچ نام لکھوان چلیا ایں
کھیڈن چلیا ایں تاش شطرنج چوپٹ یا میدان وچ زور ازمان چلیا ایں
جق دھاراں میں بخشاں گی فیر تینوں جے رسول دی شان ودھان چلیا ایں
مددگار ضیاء سچا رب تیرا پاکستان جے توں بنان چلیا ایں
بیٹا: تاش شطرنج تے کھیڈ چوپٹ میں تے مدتاں دا دلوں لاہیا ہویا ئے
ہن تے نال ہتھیاراں دے کھیڈناواں کیونکہ وقت نازک سر تے آیا ہویا ئے

نوک دار برچھی لمی ست انچی ست فٹ پچھے وانس لایا ہویا ئے
ضیاء بزدلاں دے وانگ نہیں رہنا مسلم لیگ وچ نام لکھوایا ہویا ئے

عبدالغفور اظہر (مرحوم) پنجابی زبان و ادب کے ساتھ بے حد پیار کرنے والے طاہر نظریہ رکھنے والے لکھاری تھے۔ انہوں نے علامہ اقبال کو بڑے غور سے پڑھا اور پھر پنجابی میں بڑے اچھے انداز میں منتقل کیا۔ ان کی کتاب 'ارمغان حجاز' پنجابی ترجمہ چھپ چکی ہے باقی کلام غیر مطبوعہ صورت میں ان کے بیٹے جاوید اظہر کے پاس موجود ہے۔ علاوہ ازیں اظہر مرحوم نے گلستان سعدی کا منظوم ترجمہ بھی کیا تھا۔ اظہر 1921ء میں ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ 1947ء تک پہنچتے انہوں نے پرائیویٹ طور پر بی اے کر لیا تھا قیام پاکستان کے بعد جھنگ میں آ گئے تھے قیام پاکستان سے قبل تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کی سٹیجوں پر شوقیہ نظمیں پڑھتے رہے۔ ایک نظم جو جاوید اظہر کی وساطت سے دستیاب ہوئی۔ اس کا ایک بند ملاحظہ ہو۔ یہ نظم یکم جنوری 1947ء کو لکھی گئی۔

ع میں تلوار لے کے جدوں ہیر پٹاں
میں جتھے دھراں ہیر پچھے نہ ہٹاں
طوفاناں نوں ڈکاں پہاڑاں نوں کٹاں
اجے تائیں خیبر نوں نیں یاد سٹاں
نشہ کانگرس دا میں ایسا اتاراں
وطن اپنا لے کے تے پاواں پکاراں (34)

امام دین مجاہد مرحوم پنجابی شعراء کے اس حلقے سے تعلق رکھتے تھے جنہوں نے بھرپور زندگی گزاری۔ انہوں نے آزادی کی تحریک میں واقعی ایک مجاہد کی طرح حصہ ڈالا۔ انہوں نے آزادی کی تحریک کے تینوں ادوار میں حصہ لیا جن ادوار کے بارے میں ہم پچھلے ابواب میں بات کر چکے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مسلم تشخص کو ابھارنے والا دور برصغیر میں غیر مسلموں کے ساتھ وقتی طور پر مشترک آزادی کی تحریک چلانے کا دور اور آخر میں دو قومی نظریے کے تحت مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے علیحدہ مسلم ریاست حاصل کرنے کا دور جس میں براہ راست پاکستان کی تحریک چلی۔

امام دین مجاہد 20 دسمبر 1899ء کو پیدا ہوئے ان کے آباؤ اجداد امرتسر کے تھے والدہ لاہور کی تھیں اس

طرح دونوں شہروں میں رہے۔ ہوش سنبھالنے کے بعد 13-1912ء میں شاعری کا شوق ہوا خلافت کے زمانہ میں جو تحریک چلی اس میں حصہ لیا علم دین شہید و شہید گنج تحریکوں میں عملی اور قلمی حصہ لیا۔ ایک وقت تک یہ احرار میں شامل تھے لیکن شہید گنج کی تحریک میں احرار کے کردار کی وجہ سے احرار چھوڑ دی اور مولانا ظفر علی خان کی جماعت نیلی پوش میں شامل ہو گئے۔ مساوات پارٹی جس کے یہ صدر تھے۔ یہ مختلف جماعتوں کی مشترک جماعت تھی۔ جب 37-1936ء آیا تو کانگرس کے فرعونوں والے کردار کی وجہ سے مسلمانوں پر کانگرس کی برہمن ذہنیت واضح ہو گئی اس طرح مسلم لیگ کو زیادہ سے زیادہ تقویت دینے کی تحریک شروع ہوئی جس کے تحت اتحاد ملت وغیرہ مسلم لیگ کی طرف آ گئیں۔ 1940ء میں جب قرارداد لاہور پاس ہوئی مجاہد صاحب مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ اور بطور کارکن دن رات کام کیا۔ قائداعظم کے ساتھ ان کا تعلق 1946ء میں پیدا ہوا۔

جب "یوم راست اقدام" کے تحت خطابات واپس کیے گئے مجاہد صاحب نے بھی حکومت کی طرف سے ملا ہوا "خان صاحب" کا خطاب واپس کیا۔ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے جب پاکستان کی تحریک چلی تو انہوں نے بھی دوسرے کارکنوں کی طرح سرگرمی سے حصہ لیا۔ یوپی اور پنجاب کے طوفانی دورے کیے پنجابی اردو نظمیں لکھیں اور پاکستان کے لیے فضا کو سازگار کیا' امام دین مجاہد 1982ء میں اپنے خالق حقیقی کے ساتھ جا ملے' ان کی کتاب 'نور رنگ' شائع ہو چکی ہے۔ تحریک پاکستان کے حوالے سے لکھا ہوا کلام ابھی شائع نہیں ہوا۔ ایک نظم کا کچھ حصہ ملاحظہ ہو جس میں مسلم لیگ کا امیج بنانے کی سعی کی گئی ہے:

ع مسلم لیگ جماعت پیاری کیتے قوم نبھاوے گی
ان شاء اللہ قوم دی بیڑی پار و بنّے لاوے گی
ایہہ گل میری سنو بھراؤ، مسلم لیگ دا ساتھ نبھاؤ
سارے مل کے زور لگاؤ، ہمت رنگ لیاوے گی

دائم اقبال دائم پنجابی ادب کا وہ ہیرا ہیں جو ہمیشہ چمکتا رہے گا۔ دائم کی تمام تحریروں پر پنجابی کی اصل مسلم روایت کا گہرا رنگ ہے۔ دائم مشرقی علوم کے جاننے والے تھے پاکستان کی تحریک جو ظاہر ہے اسلامی حوالے سے چلی وہ اس سے کس طرح دور رہ سکتے تھے اس لیے ان کے اپنے بیان کے مطابق 21 جنوری 1945ء کو حضرت قائداعظم کی دعوت پر انہوں نے مسلم لیگ سے ناطہ جوڑا اور مطالبہ پاکستان کے لیے قلم اٹھایا۔ انہوں نے زیادہ پنجابی اور کچھ اردو میں لکھا' ان کے کہنے کے مطابق اس وقت جن مشہور ہستیوں کے

ساتھ مل کر پاکستان بنانے کے لیے گاؤں گاؤں اور شہر کے چکر لگائے ان میں سابق صدر، فضل الٰہی چودھری، مولانا غلام قادر اشرفی فریدکوٹی، ظہیر نیاز بیگی، فضل کریم مجاہد جہلمی (مرحوم)، سردار شوکت حیات، فیروز خان نون، نواب مالیرکوٹلہ، راجہ غضنفر علی خان، حکیم سردار خان چکوڑی شریف شامل ہیں۔ کبھی کبھی علی گڑھ کے طلبہ بھی آتے تو یہ ان کی جماعت کے ساتھ مل کر چلے جاتے اس وقت ان کی عمر 35-34 برس تھی تھی مطلب یہ کہ بھرپور جوانی تھی ولولے اور جذبے جوان تھے شاعری اور مقبولیت زوروں پر تھی۔

دائم اقبال دائم کے دستیاب کلام پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے مسلم لیگ جماعت کی تعریف کی ہے، قائداعظم کی رہنمائی پر اعتماد کا اظہار کیا ہے، انگریز، کانگرس یونینسٹ واحرار وغیرہ کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کر کے مطالبہ پاکستان کے لیے قلمی جہاد کیا ہے ان کی ایک نظم میں کہا گیا ہے:

ع کھڑیاں نیں گلزاراں مسلم لیگ دیاں

حق دا چانن لا کے چھڈنا　　کفر اندھیر مٹا کے چھڈنا
پاکستان بنا کے چھڈنا　　ویکھو پاک قطاراں مسلم لیگ دیاں

کھڑیاں نیں............

اسی نظم کا آخری حصہ:

یونینسٹ احراری ٹولا　　دائم افرنگیاں دا گولا
پا پھردے بہروپی چولا　　حق بر حق اخباراں مسلم لیگ دیاں

کھڑیاں نیں............

گجرات ہی کے علاقہ ساہن پال جو حضرت نوشہ گنج کے نام نامی اور اسم گرامی کے حوالے سے شہرت دوام رکھتا ہے یہاں کے ایک خوشنویس غلام احمد کاتب نوشاہی نے بھی اس زمانے میں تحریک پاکستان میں قلمی جہاد کے سلسلے میں خاصا نام پایا۔ غلام احمد ساہن پال میں 1310ھ (1892ء) میں پیدا ہوئے آپ علویہ عباسیہ خاندان کے نوشاہیہ لڑی میں سے تھے ابتدائی تعلیم اپنے بزرگوں سے حاصل کی دینی تعلیم وزیرآباد کے مولوی قمرالدین حنفی سے حاصل کی خوشنویسی سیکھی۔ شاعری میں اپنا تخلص کاتب کرتے تھے۔ ساہن پال ضلع گجرات ہی میں 1373ھ (1953ء) میں وفات پائی۔ (35)

غلام احمد خوشنویس مرحوم کیونکہ سلسلہ نوشاہیہ قادریہ سے وابستہ تھے اور اپنے خاندان سے روحانی فیض پایا تھا اس لیے پابند صوم وصلوٰۃ ہونے کے علاوہ ایک دینی ماحول میں ان کی زندگی گزری تھی۔ آزادی کی

تحریک میں دو قومی نظریے کے حوالے سے شامل تھے وہ چاہتے تھے کہ مسلمان اپنی عظیم روایات کو اپنائیں اور کفر کے سامنے سینہ سپر ہو کر کفر کو مٹا دیں:

ع اُٹھ باندھ کمر بن جاگ ذرا اسلام تے جان فدا کر دے
بن حامی پاکستان دا توں اسلام توں کفر جدا کر دے

پاکستان کے قیام کے لیے ان کے ہاں ایک عزم ملتا ہے ایک جوش ملتا ہے:

ع اسیں پاکستان بناواں گے
اسیں گولیاں سینے کھاواں گے
اسیں پیر نہ پچھاں ہٹاواں گے
نہیں ڈرنا توپ بندوقاں توں
نہیں ہلنا کیساں شوکاں توں
نہیں نستاں زہری پھوکاں توں
جھنڈا پھڑ اسلام لہرا مسلم
اُٹھ پاکستان بنا مسلم

محمد حنیف قدر بھی پاکستان کے قیام کے وقت نوجوان تھے۔ ان کی پیدائش 1920ء کی ہے(36) انہوں نے 1938ء میں شاعری کا آغاز کیا اس حساب سے پاکستان کے وقت وہ 27 برس کے گھبرو جوان تھے۔ بڑے تیز جذباتی تھے جلسے جلوسوں میں باقاعدہ جاتے نعرے بازی کرتے للکارے مارتے کئی بار لڑائی بھی مول لے لیتے۔ اس وقت مسلم نوجوان ذرا برابر بھی نہیں ڈرتے تھے قدر مسلم لیگ کے جلسوں میں بڑے شوق سے شریک ہوتے اور پاکستان، مسلم لیگ کے حق میں نظمیں پڑھتے۔ قدر کوہ مری میں وفات پا چکے ہیں۔ اس زمانے کی باتیں کرتے تھے تو ان کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک آ جاتی۔ انہوں نے اس دور میں بہت لکھا لیکن محفوظ نہ ہو سکا ان کی دو نظمیں حاصل ہوئی ہیں ایک "قائداعظم" میں انہوں نے قائداعظم کے بارے میں عقیدت بھری پسندگی کا اظہار کیا ہے یہ خاصی عوامی انداز میں ہے اس وقت عام طور پر کانگرسی لیڈروں کے مقابلے میں قائداعظم کو اعلیٰ پائے کا مسلم لیڈر قرار دیا جاتا تھا۔ اس نظم میں بھی اسی طرح کی بات ہے لکھتے ہیں:

ع پیا ای رہ گیا ہندو دی آ ہنسا دا تر کنڈا
جناح نے ماریا گاندھی نوں پاکستان دا ڈنڈا

ایک نظم 1947ء کے اس دور میں لکھی گئی جب پاکستان کا قیام بہت نزدیک تھا۔ مسلم ہیلتھ کلب منٹو پارک (اقبال پارک) میں منعقدہ جلسے میں پڑھی گئی اس جلسے کی صدارت نواب ممدوٹ نے کی اس جلسے میں دوسرے لوگوں کے علاوہ آغا امداد علی خان غالب بھی موجود تھے جنہوں نے تحریک پاکستان کے حق میں نظم سنائی قدر کی اس نظم میں پاکستان بنا لینے کے عزم کا اظہار ملتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ع ہندوستان غلاماں دا ملک مڈھوں اپنی گل گاندھی جی وی جان دے نیں
مسلمان آزاد نہ ہو جاوے ویری ایس کر کے پاکستان دے نیں
وچوں بھجدے نیں مسلمان تائیں مینگے جان توں بول زبان دے نیں
کیونکہ وچ تاریخ دے ذکر ساڈے ہر میدان اندر فتح پان دے نیں
گاندھی نہرو پٹیل نوں کہو جا کے گھٹا اپنا آپ کیوں چھان دے نیں
پاکستان ہے قدر بنا لینا ٹوٹے کر دینے ہندوستان دے نیں

دائم اقبال دائم کی طرح پنجابی کے ایک اور ہیرے حاجی چراغدین (جونے کے) جنہوں نے پنجابی ادب کو اب تک دوسو کے لگ بھگ چھوٹی بڑی کتابیں دیں ان کا قصہ "ٹھگی کاں" پنجاب میں بے حد مقبول ہوا۔ ان کا جنم 1898ء کا ہے وفات 1995ء میں لاہور میں پائی۔ انہوں نے اپنی شاعری کا آغاز 1914ء میں ہوائی جہاز کے بارے میں لکھے ایک قصے سے کیا تھا۔ چلنت معاملوں کے بارے میں جتنے قصے انہوں نے لکھے ہیں شاید ہی کسی نے لکھے ہوں ان کے قصے روزانہ اخبار کی طرح چھپتے اور بکا کرتے تھے قیام پاکستان کے وقت بھی اور اس سے قبل کی تحریکوں کے وقت بھی انہوں نے خاصا لکھا۔ تحریک پاکستان کے وقت لکھی ایک نظم کا یہ بند ملاحظہ ہو:

ع جدوجہد جے ہوندی رہے گی اپنے گلوں غلامی لہے گی
قوم جے نہ تکلیفاں سہے گی حصہ کون ونڈاوے گا
کوئی دن پا کے قائد اعظم پاکستان بنا وے گا

پرانے لکھنے والوں میں اللہ دتہ ناظر نے بھی پاکستان کی تحریک میں قلمی جہاد کیا ناظر صاحب غلام محی الدین مونس کے شاگرد تھے شعروں کے پڑھنے کا انداز (پڑھنت) بڑا اچھا تھا۔ جوانی کے وقت اور بھی اچھا ہوگا۔ تحریک کے حوالے سے کہے گئے کلام میں قائداعظم کے ساتھ وابستگی اور مسلم لیگ کی اہمیت کا بیان ہے طالب چشتی صاحب کی وساطت سے حاصل ہونے والے کلام میں سے ایک چو مصرعہ ملاحظہ فرمائیں:

ع محمد علی جناح ہے قائد ساڈا جان واراں میں ایہدے فرمان اُتے
مسلم لیگ جماعت تخلیق ایہدی حاسد حسد کردے جیہدی شان اُتے
ایہدی لیگ نے پاؤنی لیک ایسی پاکستان بن جانا جہان اُتے
سکھی وساں گے کفر چوں نکل ناظر میرا پختہ یقین قرآن اُتے

حافظ امرتسری نے آج کے دور میں زیادہ اُردو میں لکھا مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ تحریک پاکستان کے وقت انہوں نے اس تحریک میں پاکستان کے قیام کے لیے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا خاص طور پر مسلم لیگ کے جلسوں میں یہ بڑی پُر اثر نظمیں پڑھتے تھے یہ بھی اس وقت نوجوانی کے عالم میں تھے۔ بہت جوش اور جذبے کے ساتھ تحریک پاکستان میں حصہ لیتے تھے ان کی اس دور کی شاعری بھی چھپی ہوئی صورت میں محفوظ نہیں ہو سکی بار بار یاد دہانی کرانے پر انہوں نے اطہر نظام کی مدد سے اپنی اس دور کی ایک نظم تلاش کر کے مہیا کی ان کو کارکنان تحریک پاکستان کی طرف سے بعد از وفات گولڈ میڈل دیا گیا۔ اس نظم میں اس وقت کے مشہور نعرے "لے کے رہیں پاکستان" کو نظم کیا گیا ہے نظم کا ایک حصہ ملاحظہ ہو:

ع منگتے نہیں جے منگیئے وان   لے کے رہواں گے پاکستان
ساڈا رہنا سہنا وکھرا   ساڈا اٹھنا بہنا وکھرا
وکھری آن تے انکھ اے وکھری   وکھرا دین ایمان
لے کے رہواں گے پاکستان

خضر ہووے یا گاندھی بوناں   نیویاں کردیو سب دیاں دھوناں
پاکستان دا نعرہ لا کے   کردیو سب دا گھان
لے کے رہواں گے پاکستان

فقیر محمد فقیر کے شاگردوں میں سے محمد رفیع اختر لاہوری بڑے نمایاں تھے۔ وہ فقیر کے پہلے شاگرد تھے۔ 1925ء میں بیس سال کی عمر میں انہوں نے شاگردی اختیار کی اس حساب سے ان کا جنم 1905ء بنتا ہے۔(37) ان کے والد صاحب کا نام اللہ بخش لاہو کے جم پل تھے۔ تعلیم مڈل تک درزیوں کا کاروبار کرتے تھے۔ قیام پاکستان سے قبل ان کی دکان اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کے سامنے عرب ہوٹل کے ساتھ ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے تحریک پاکستان میں قلمی حوالے سے حصہ لیا تحریک پاکستان سے قبل مسلم تحریکوں کشمیر کی تحریک شہید گنج و علم دین شہید کی تحریک کے موقع پر نظمیں لکھیں۔ تمام کلام محفوظ نہ ہو سکا۔ کچھ مہیا ہوا ہے جو

غیر مطبوعہ ہے۔ اس کلام کی نوعیت اس طرح کی ہے کہ اس میں مسلمانوں کو اسلام کے حوالے سے جھنجوڑا گیا ہے' ہندو کی ذہنیت کا نشارا ہے۔ رسول پاک کی ہدایت پر چلنے کا پیغام ہے' قائداعظم کی طرف سے مسلمانوں کے متحد ہو جانے کا اعلان اور خضر ٹوانہ کو کھری کھری سنائی گئیں ہیں۔ مسلم لیگ کے الیکشن میں مسلم لیگ کے امیدواروں کو ووٹ دینے کے لیے کہا گیا ہے یہ تمام باتیں کم وبیش وہی ہیں جو تحریک پاکستان کا ہر قلمی مجاہد اپنے اپنے ڈھنگ سے کرتا رہا ہے' الیکشن کے وقت کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں اس میں ہندو کی ذہنیت کو اجاگر کر کے مسلمان کو حرص اور لالچ کو چھوڑ دینے کی ترغیب ہے:

ع ایہہ تے دولت توں بندے خریدے نیں سکھیا ووٹ تھلے ایہناں نوٹ دھرنا
توڑ تاڑ کے حرص دے جال سارے' ممبر اپنا تسی محدوٹ کرنا

قائداعظم کی آواز پر تمام مسلمان متحد ہو کر پاکستان بنانے کا عزم لے کر اٹھے تھے ملاحظہ ہو:

ع قائداعظم دی جچی آواز سن کے مسلمان میدان وچ آ گیا اے
پہلا جوش ایمان لے دلاں اندر ہر بے جان اج جان وچ آ گیا اے
پاکستان بنناں اے تے ضرور بنناں اے آن والا اج آن وچ آ گیا اے
مسلمان غلام نہیں رہ سکدا اختر صاف قرآن وچ آ گیا اے

حکیم شیر محمد (1972ء۔1908ء) پنجابی ادب کے وہ بزرگ ہیں جنہوں نے کم وبیش پچاس برس شاعری کی۔ یہ وہ لکھاری ہیں جنہوں نے پنجابی ادب کی پرانی روایت سے نئی روایت تک ساتھ ساتھ سفر کیا اور اس کے قدم سے قدم ملا کر چلے۔ حکیم ناصر نے لوہڑی کے مجمعوں میں شاعری کی۔ بیت بازی کے اکٹھوں میں حصہ لیا' باغوں کے مشاعروں میں شرکت کی۔ ہالوں کے مشاعرے پڑھے' ریڈیو ٹی وی کی ادبی مجلسوں میں لوگوں تک اپنے شعر پہنچائے۔ انہوں نے مثنوی بھی لکھی' نظم بھی۔ سی حرفی اور بیت بھی لکھا غزل بھی کہی یہاں تک کہ آزاد نظم بھی ان کی قلم سے تخلیق ہوئی۔ زبان اور ادب کے سلسلے میں چلنے والی ہر تحریک کی اگلی صفوں میں ہوتے تھے۔ کئی سال ماہنامہ' پنجابی ادب' لاہور کے مدیر رہے' ادارہ پنجابی زبان لاہور کے بانی' حافظ قرآن تھے۔ دینی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اس لیے ان کی شاعری میں مسلم تشخص کو ابھارنے کی شعوری کوشش ملتی ہے۔ پاکستان کے قیام سے پہلے پاکستان کے لیے لکھتے تھے۔ پاکستان کے قیام کے بعد پاکستان کے استحکام کے لیے لکھتے رہے۔ پاکستان کے بعد کی شاعری 'ہجر اسورج' اپنی بولی اپنا اصلا' اور حکیم ناصر دیاں غزلاں، تین

کتابوں میں چھپ کر محفوظ ہوئی لیکن قیام پاکستان سے قبل کی زیادہ شاعری چھپ نہیں سکی اس میں تحریک پاکستان کے سلسلے میں کہا گیا کلام بھی شامل ہے۔ خوش قسمتی سے انہوں نے وفات سے قبل اپنے پرانے ابیات کا ایک خودنوشت قلمی نسخہ مجھے عنایت فرمایا تھا۔ اس قلمی نسخے کی ورق گردانی کرتے ہوئے ان کی تین تخلیقات اس میں سے دستیاب ہو گئی ہیں ان میں سے ایک کی نوعیت انگریزی تعلیم کے خلاف احساس کی ہے۔ ایک میں پاکستان کے قیام پر خوشی کا اظہار کیا گیا ہے اور ایک میں پاکستان بنانے کے لیے رب تعالیٰ اور حضرت محمدؐ کا راستہ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں یہ بیت:

ع فجرے بعد نماز دعا منگی مولا حالتاں ویکھ اسلام دیاں
تینوں پاک محمدؐ دا واسطہ ای کٹ مشکلاں ہندی غلام دیاں
غیبوں آئی آواز کہ جو قوماں تابع حق دے نہیں احکام دیاں
مالک ملک دا او ہناں نوں کردیاں نیں دونویں میماں محمدؐ دے نام دیاں
ہو کے اک سارے ہندوستان والے حکم حق تے عمل کما لیے
اوس حافظ ناصر دی مدد کرنی بگڑی اپنی آپ بنا لیے

غلام محمد نقش ہاشمی مرحوم نے بھی قیام پاکستان کے دور میں قلمی جہاد میں خاصا حصہ لیا۔ آپ کا مقام پیدائش امرتسر کے قریب قصبہ بھکنا اور تاریخ پیدائش 6 مئی 1919ء ہے ابتدائی تعلیم اسی قصبے میں مکمل کی والد صاحب فوج میں رسالدار تھے ریٹائر ہو کر قصبہ میں آ گئے نقش ہاشمی اس وقت بائیس برس کے تھے جب انہوں نے اپنے ارد گرد ہونے والی سیاسی سرگرمیوں میں دلچسپی لینا شروع کی۔ اس قصبے کی سیاسی سرگرمیاں گرد و نواح کے علاقوں سے اس لیے کچھ زیادہ تھیں کہ یہاں بابا سوہن سنگھ بھکنا رہتا تھا اس کی وجہ سے کانگرسی رہنما ابوالکلام آزاد اور جواہر لعل نہرو اس علاقے میں کانگرسی پراپیگنڈے کے لیے اکثر آیا کرتے تھے جس کی وجہ سے یہاں کے مسلم نوجوانوں میں بھی ایک جذبہ ایک ولولہ بیدار ہو گیا تھا۔ نقش ہاشمی بھی ان نوجوانوں میں شامل تھے۔ یہ نوجوان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے اکٹھے ہو گئے تھے اور اپنے اپنے ڈھنگ سے کانگرسی پراپیگنڈہ کا توڑ کر رہے تھے اور پاکستان کے مطالبہ کو مقبول بنا رہے تھے۔ نقش ہاشمی نے انہی دنوں پنجابی اور اردو میں نظمیں لکھنا شروع کیں اسی زمانے میں آپ فوج میں بھی بھرتی ہو گئے اس سرکاری ملازمت میں بھی آپ نے سیاسی بیداری کے لیے نظمیں لکھیں جن میں مردِ مومن' ہندی مسلم سے خطاب' مجاہد سے خطاب اور مسلم سے خطاب'

اُردو میں اور غازی اور آزادی پنجابی میں قابل ذکر ہیں۔ ان کی شاعری کا رنگ بھی ہندوستان کے مسلمانوں کو بیدار کرنے والا اور ان کو جہاد کے ذریعے آزادی حاصل کرنے کی تلقین کرنے والا ہے ملاحظہ فرمائیں نظم غازی کا ایک بند:

ع غازی جد میدان چ گجے
کافر چھڈ میدانوں بھجے
کوئی نہ دے کھبے سجے
لے کے رہنا پاکستان
توں ایں غازی شیر جوان

ضلع گوجرانوالہ کے مولوی محمد شریف نے 1935ء میں مسلم لیگ میں شامل ہو کر 1945ء کے تاریخ ساز انتخابات میں پنجاب میں مسلم لیگ کو مقبول بنانے کے لیے عملی اور قلمی حصہ لیا' آپ 1894ء میں گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے اور 1977ء میں وفات پائی۔ 2004ء میں پنجاب حکومت کی طرف سے پاکستان کی تحریک میں حصہ لینے والے جن کارکنان تحریک پاکستان کو گولڈ میڈل دیئے گئے ان میں ان کو بعد از مرگ گولڈ میڈل دیا گیا' انہوں نے بہت سی پنجابی نظمیں لکھیں ایک نظم کا حصہ ملاحظہ ہو:

اے مسلم ہو ہوشیار بھائی
چھڈ غفلت ہو بیدار بھائی
در در نہ ہو خوار بھائی
ہُن کرلے ہوش ٹکانے نوں
کر حاصل پاکستانے نوں
چھڈ غیراں دے دوستانے نوں (38)

محمد صادق قصوری نے اپنی کتاب ''کاروان تحریک پاکستان (2006ء) میں خلیفہ امام الدین بقا جالندھری (1995ء۔1893ء) کا ذکر کیا ہے جنہوں نے مسلم تشخص کی تحریکوں میں حصہ لیا۔ 33-1932ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ 1940ء کی قرارداد لاہور کے جلسے میں جالندھر سے مسلم نیشنل گارڈ کے سالار کی حیثیت سے حصہ لیا۔ 46-1945ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے حق میں سرگرمی سے حصہ لیا اور پنجابی

نظمیں لکھ کر جلسوں میں پڑھیں۔ کانگرس کے حامی مسلمانوں کے بارے میں چومصرعہ:

ع گل غیراں دا کرئیے کیہ یارو جدوں اپنے غیر نیں بن بیٹھے
دعویدار اسلام دے کافراں توں لے کے اندرو اندریں دھن بیٹھے
بے دین لنگوٹڑی والڑے نوں جیہڑے اپنا پیر نیں من بیٹھے
جیاں وانگ خلیفہ بھرا ساڈے کڈھی اپنا اپنا پھن بیٹھے

شیر افضل جعفری مرحوم کا نام اردو اور پنجابی کے نامور شعراء میں شامل ہے اگرچہ پنجابی انہوں نے کم لکھی مگر جو لکھی وہ اچھی لکھی ان کی پنجابی شاعری میں دیہاتی ماحول کا رنگ نمایاں ہے۔ آپ یکم ستمبر 1909ء کو جھنگ میں پیدا ہوئے اور 2 جنوری 1989ء کو وفات پائی۔ سرکاری ملازم ہونے کے باوجود انہوں نے پاکستان کی تحریک میں مسلم لیگ کے ساتھ مل کر کام کیا قائداعظم اور مسلم لیگ کے لیے جو نظمیں لکھیں وہ جھنگ کی گلیوں اور علاقے کے گاؤں گاؤں پھیل گئیں۔ 1945ء کے انتخابات کے موقع پر مسلم لیگ کی انتخابی مہم کے دوران انہوں نے بہت کچھ لکھا نمونہ ملاحظہ کریں:

ع تیرا اوہو مخدوم ہے جو لیگ دا خادم بنے
توں گج کے آکھ دے بھائیا ہے ووٹ مسلم لیگ دا
ایہہ گل تینوں معلوم ہے تیرا اوہو مخدوم ہے
جو لیگ دا خادم بنے (39)

عبدالمجید کریام والا کا نام تصوف کے رنگ کے کلام خاص طور پر قوالیوں اور اس کے علاوہ رومانی داستانوں کے لوک رہس، ناٹک کے لکھاری ہونے کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ ان کا تعلق تحریک پاکستان سے قلم کے حوالے سے اس طرح جڑتا ہے کہ دوسری عالمگیر جنگ کے بعد جب ہندوستان میں آزادی کی تحریک نے زور پکڑا تو ان کے علاقے میں بھی جلسے جلوس ہوئے۔ 46-1945ء کے انتخابات کے وقت لدھیانہ شہر میں مسلم لیگ کی طرف سے ہونے والے جلسے میں سید آغا ضیغم حسین کی دعوت پر شریک ہوئے اور مسلم لیگ کی پراپیگنڈہ مہم میں حصہ لیا نظمیں لکھ کر پڑھیں۔

عبدالمجید گاؤں کریام تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر میں 1917ء کو پیدا ہوئے شاعری میں مشتاق احمد مشتاق کی شاگردی کی۔ ان کی مشہوری رہس دھاریوں کے لیے ڈرامے لکھنے سے ہوئی خاص طور پر ڈرامہ

دسیا گئی، بہت مشہور ہوا یہ ڈرامے اور داستانیں شائع بھی ہوئیں قیام پاکستان کے وقت یہ پاکستان آ گئے ان کی مستقل آبادکاری بستی پٹواری والا ضلع رحیم یار خان ہوئی۔ یہیں وفات پائی۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

آزادی دی تحریک چل پئی

اُٹھ مومناں توں ہوش وچ آ — آزادی دی تحریک چل پئی
توں وی جاگ نالے قوم نوں جگا — آزادی دی تحریک چل پئی
اس دکھ دا توں کر لیں اُپا — آزادی دی تحریک چل پئی
ہو جاویں آزاد تینوں ساہ آوے سکھ دا — مسلم لیگ بناں دارو کیہڑا تیرے دکھ دا
قائد اعظم نال کرلے وفا — آزادی دی تحریک چل پئی (40)

اسماعیل متوالا (1989ء۔1922ء) پنجابی کے مشہور شاعر تھے خاص طور پر گیت نگاری میں نام پیدا کیا۔ 1944ء میں استاد ہمدم کے شاگرد ہوئے 1945ء میں لاہور لنڈا بازار کے مسلم لیگی ڈاکٹر شمس محمود اور ڈاکٹر محمد شریف کی مجلس میں شامل ہو کر مسلم لیگ کے مسلم نیشنل گارڈ بنے۔ مسلم لیگ کے جلسوں کا انتظام اور لیڈروں کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا ساتھ ساتھ مسلم لیگی جلسوں میں نظمیں پڑھتے رہے۔ مسلم لیگ کے راست اقدام میں حصہ لینے پر عارضی طور پر گرفتار بھی ہوتے رہے۔ 46-1945ء کے انتخابات میں مولانا ظفر علی خان جو مسلم لیگ کی ٹکٹ پر حصہ لے رہے تھے ان کے انتخابی جلسوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور کامیاب کروایا پاکستان کے مطالبے کے لیے جلسوں میں نظمیں پڑھتے رہے ان کی نظمیں 'بن کے رہنا پاکستان' انقلاب زندہ باد' اور اساں پاکستان بنانا اے، بہت مشہور ہوئیں 'نظم کا ایک حصہ:

بن کے رہنا پاکستان

پکا اے ساڈا ایمان — بن کے رہنا پاکستان
پاکستان دی ایہہ پچھان — ونڈیا جانا ہندوستان
پاکستان دا نقشہ دسیا — قائد اعظم من وچ وسیا
ویری بن نسیا کہ نسیا — جت دے نظر آئے سامان
پکا اے ساڈا ایمان — بن کے رہنا پاکستان
پاکستان دی ایہہ پچھان — ونڈیا جانا ہندوستان (41)

خان مستانہ (1993ء۔1925ء) حکیم شیر محمد ناصر کے استاد بھائی تھے۔ دونوں کے استاد فیروز دین

فیروز تھے جنہوں نے خود تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور اس حوالے سے شاعری تخلیق کی یہاں ان کے شاگرد خان مستانہ کی اس طویل نظم کا ذکر درکار ہے جو انہوں نے 45-1940ء کے درمیانی عرصہ میں لکھی اس نظم میں انہوں نے وہی ڈھنگ اختیار کیا جو اس وقت خاص طور پر نظموں میں اختیار کیا جاتا تھا کہ اصل بات کہنے کے لیے نظم کو تمثیلی رنگ دے دیا جاتا تھا جیسے کل میں باغ میں سے گزر رہا تھا وہاں رنگ رنگ کے جانور تھے پھولوں کا ذکر اور پھر منظر نگاری اور آخر میں اپنی اصل بات کا ذکر' خان مستانہ صاحب اپنی نظم میں بتاتے ہیں کہ میں تاروں کی چھاؤں میں بیٹھا تھا خیالوں ہی خیالوں میں باہر آیا باد نسیم چل رہی تھی میں نے ایک مزدور دیکھا جو سفر کے ہاتھوں تھک کے چور ہو چکا تھا اس کے جسم پر چیتھڑے لٹک رہے تھے وہ کھلے آسمان کے نیچے گھاس پر پڑا تھا اس نے مجھے دیکھا اور کہا تو حال ہے اور میں تیرا ماضی (قریب) ہوں یہاں اس نے کہا کہ تو اس وقت اپنے ماضی قریب اور ماضی بعید کو بھول گیا ہے وہ دور کے ماضی میں اسلام اور مسلمان کی شان و شوکت کی بات کرتا ہے اس کا روشن ماضی اس کو یاد کراتا ہے وہ کہتا ہے کہ میرا اور تمہارا یہ برا حال اس لیے ہوا ہے کہ ہم نے اسلام کی سچی راہ کو چھوڑ دیا ہے وہ کہتا ہے اُٹھ اور اٹھ کے مسجدوں کو آباد کر دے پھر اللہ تعالیٰ کو یاد کر آخر میں اس نظم کا وہ حصہ آتا ہے جس کے لیے اصل میں یہ نظم لکھی گئی ملاحظہ ہو:

ع جندڑی جناح توں وار دے — سرتوں ایہہ بھار اُتار دے
ایہہ چندہ ہے نزدیک دا — کرسنگ مسلم لیگ دا
اسلام دا سکہ چلا — سکے تے لکھ دے لاالہٰ
فیر میریاں لیراں دی لاہ — توفیق جے دیوی خدا
تیری نظر ہے جان دی — رکھ آس پاکستان دی
تد تک میں انجے رہوساں — سبھناں نوں انجے کہوساں
اسلام زندہ کر لوو — ڈبو نہ سجنو ترلوو
مستان دل دی اک گل — سب نوں سناون اٹھ چل

سب جے سوارے ہون گے
وارے نیارے ہون گے

یہ وہ زمانہ تھا جب مسلمانوں میں پاکستان لینے کے لیے ایک اعتماد پیدا ہو چکا تھا پاکستان کے مطالبے نے ایک اٹل حقیقت کا روپ اختیار کر لیا تھا مسلمان کا اب پاکستان کے قیام پر یقین پختہ ہو چکا تھا اس لیے اس

بات کا اظہار بڑے واشگاف طریقے سے ہوتا تھا۔ پاکستان کا مطالبہ ایک حق کا مطالبہ تھا انگریز یا کانگرس سے کوئی ''دان'' کا مطالبہ نہیں تھا۔ اس بات کا اظہار حافظ امرتسری اور طالب جالندھری کے بعد اس انداز میں اسیر سوہلوی کی ایک نظم میں ہوا، وہ لکھتے ہیں:

ع پاکستان لینا ایں کسے نے دان نہیں دینا
ایہہ بن دا حق میرا اے کدی میں جان نہیں دینا

اسیر سوہلوی مرحوم کا تعلق تحریک پاکستان کے ایک مجاہد کا تھا اس کا ثبوت ان کا اپنا تخلص ہے' کہ انہوں نے ''اسیر'' اس لیے رکھا کہ وہ اس وقت غلامی کو برا خیال کرتے تھے اور آزادی کے لیے تڑپتے تھے اس سلسلے میں وہ خود لکھتے ہیں:

ع ماتم نہ کرے دل کیویں برباد وطن دا
روح ڈکھدا اے جد حال کراں یاد وطن دا
رکھدا نہ اسیر اپنا تخلص میں کدی وی
دسنیک جے ہوندا کدی آزاد وطن دا

اسیر سوہلوی صاحب نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' مطالبہ پاکستان کے پرچار کے علاوہ انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں میں جذبہ جہاد پیدا کرنے کے لیے ان کو ان کے روشن ماضی کو یاد کروایا اور بتایا کہ:

ع تیری خاطر مسلمانا! خدا ہر شے بنائی اے
توں مالک ہیں خدائی دا تیری ساری خدائی اے

اس لیے تو ہمت کر اپنا علیحدہ وطن حاصل کر کیونکہ:

ع مسیتاں سُنجیاں ہویاں اساں آباد کرنا ایں
وجا توحید دا ڈنکا کفر برباد کرنا ایں

اسیر سوہلوی صاحب کی دستیاب شاعری میں وہ سب باتیں موجود ہیں جن کی اس وقت تحریک پاکستان کو ضرورت تھی یہ تحریک چونکہ دوقومی نظریے کے حوالے سے چل رہی تھی اور ان کی ''بنیاد'' اسلام تھی اس لیے علیحدہ مسلم تشخص کی پہچان ہندوستان کی دھرتی پر مسلمان کا حق تھا اور اس حق کو حاصل کر کے اس پر اللہ تعالیٰ کا

قانون نافذ کرنے کا عزم، سب باتیں ہمیں ان کی شاعری میں مل جاتی ہیں اور یہی باتیں ہیں جن کی وجہ سے تحریک پاکستان میں زور پیدا ہوا اور تیزی آئی۔

پاکستان کے مطالبے نے پنجاب میں اتنی مقبولیت حاصل کر لی تھی کہ اس میں ہر مسلمان مرد عورت اور بچہ حصہ لے رہے تھے جس سے جس ڈھنگ سے حصہ ڈالا جاتا تھا ڈال رہا تھا اس وقت ہر قسم کے جلوس نکلتے تھے مردوں کے جلوس، عورتوں کے جلوس، یہاں تک کہ بچوں کے جلوس پھر یہ کہ مسلم نیشنل گارڈ ایک ایسی تنظیم تھی جس میں مسلمان نوجوان حصہ لیتے تھے مسلم لیگ کے جلسوں کا انتظام کرنا اس میں شامل ہونے والے لیڈروں کی حفاظت کرنا نوجوانوں کے ذمے ہوتا تھا جلسوں اور جلوسوں میں عام طور پر نئے نئے نعرے گھڑے جاتے تھے کئی باریوں ہوتا تھا کہ جلوس میں شامل لوگ ایک نعرہ لگاتے تھے دیکھنے والے دوسرا نعرہ اس طرح ہر کوئی کسی نہ کسی بہانے پاکستان کے قیام کے لیے اپنا اپنا حصہ ڈال رہا تھا کتابوں کی ورق گردانی کرنے سے "اکابر تحریک پاکستان" مؤلفہ محمد صادق قصوری میں اس سلسلے میں بہت کچھ مل جاتا ہے پنجابی زبان کے حوالے سے بات کی جائے تو اس کتاب میں ایک جگہ گزر رہے جلوس کے بارے میں دیکھنے والوں کا حال اور اس کے الفاظ کو محفوظ کیا گیا ہے۔ یہ الفاظ مولانا غلام قادر اشرفی کے حالات میں آتے ہیں جنہوں نے لالہ موسیٰ سے مسلم لیگ کی تحریک میں حصہ لیا۔ یہ حصہ ملاحظہ ہو!

"جنوری 1947ء میں خضر وزارت میں مسلم لیگ کی سول نافرمانی کی تحریک میں حصہ لیا اور قرارداد پاکستان کے بعد مسلم لیگ کی پبلسٹی کے لیے زندگی وقف کر دی۔ حکیم سردار خان حال ممبر قومی اسمبلی (پیپلز پارٹی) اس وقت ضلع مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری تھے ان کے ساتھ مولانا ضلع بھر کا دورہ فرماتے رہے اور انتخابات کے دوران سر فیروز خان نون اور سردار شوکت حیات خان کی معیت میں ضلع بھر کے اہم مقامات کا دورہ کیا۔ مسلم لیگ کا سبز پرچم لہراتے ہوئے گلی کوچوں میں گاتے پھرتے تھے

سبز جھنڈے کی کون سنے گا

پھر جواب دیتے "اللہ پاک سنے گا" بڑی بوڑھیاں مکانوں پر کھڑی ہو کر یوں دعائیں دیتیں۔

"ماں قربان جاوے پترو! سدا جیو اللہ ساڈے جھنڈے دی لاج رکھے کملی والی سرکار دا ناں اُچا ہووے وغیرہ وغیرہ!" (42)

خضر کے خلاف تحریک کے سلسلے میں تو راقم (شہباز ملک) کو خود یاد ہے اس وقت راقم (شہباز ملک) کی عمر دس سال تھی جلوسوں کا وہ نقشہ ابھی تک آنکھوں کے سامنے گھوم رہا ہے ان جلوسوں میں خضر ٹوانہ کو نعروں

کے ذریعے خاصا ذلیل کیا جاتا تھا غداری اور مسلم آزاری کے طعنے دیئے جاتے تھے یہاں تک کہ بعض منچلے جوش و جذبے سے گالیوں تک اتر آتے تھے کچھ نعرے یاد آ رہے ہیں:

تازی خبر۔ مر گیا خضر

پھر جب خضر نے استعفیٰ دے دیا تو یہ نعرہ بھی لاہور کے گلی کوچوں میں سنا گیا۔

تازہ خبر آئی اے خضر ساڈا بھائی اے

گلی محلوں کے ان جلوسوں میں کئی بار چھوٹی عمر کے بچے بھی مسلم لیگ کا جھنڈا لے کر چل دیتے تھے صرف ان محلوں میں جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی ان چھوٹی عمر کے بچوں کے ساتھ قدرے نوجوان لڑکے بھی شریک ہو جاتے سکولوں کی لڑکیاں لڑکے بھی بعض دفعہ جلوس نکالتے یہ نعرہ بھی راقم (شہباز ملک) نے خود سنا تھا:

Up Up The Muslim Flage

Down Dowv the Union Jack

نوجوانوں میں پنجابی شاعر ساحل فارانی (جنم 1931ء) مسلم نیشنل گارڈ میں شامل تھے وردی پہن کر یہ لاہور اور سیالکوٹ کے مسلم لیگی جلسوں میں ڈیوٹی دیا کرتے تھے یوں انہوں نے مسلم لیگی لیڈروں کو نزدیک سے دیکھا سکول کے دوران شعر کہنے کا شوق تھا جلسوں میں شاعروں کو پاکستان کے حق میں نظمیں پڑھتے سنتے تو خود بھی شعر جوڑ لیتے اور ہمجولیوں کو سناتے۔ دسمبر 1946ء میں انہوں نے جو نظم لکھی اس کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیں:

ع پاکستان بنانا ایں اساں پاکستان بنانا ایں

پاکستان دا جھنڈا سب توں اُچی تھاں تے لانا ایں

ساڈی مسلم لیگ پیاری اے

گاندھی دی مت جیہے ماری اے

جت لینا اے قائد اعظم نہرو نے ہر جانا ایں

پاکستان بنانا ایں اساں پاکستان بنانا ایں

اس دور کے کئی شعراء کے شعر آج بھی اکا دکا لوگوں کو یاد ہیں جیسے عبدالعزیز قاصر کے یہ مصرعے:

ع بلے بلے نی خضر حیات گیاں ماردا

یا ع خضرا! اعلیٰ دیکھ لیا تیرا شجرا؟

اسی طرح منظور جھلا (مرحوم) کے کچھ مصرعے محترم دوست پروفیسر جلیل عالی راولپنڈی نے سنائے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

ع ایہناں گگے بورے باندراں نوں — کتوں پکڑ انگلینڈ پہنچا دیاں گے

یا

ع چل چلیئے' چل چلیئے — چل مسلم لیگ چ رل چلیئے

پروفیسر جلیل عالی' کا کہنا ہے کہ ان کے والد چودھری فتح محمد مرحوم اس وقت امرتسر ضلعی مسلم لیگ کے صدر تھے اور وہ بتایا کرتے تھے کہ منظور جھلا یہ شعر گا کر سنایا کرتا تھا' منظور جھلا کا اس کے علاوہ کوئی کلام دستیاب نہیں ہوا۔ منظور جھلا کے تحریک پاکستان میں عملی طور پر حصہ لینے کی تصدیق تحریک پاکستان کے کارکن حاجی ملک محمد انور نے بھی کی ہے۔

آغا امداد علی خان غالب (1903ء ۔ 1948ء) کے بارے میں سننے میں آیا ہے کہ لاہور میں ان کا بہت چرچا تھا کوئی جلسہ یا جلوس ان کے بغیر مکمل نہیں ہوتا تھا انہوں نے مسجد شہید گنج کی تحریک میں بھی حصہ لیا تھا اور مسلم لیگی کارکن ہونے کی حیثیت سے قیام پاکستان کے لیے قلمی اور عملی جہاد کیا قبل ازیں محمد حنیف قدر کے ذکر میں یہ بات ہو چکی ہے کہ مسلم ہیلتھ کلب منٹو پارک (اقبال پارک) لاہور کے جس جلسہ میں قدر نے نظم پڑھی آغا صاحب بھی وہاں نظم پڑھنے کے سلسلے میں موجود تھے انہوں نے بڑا زوردار کلام پڑھا' آغا امداد علی خان کا زیادہ کلام تو دستیاب نہیں ہو سکا قیام پاکستان کے نزدیک کے زمانے میں لکھا جانے والا ایک چومصرعہ ان کے داماد محترم سلیم کاشر کی وساطت سے دستیاب ہوا ہے ملاحظہ فرمائیں:

ع گاندھی نہرو پٹیل دی کم نظری مسلمان تائیں مسلمان کر گئی
میں تے بڑا مشکور ہاں کانگرس دا جس دی تنگ نظری ایہہ سامان کر گئی
آپے پایا پکھنڈ اکھنڈ والا جیہدے نال پیدا پاکستان کر گئی
قہر آلودسی اوہدی نگاہ غالب پر تمنا تے میری جوان کر گئی (43)

یہ بڑا زوردار کلام ہے اس میں شاعر کی بالغ نظری بھی جھلکتی ہے اور شعر کا فن بھی اور پھر انہوں نے بڑی حقیقت پسندی کے ساتھ کانگرس کی اصلیت نتارنے کی سعی کی ہے جو لوگ تحریک پاکستان میں سے گزرے ہیں یا جنہوں نے تحریک پاکستان کا مطالعہ غیر جانبداری سے کیا ہے وہ آغا امداد علی خان کے اس نتارے کے ساتھ سو فیصدی اتفاق کریں گے تحریک کے حوالے سے ملنے والے کلام میں سے ادبی معیار کے حساب سے

عشق لہر کے بعد آغا جی کا کلام بڑا زوردار اور فنی پختگی لیے ہوئے ہے۔

اس دور کے تمام شعراء جنہوں نے اس جہاد میں قلمی طور پر حصہ لیا کا کلام تو دستیاب نہیں ہے جو کلام ملا ہے خاصی دوڑ دھوپ کے بعد ملا ہے جو شعراء آج ہم میں نہیں ہیں ان کے کلام تک رسائی حاصل کرنا تو اور بھی زیادہ مشکل ہے۔ ان شعراء میں غلام مصطفیٰ حیرت کے بارے میں عام مشہور ہے کہ وہ مسلم لیگ کے سرکردہ کارکن تھے۔ اچھے شاعر تھے اور انہوں نے خاصی نظمیں بھی تحریر کیں۔ ان کے علاوہ دیگر کئی شعراء کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے پاکستان کے قیام کے لیے بہت کچھ لکھا۔ لاہور کے تاج الدین عرفانی، فضل کریم مجاہد جہلمی، حافظ گوہر دین، مسلم اویسی، نوری کمبوہ وغیرہ اور شعراء وادباء بھی ہوں گے جن کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے اور ان کا کلام اکٹھا کرنے کی خاصی گنجائش موجود ہے۔

غلامی اور آزادی کا تعلق سیاست کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے ہمیں آزادی کی تحریک کے حوالے سے تخلیق ہونے والے پنجابی ادب کے ساتھ ساتھ اس دور میں ہونے والے سیاسی ارتقاء کا بھی جائزہ لینا پڑا۔ مگر ہم عام طور پر سیاست کی باریکیوں اور جزیات میں نہیں پڑے آزادی حاصل کرنے کے لیے یا منزل پاکستان تک پہنچنے کے لیے جو کارواں 1849ء سے 1857ء کی طرف' 1857ء سے 1930ء تک' 1930ء سے 1939ء تک اور پھر آخر میں 1940ء سے 14 اگست 1947ء تک جیسے جیسے چلا ہم نے اس کو نظر میں رکھتے ہوئے۔ اس کارواں کے سالاروں اس کے عملی اور قلمی سپاہیوں کا ذکر کیا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ 1930ء تک اس کارواں کی رفتار دو قسم کی تھی ایک مسلم تشخص کو ابھارنے والی اور دوسری ہندوستان کے رہنے والوں کے ساتھ مشترک طور پر آزادی لینے والی مگر 1930ء میں جب حضرت علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کے لیے علیحدہ ریاست کا تصور پیش کیا اور 1932ء کے لگ بھگ چودھری رحمت علی نے اس مجوزہ ریاست کا نام ''پاکستان'' رکھا اس کے بعد یہ رفتار الگ قومی تشخص آزادی کا الگ تصور اور مطالبہ کے انداز کی ہو جاتی ہے جیسے جیسے وقت گزرتا ہے یہ انداز اور زیادہ واضح ہوتا چلا جاتا ہے۔ 1940ء سے 1947ء تک کا زمانہ قومی ''وحدت'' کا زمانہ ہے مسلمانوں کے خیال اور عمل میں وحدت' توحید کو ماننے والی قوم اس دور میں واقعی ایک وحدت کا روپ دھار چکی تھی۔ پنجابی ادب کے حوالے سے دیکھا جائے تو ہمارے پنجابی لکھاریوں نے اس دور میں اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ایک لحاظ سے اس وقت یہ تحریک پنجاب نے اپنے ہاتھ میں لے لی تھی اس تحریک کے اس دوران کے تمام ہی اہم سیاسی معرکے پنجاب ہی میں ہوئے۔

1940ء میں قراردادِ لاہور منظور ہوئی یہی کونسی کم اہم بات ہے پھر مسلم اکثریت والا صوبہ بھی سب سے زیادہ آبادی والا غالباً یہی تھا اس لیے مسلم لیگ کی تحریک جب یہاں کامیاب ہوئی تو اس کا اثر دوسرے علاقوں پر پڑا۔ پنجابی لکھاریوں نے اس دور میں صرف شاعری ہی نہیں کی بلکہ بقول ملک ضیاء اللہ ضیاء سات انچ کی برچھی سات فٹ بانس پر لگا کر "بازوؤں کے زور سے پاکستان بنایا" ہمارے شعراء کی قلموں نے اس دور میں دشمن کے خلاف آتشِ تخلیق کی اپنے رہنماؤں کے لیے مہکتے پھول بانٹے اور جب قربانیوں کا وقت آیا تو اس سے بھی گریز نہ کیا تبھی تو تاریخِ عالم میں پہلی بار ایک ایسا ملک دنیا کے نقشے پر ابھرا جو خالصتاً دو قومی نظریے کی وجہ سے وجود میں آیا تھا اور دو قومی نظریے کی بنیاد اسلام ہے جو اللہ تعالیٰ کی آخری ہدایت ہے اور قیامت تک آخری رہے گی۔

حوالہ جات

1۔ حصول پاکستان: پروفیسر احمد سعید، ص228
2۔ پاکستان ناگزیر تھا: سید حسین ریاض، ص360
3۔ ایضاً ص377
4۔ حصول پاکستان: پروفیسر احمد سعید، ص246
5۔ پاکستان ناگزیر تھا: سید حسن ریاض، ص380
6۔ تاریخ پنجاب: ڈاکٹر پروفیسر حمید اللہ ہاشمی، ص591
7۔ پاکستان ناگزیر تھا: سید حسن ریاض، ص431
8۔ Pakistan Christians: Back Page
9۔ ماہنامہ قومی ایکتا (دہلی) اپریل 1978ء (خود سردار بلدیو سنگھ نے اقتداروں ہٹ کے سانوں آکھیا کہ میں ایہناں باہمناں ڈھائے چڑھ کے ونڈ ویلے جو حماقت کیتی ہے اوس دا خمیازہ بھگت رہیاں، مضمون سکھ سیاست دا پچھوکڑ اتے بھوکھ از راجندر سنگھ قومی دلیر (گورمکھی)
10۔ پاکستان ناگزیر تھا: سید حسن ریاض، ص456
11۔ Muslim Saparation in India: Abdul Hamid p 243
12۔ پاکستان ناگزیر تھا: سید حسن ریاض، ص525
13۔ زبانی: جناب رفیق ڈوگر
14۔ محب وطن ادیبوں کی خدمات اور صلہ مضمون: ابن ادب (دبئی) روزنامہ نوائے وقت لاہور 13 اپریل 1979ء
15۔ عشق دی لہر: مرتبہ، خالد بٹ، ص4
16۔ کھوج (3) پاکستان دی تحریک تے پنجابی ادب، ص35
17۔ نغمۂ پاکستان: عشق لہر، ص8
18۔ ایضاً ، ص17
19۔ ایضاً ، ص26
20۔ ایضاً ، ص21

21۔ ایضاً ،ص14

22۔ ایضاً ،ص13

23۔ ایضاً ،ص13

24۔ ایضاً ،ص13

25۔ ایضاً ،ص5

26۔ یہ کتاب محترم ڈاکٹر احمد حسین قریشی کی وساطت سے حاصل ہوئی (شہباز ملک)

27۔ نغمۂ پاکستان: سید فضل حسین مدنی شہباز ،ص5

28۔ ایضاً ،ص6

29۔ مسلم لیگ دا ڈھنڈورا: مولوی خادم حسین قریشی، ص27

30۔ سی حرفی مسلم لیگ: ملک علی، ص12

31۔ پنجابی ادب تے منزل پاکستان: ڈاکٹر شہباز ملک، ص104

32۔ پنجابی ادب دی کہانی: عبدالغفور قریشی، ص523

33۔ طالب جالندھری سے ایک ملاقات: از: بیدار سرمدی، روزنامہ نوائے وقت، لاہور۔ 8 دسمبر 1978ء

34۔ خودنوشت سوانح حیات کے اوراق قلمی مملوکہ جاوید اظہر، ص2

35۔ ہفت روزہ الہام: بہاولپور، 7 ستمبر 1970ء، ص4

36۔ پنجابی ادب دی کہانی: عبدالغفور قریشی، ص51

37۔ پاسپورٹ نمبر AC207626 مورخہ 14 مئی 1972ء پر بھی 1905ء درج ہے۔ (شہباز ملک)

38۔ فہرست گولڈ میڈل 2004ء، کارکنان تحریک پاکستان، ص26

39۔ وچار: ڈاکٹر شہباز ملک، ص246

40۔ پنجابی ادب تے منزل پاکستان: ڈاکٹر شہباز ملک، ص128-127

41۔ آزادی دے مجاہد لکھاری: شہباز ملک، ص110-113

42۔ اکابر تحریک پاکستان: محمد صادق قصوری، ص179-178

43۔ سوینئر: سانجھی پرہیا رام گلی لاہور بسلسلہ برسی آغا امداد علی غالب، 1973ء

چھٹا باب

پاکستان بن گیا ہے دیس اپنا

maablib.org

پاکستان بن گیا ہے دیس اپنا

14 اگست 1947ء کو جب ہندوستان میں سے مسلمانوں کا ایک نیا وطن پاکستان وجود میں آیا تو یہ دنیا کی تاریخ میں ایک بالکل نئی بات تھی۔ یہ ملک خالص اسلامی نظریے سے وجود میں آیا تھا وہ نظریہ جس کی حفاظت مسلمانوں نے ہر حال میں کی' حاکم بن کر بھی اور محکوم رہ کر بھی محکومی یا غلامی کیسی ہوتی ہے اور پھر انگریز کی غلامی جس کے ساتھ متعصب ہندو بھی ملا ہوا تھا ایک انتہائی درجے کی دکھ دینے والی غلامی تھی۔ یہ مسلمان ہی جانتا ہے مغل سلطنت کے زوال کے بعد برصغیر میں مسلمانوں کی حالت مجموعی طور پر اچھی نہیں رہی تھی مگر پنجاب میں سکھا شاہی اور برچھا گردی میں دکھ برداشت کرنے کے بعد جب دوسرے حاکم انگریز ملے تو یہ دیگر غیر مسلموں سے مل گئے اس لیے یہ دور مسلمانوں کے لیے دوہری تہری غلامی کا دور تھا جب انہیں آزادی ملی تو انہوں نے ایک لحاظ سے دو صدیوں بعد آزاد فضا میں سانس لیا۔ یہ وہ فضا تھی جس کے لیے وہ برسوں سے ترسا تھا اس لیے اس آزادی پر مسلمان انتہائی خوش تھے۔ اس کا اندازہ وہی لگا سکتے ہیں جنہوں نے اس فضا میں خود سانس لیا اور اپنی آنکھوں سے پاکستان بنتے دیکھا ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والا مسلمان خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا۔ آزادی کے وقت جو علاقے انگریز ہندو کی ''ڈنڈی ماری'' کے تحت پاکستان سے چھین لیے گئے تھے ان علاقے کے لوگوں کو پاکستان ہجرت کرنا پڑی اس ہجرت میں جانی اور مالی قربانیاں دینا پڑیں۔ لوگوں نے ان قربانیوں کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ پاکستان کے قیام کی خوشی میں ہر چھوٹا بڑا شریک تھا لکھاریوں نے اپنی خوشی کے جذبات کو الفاظ کا روپ دیا جو پنجابی لکھاری تحریک پاکستان کی منزل کی طرف بڑھنے والے قافلے میں خود شامل تھے۔ اُن کا شعروں کے ذریعے اپنی خوشی کے جذبات کا اظہار قدرتی تھا۔ ان میں صحرائی گورداسپوری' عشق لہر' حکیم ناصر' فیروز دین فیروز وغیرہ کا کلام دستیاب بھی ہو گیا ہے۔ باقی لکھاریوں نے بھی اپنے من کی خوشی کا اظہار الفاظ کے ذریعے ضرور کیا ہو گا جنہیں تلاش کرنے کی خاصی گنجائش ہے۔

اس سلسلے میں دیکھا جائے تو جس شاعر نے قیامِ پاکستان پر سب سے پہلے لکھا یا اس کا لکھا ہوا سب سے پہلے پاکستانیوں کے سامنے آیا وہ صحرائی گورداسپوری ہیں ان کا لکھا ہوا نغمہ 13-14 اگست 1947ء کی درمیانی رات کو 12 بجے کے بعد پاکستان براڈ کاسٹنگ سروس لاہور سے عبدالعزیز سیالکوٹی نے گایا اس نغمے کا شروع کا

حصہ ملاحظہ فرمائیں!

ع بسم اللہ بسم اللہ کہہ کے رب دا نام دھیاواں
فیر درود محمدؐ اُتے خوشیاں نال پوچاواں
چارے یار نبیؐ سرور دے چونہہ توں جان نثاراں
پیراں ولیاں قطباں اُتے تن من اپنا واراں
قائد اعظم توں میں اپنی جندڑی گھول گھماواں
جمعے دیہاڑے ملی آزادی دل وچ خوشی مناواں

ان کے بعد عشق لہر کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے ان کا چومصرعہ مولا بخش کشتہ نے "پنجابی شاعراں دا تذکرہ" میں محفوظ کیا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں:

ع باندر ونڈ وںڈی جدوں حاکماں نے بدل گیا اوہ خوشی دا دیس ساڈا
محمد علی جناح نوں بھیج دتا آکے کم سواریا ایس ساڈا
جیہڑا ہو گیا ہو یا سی لیڈراں توں اوہو جتیا آکے کیس ساڈا
عشق لہر مبارکاں لوک دیندے پاکستان بن گیا اے دیس ساڈا (۱)

حکیم ناصر کا جو چومصرعہ ان کے غیر مطبوعہ کلام سے ملا ہے اس میں انہوں نے اپنا مخصوص طرز کا انداز اپنایا ہے انہوں نے ایک طرف قائد اعظم محمد علی جناح کو خراج تحسین پیش کیا ہے تو دوسری طرف مخالفین پاکستان کی خبر لی ہے لکھتے ہیں:

ع پاکستان جدو کھرا کیہا اساں سارے جگ والے ساڈے ویر ہو گئے
بھلا غیر تے فیر وی غیر ہوئے ساڈے اپنے وی کئی غیر ہو گئے
عقل نال بابے پاکستان لیا تے مخالفاں دے ٹٹو ٹیر ہو گئے
دنیا وچ ناصر ساڈے دشمناں دا منہ کالا اتے نیلے پیر ہو گئے

استاد عابد علی عابد کے بارے میں مشتاق بٹ صاحب ایڈووکیٹ نے بتایا کہ وہ مسلم لیگی تھے اور انہوں نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں خاصا کام کیا اور بہت کچھ لکھا ان کا قیام پاکستان پر کہا گیا ایک شعر بٹ صاحب کے حوالے سے درج کیا جا رہا ہے۔

ع کیتی ملک وچ ہے ترمیم جیہڑی ملک اوس ترمیم توں وارسناں

گ گاندھی دا نہرو دوی ان لے کے میں جناح دی ج توں وارسناں

مولا بخش کشتہ صاحب نے مسلم تشخص کے تحت چلنے والی تحریکوں کے حوالے سے کم لکھا ان کا اصل میدان غزل یا رومانی داستان تھا ویسے انہوں نے اسلامی قسم کی نظمیں ضرور لکھیں ان کے غزلوں کے دیوان کے نئے ایڈیشن (1958ء) میں ایک حصہ نظموں کا بھی اضافی موجود ہے ان میں پاکستان کے قیام پر دو چومصرے بھی ہیں ان میں سے پہلا پاکستان کے قیام کے بارے میں اور دوسرا حضرت قائداعظم محمد علی جناح کو خراج تحسین پیش کرنے والا ہے ویسے دیوان کی ورق گردانی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کشتہ جی کا رجحان مسلم تشخص کے حوالے سے آزادی کے تصور کے سلسلے میں شروع میں کوئی زیادہ واضح نہیں تھا مگر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کے قیام کے قریب وہ اس تصور اور نظریے کے نہ صرف خود قائل ہو گئے تھے بلکہ اس سلسلے میں انہوں نے دوسروں کو قائل کرنے کی کوشش بھی کی ان کے بہت نزدیک بیٹھنے والے راقم (شہباز ملک) کے دوست مفتی انوار الحق (لاہور) کا کہنا تھا کہ انہوں نے مسلم لیگ اور احرار کے لیڈروں کو پاکستان کے سلسلے میں ایک دوسرے کے نزدیک لانے کی کوشش کی۔ آیئے قیام پاکستان کے قریب کہے ان کے دو چومصرعے دیکھیں:

اسلامی سکہ

ع ستائیسویں ماہ رمضان دی سی آزادی دا جدوں اعلان ہویا

ہمت قائداعظم دی در آئی پاکستان دا قائم نشان ہویا

جھنڈا جھلیا وچ ولائتاں دے سربلند اسلام دا شان ہویا

کچھ لتھا انگریزی جنجال گلوں کشتہ اپنا سکہ روان ہویا (2)

ع اللہ قائداعظم تے کرے رحمت جہاں قطریوں موتی بنا دتا

پھسے ہوئے غلامی وچ مومناں نوں ہمت نال آزاد کرا دتا

اساں مورکھاں عقل دے انھیاں نوں راج کرن دا ول سکھا دتا

کشتہ جوڑ کے اوہناں نے ذریاں نوں اک سورج بنا چکا دتا (3)

فیروز دین فیروز (پیدائش 1888ء) نے تحریک پاکستان میں قلمی محاذ سے خاصا حصہ لیا پیرانہ سالی کی

وجہ سے ان کا حافظہ ایسا نہ تھا کہ اس وقت کا لکھا کلام یاد رہے ان کے شاگردوں میں سے حکیم ناصر فوت ہو چکے تھے خان مستانہ کے پاس بھی ان کا تحریک پاکستان کے حوالے سے کہا گیا کلام موجود نہیں تھا۔ فیروز صاحب نے بڑی مشکل سے اپنے دیگر شاگردوں کی مدد سے کچھ کلام لکھوایا جس میں سے ایک چومصرعہ حاضر ہے یہ کلام انہوں نے پاکستان کے قیام پر کہا تھا:

ع لااللہ دی نیں بنیاد اُتے وحدانیت دا اک جہان بنیا
وارو وار تحریک دے دور چلے بندوبست نہ کوئی سامان بنیا
بابا بابا جناح نے خوب پایا مسلم قوم دا آپردھان بنیا
لکھاں دے قربانیاں مسلماناں قسمت نال کددے پاکستان بنیا (4)

ملک عبدالقادر خوشتر مرحوم نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے جذبات کو یوں بیان کیا ہے:

ع خوشیاں تے ہندیاں نیں خوشی اج خاص اے
مدتاں دی رب ساڈی پوری کیتی آس اے
خواب جیہڑے ویہندے ساں اسیں پاکستان دے
ہوئی اے تعبیر پوری وچ ہندوستان دے (5)

حوالہ جات

1۔ پنجابی شاعراں دا تذکرہ: مولا بخش کشتہ، ص318
2۔ دیوانِ کشتہ: مولا بخش کشتہ، ص353
3۔ ایضاً، ص254
4۔ زبانی: فیروز دین فیروز (لاہور)
5۔ ملک عبدالقادر خوشتر حیاتی تے کلام: محمد اقبال مقالہ ایم۔اے پنجابی، ص40

ساتواں باب

آزادی کے مجاہد پنجابی لکھاری

(دستیاب کلام)

maablib.org

آزادی کے مجاہد پنجابی لکھاری

1۔ سوہنا ولد وساوا (ڈھولے برگلی)
2۔ سوہنا ولد وساوا (ڈھولا برگلی)
3۔ عبداللطیف عارف
4۔ ملک لال دین قیصر
5۔ حافظ عالم خان خاکی
6۔ حافظ عبدالحق سیالکوٹی
7۔ خواجہ عبدالرحیم عاجز
8۔ استاد کرم امرتسری
9۔ مولوی عبداللطیف افضل
10۔ ظہیر نیاز بیگی
11۔ عشق لہر چراغ دین
12۔ مولانا محمد بخش مسلم
13۔ سید فضل حسین مدنی شہباز
14۔ مولوی خادم حسین قریشی
15۔ محمد دین میر
16۔ میراں بخش واقف
17۔ طالب جالندھری
18۔ صحرائی گورداسپوری
19۔ عبدالقادر خوشتر کنجاہی
20۔ اطہر نظامی
21۔ بابا کمالا (حافظ عبدالرحمان)
22۔ سید موسیٰ امرتسری
23۔ ملک عطاء اللہ عزت
24۔ ملک ضیاء اللہ ضیاء
25۔ عبدالغفور اظہر
26۔ امام دین مجاہد
27۔ فیروز دین فیروز
28۔ دائم اقبال دائم
29۔ عبدالمجید کریام والا
30۔ غلام احمد کاتب نوشاہی
31۔ محمد حنیف قدر کاشمیری
32۔ حاجی چراغ دین جوتے کے والا
33۔ اللہ دتہ ناظر
34۔ حافظ امرتسری
35۔ محمد رفیع اختر لاہوری
36۔ شیر افضل جعفری
37۔ حکیم شیر محمد ناصر
38۔ اسماعیل متوالا
39۔ غلام محمد نقش ہاشمی
40۔ خان مستانہ
41۔ اسیر سوہلوی
42۔ ساحل فارانی
43۔ آغا امداد علی خان غالب
44۔ مولا بخش کشتہ
45۔ ملک علی
46۔ مولوی محمد شریف
47۔ خلیفہ امام الدین بقا جالندھری

آزادی کے مجاہد پنجابی لکھاری

ڈھولا برکلی (۱)

لکھاری: سوہنا ولد وساوا

کال پئی بولیندی اے تے نارو جھنڈ کھلاری
لندنوں چڑھیا انگریز برکلے فوج لے بے شماری
سیدھا سو اُبھا تے لما جیا نجرے چوں نکلیا مار بھنوالی
سن راوی دی راٹھ نہ کوئی ہموں گئی اے ودھ جتالی
سدھی سڑک جلھی کڈھیندا کراڑ لیندا تپ ونگاری
چارے پہیر کار کریندا تماشیں ویندا ترے آنے گن دیہاڑی
اوس راٹھاں دے وتے منہ کڑیالے
تے کیتوس چڑھ اسواری

ع کہناں نوں مار کھتیا تے کہناں دے نک اچ لئی گھت مہاری
آکھے مراد فتیانہ ساوی تیتوں پھیراں نت کھر کھرے
تے دیواں کھنڈ . نہاری
ہک واری لے چل انگریز برکلی تے
میں ویکھاں اوس دی بھجی کالی
ساوی آکھیا توں کر بسم اللہ دھر پیر رکاب میں جاساں مار اڈاری

مُڑ دینہہ سوا نیزے تے آیا
تے ساوی جا لتھی وچ جھانجھرے مار بھنوالی
انگریز برکلی تے مراد فتیانہ
وچ میدان دے گئے رل کھنڈ کاری
انگریز دی سانگ کجھ جھلانگ ہے
تے مراد دی سانگ کجھ بھاری
مراد ویل دا اپڑیا انگریز تے، اوس سانگ جگر وچ ماری
تے پیٹھ کنڈھ سیٹوں انگریز دا
جیویں مُڑ وچوں لچھا لیندا جھول للاری
تے شاباش گھو سو جھے بھدرڑو
جیں ڈھینڈے نوں ڈانگ ماری
تے کھدرو کرسٹیوں انگریز
پیو دادے دی میٹری سُوتاری
دیگریں گھوڑی خبراں دتیاں
برکلی مرا کے جا ہٹی تھاں تے کالھی
بنگلے رو کے نکل پیاں میماں تے آکھن دیں پر بہری
اسانوں تاں ہن لکھیا ڈھیسی
پر بنگلے گوگیرے توں نہ لیسیں پچھری
من راوی دی راٹھ دن جہاں چٹے دینہہ لٹیا گھر سرکاری
انگریز دیاں فوجاں دھاوے کیتے تے پھدیلو نے ہرآ ہری
تے مُٹھیاں جھنگڑیاں انگریز ماریاں، وچ حوالات سرکاری
لوہے دیاں بیڑیاں گھت کے جاں بیڑیاں وچ چڑھائے

مراد وکیل دا آکھے

"اساں راضی وگے جانے آں کافر ماری
دو پہری خوش دسیں او دیس اساڈا"

ڈھولا برکلی (2)

لکھاری: سوہنا ولد وساوا

(1) کال بلیندی نارنگ چا پڑھی اے بانی
کھرل تے کاٹھیے ڈھلاں دونویں برابر جھگے اک دوجے ثانی
لبندے لا کچہریاں نال انگریز دے گلاں کرن زبانی
انگریز آہندا اے گھوڑیاں مدد دیو تہاڈے ناں دی لکھاں نیک نامی

(2) احمد کھرل تے مہند جھلے دا کاٹھیا' زمین گھوڑیاں رناں اساں کدے نہ لکھ دتیاں ہوندے روحاں دے مت سیلانی
انگریز آہندے اے تہانوں پشورنوں بنھ ٹورساں تہاڈے منہ دی بھوں چاسی نوڑی شانی
احمد آہندا اے تیرے گھوڑیاں دے منہ تے تلواریں رج مریساں پتو واں مردانڈے ہو نسارے جاسن وچ میدانی
اتنیاں گلاں کر کے بنگلے گوگیرے آلیاں احمد کھرل مہند جھلے دا کاٹھیا نادر قریشی بھر کے کلمہ دین دا چنا جواب دے کے دیگر ویلے ترے سی جھامرے نوں ڈر ور گیانی

(3) نادر آن ہویا جھیڑیں احمد اگلیاں راتھاں نوں پیا سدیندا پریہہ چاکرو ہن گل سنو میری اج میں دو پہر کیتا اے فتح پور گوگیریں انگریزاں کیتیاں کونسلاں اوہناں دی میں ڈیکھی طبع مریڑی
اپنے تونہواں نتھورا گھت کے پیراں نوں مارن بیڑی
بنھ ٹورسن اللہ نوں معلم ڈیکھاں اگانہہ ولایت وکھاس کیہڑی
آکھے لگو میرے اتھے لڑ کے مرجاواں چہ بیڑے پروکے (کھرل) وٹو واں نوں وی سدو
اوہ بھرا اپنے پکی نیں ڈھیری

سکی سرور ورگیاں ساتھ نہ دتا کیتی نے گل مندیری
پروکیاں نوں خبر نہ لگی منصوبے چوں بھیڑی پئی اے پر یہہ چور لٹیری
احمد رنگا رانٹھ کے نہیں جنہاں ڈو کھرل انج پچھے ویہلی بہہ دو ھیندے نیں ڈھیری

(4) کال بلیندی نارو اٹھیا اے اڑبنا لے کے ڈھانڈھ دا
عمر دا قیدی شاموں دھیروکا جیہڑا شیر ہے سارے ہندوستان دا
احمد لکھے چٹھیاں اگوں واج سارنگ پتر حمان دا
جہانا بیگھے دا آہندا سن چاچا احمد بات ہاں نال کیہ کھینا ایں اتھے ظاہری
بدل ہے طوفان دا
دنداں نال ٹوکیندا اوتیا احمد کھرل نے رب رحمان دا
(پیروی توں تھڑ کے ویندے نیں پیغمبر عیسیٰ نوں منیدے نیں پھدیا نیں راہ شیطان دا)
اوہ کیہ لگدے ساڈے جہلا صلابن دا بلند بیگھے دا مراد دلیرا دا مہندیاں لا
کے چڑھ جنگ تے آئے صرفہ نہیں کیتا اپنی جان دا
اساں لڑنا اے نال انگریز دے لڑ پھدیا اے پاک حسینؓ امام دا

لڑائی دا نقشہ:

بھیڑ تورے کیاں والی ڈھل تے ہوئی چھٹن توپاں گھڑیل شہیناں رنگ اسمان دا
جھلی پنڈ دے وچ للکر ویندے جنجوعے کلو کرتی جیہڑا ساہواں تردا اے لکھنا
پوتر برہان دا

نماز پڑھدے احمد نوں لگی اے گولی کھکوا بج گیا اے راٹھاں دی شان دا
انگریز برکلی آہندا اے میتوں جھلی چل دکھاؤ آ کی قلعہ میتوں سنیدا او ولی لانبھ دا
راول دیاں راٹھاں کیتے پہ منصوبے مرادنوں آکھن بہاول مہردروڈ گیا جیہڑا او چھاپا اپے سا ہن دا
کوڑے شاہ توں اُتے لا ہے انگریز برکلی تے مراد ولیل دا
گیا ہو مقابلہ جھنویں متھرا نگری وچ اللہ میل کیتا سی گجرل تے کاہن دا
ٹھیانے بنے وچوں باہر کڈھ سٹیا ہاسو پھل چگا یا ہاسو سانگ دا
سانگ آہندی اے جے نوں رکھناں نیں مراد ٹھیانیاں اوے گھتیا دیہاں دی

بھکھی دروازے توں چھڑایا میں تاں اج گنا چوپیا کسان دا
جن والیاں کرے اشارتاں دل نہ آیوں حال ہُو ہُو تے ٹاہنگ دا
چنگا اپڑیا اُتوں سا جھا بدھرو جیہں اتوں وجکارا دتا اے ڈانگ دا
لگے ہتھیار دی منصف کیہ نشانی دے جیویں تیرتھ دی باہمنی گنگا تے نہاتی گوتا مار نکلی اشنان دا
کھرل الائی دا پورا اے زمانے دی بچی داہڑی کوئی نہیں شک جوان دا
پڑھ کے کلمہ دین دا ڈگیر ویلے شہید ہو گیا سردار کھرلاں دا راٹھ اگے وی سو بھاسی دین اسلام دا

(5) کال بلیندی نارو سوجھ پیا تھمندا دار دا
بھلا ماہر مراد دا گھڑیا کے کاریگر لوہار دا
اونہوں سوہندے چترے کالا پھمن پٹ دا فتیانہ بھارے بھار دا
اولاد تن تے تیراں دی اے پوترا لبی پوار دا
مہر مراد تے مشری تے بلند بیگ آہندے نیں احمد خاں مرنج گیا اے تے ودھ جاسی تپ سرکار دا
مشری آہندے اے جیچہ وٹنی ہڑپہ لیئے لٹ کمالیہ جتھے مقابلہ اگھریا پیا اے لکھ ہزار دا
مہر مراد آہندا اے لوٹیاں لوٹیاں وت کریا اے راوی تے اُتے کھرل رجاوے دا
مرنج گیا اے آپاں تروپا بھر لیئے لنگار دا
اُٹھے ترہیائے تے فتیانے ماہر مراد موہری دا اے دھاڑ دا
سانگ ماہر مراد دی ماری تن انگریز برکلی دے کھیا بکیا ڈھ کے نکلی سوجھا کر بھنڈار دا
اودوں پچھوں تن سو سٹھ بندوقاں انگریزاں دیاں چھٹیاں اٹھالے کے ساڑ دا
پیلی گی اے سی محرم دے دھرانے نوں ڈھایا اے پکہ قلعہ کوٹ قندھار دا
دوئی گی اے مشری پیرانوں اوہ دی برج پہاڑ دا
تریجی وار پڑھ کے کلمہ دین دا بھوئیں تے ڈھٹھا اے پوتر سکھرے یار دا
ایہناں انگریزاں بلند بیگ دا دھرانہ فتح پور گوگیریں پھاہے چاچا ہڑیا جیہڑا لاڑا سی ساندل بار دا
ایہناں انگریزاں بنھ لیا لال گاجی دا کاٹھیا بھمند جھلے دا دولی دا دو مردانہ موکھا پوتر کوہڑی ویٹی وال دا
ایہناں انگریزاں بنھ لیا مراد بہاول دا فتیانہ جیہڑا راوی دے چلیہداں بانیاں چودھار دا
پنڈی موئی وچوں نادر شاہ قریشی بنھ کے توریا نیں پچھی نکھیڑیا نیں ہنساں دی ڈار دا

ماہر مراد آہندا اے بابے احمد نوں کیوں روندے او اوہ تے تسبیح دا دانہ تے منکا ہا لعلاں دے ہار دا
اُٹھ اتے چڑھا کے ٹور لیا تے اُتوں پھڑ لیا نیں رسہ مُہار دا
کوڑے شاہ دی کوٹھی جا بہائے نیں جنہوں پیاں روندیاں بھیناں تے ماتواں کر کے دکھ یاد بہاول یار دا
ماہر بہاول آہندا اے جے بے سک ساڈی پنجاہ روپے لے آؤ ہوے اگلی قلمی سدا ہر دا
ماہر مراد آہندا اے سانوں تاں لکھیاں ڈھیسن بابے احمد نوں مار کے انگریز
برکلی دی بگھی اُتے چڑھ کے نہ سیر کریسی گوگیریاں دے بازار دا

(غیر مطبوعہ بشکریہ پروفیسر غلام رسول آزاد)

ڈھولا برکلی (3)

گل پئی بلیندی اے نارنگ جھنڈ کھلاری
لندنوں چڑھیا انگریز برکلی جلھی دی کر تیاری
آہدا' سر پر جلھی جاونا' اوتھے گئی اے وڈھ جٹالی
سدھی سڑک پیا بنیندا اے جلھی نوں' لے سو پھد ونگاری
ترے آنے روٹی ویندا روز دیہاڑی
ساہنواں کھوہ ڈھایوس فقیر مستانے دا
مہاجن نوں لائی سو بھڑکا کے قہاری
اوکے خبر پئی اے فتیانے تے' اوہناں ڈھول تے تھاپی ماری
مہر مراد حکم دتا اے نفر نوں
اوس تھاں توں گھوڑی چھوڑ کے کلے تے آن سنگاری
فتیانہ پیا آہدا' ساری عمر گھر کھوایا اے گھوڑیاں نوں' کھیر کھنڈ تے روز نہاری
گھوڑی پئی آکھدی اے مہر مراد چڑھ آمیری کنڈ تے
اوتھے لے چلساں جتھے کھلی ہوئی فوج فرنگیاں دی بھاری
فتیانہ چڑھ گیا اے گھوڑی دی کنڈ اُتے' او کھلی اے بنھ کے تاری
مہر مراد پیا آہدا اے انگریز برکلی نوں
برکلی کھلو کے سمجھیں گل ہماری

اگے ماریا ای بابے احمد نوں رنڈن کیتوای نیائیں راوی
تیری میری سر دی بازی اے جتھوں ڈھلسی کیندے ساری
برکلی اوس ویلے موڈھے نال لائی اے بھر کے بندوق دو نالی
واہ وگائی سُو فتیانے نوں اوس دی بانہہ پھٹی اے کھبی واگ آلی
فتیانے بھر کے کلمہ دین دا سانگ جھکائی اے
بنے وچوں انج چُک لیا سو برکلی نوں
جیویں مٹ وچ بوڑا دے کے لُچا لیندا اے چُک للاری
ڈھاندے برکلی نوں چنگیاں ماریا ہن سوجھے بھدرو
جیویں بھکھا باز طاے تے لاہندا اے اڈ شکاری پٹے آہدے ہن
"سانوں لکھیاں ملسن انگریز برکلی' توں وی بنگلے نہ ہائیں لا کچہری"

ڈھولا برکلی (4)

کل پئی بلیندی اے نارنگ کروا اے شور اگاتا
لند نوں چڑھیا اے انگریز برکلی' آوندا راوی دے راٹھاں تے دھاتا
جتھوں تائیں نہ وجے مراد وکیل دا' دھرتی تے پڈوں نہیں لاہنا
مراد پیا آہدا اے' جتھوں تائیں نہ وجے انگریز برکلی' حرام کیتی ودا ہاں کھانا
کہ دیہاڑے رنجھاں ملک گئیاں جٹ شیراں وانگ بگھراتا
سیہلا ماریوس تن برکلی دے' جوان دھرتی تے جا ڈولاتا
ڈھاندے برکلی نوں چنگیاں ماریاں ہن سوجھے بھدرو
پہو داوے دی ذات گھیتوس ای گاہنا
برکلی دا گھوڑا بنگلے وچ میدان دے' کنڈوں گیا ہو الاتا
میماں آپے وین کر کے روندیاں ہمن 'مار گھتیو نیں برکلی نوں کوئی سنیندا اے' مراد فتیانہ
مراد ورگا راٹھ نہ کوئی' لکھاں کیتی ودی اے بگا بانا

راوی دیاں پئیں یاد کریندیاں ہن
ہک واری آویں آمراد ویلیل دیا
خیریں وسدا اے بھاگ مرجانا

حکیم عبداللطیف عارف

جلیانوالے دا باغ سی لال ہویا لہو جدوں گولیاں آیاں نیں
ڈھڈاں بھار چلاوندے سے خلق تائیں دیکھ ظالماں پھٹیاں چایاں نیں
ایہدر ویکھیا رب دیاں بندیاں نے ایہناں حاکماں نے اُتاں چایاں نیں
غیرت والیاں لیڈراں شور پایا کڑیاں عاشقاں واسطے آیاں نیں
خوشی عاشقاں نوں جھورا پٹھواں نوں جہاں کچیاں یاریاں لایاں نیں
بھرے جیل خانے کھچا کھچ پورے ظفر علی نوں لکھ ودھایاں نیں
جس پنجاب اندر زمیندار بن کے سکتاں تھوں جگایاں نیں

(خیرالبشر کملی والا، وچوں)

ملک لال دین قیصر

(1)

غازی مصطفیٰ پاشا کمال دے تیریاں دور بلائیاں
ڈالیوں ٹٹ پئے کچے کچے
وات یتیماں دی کوئی نہ پچھے
روندے سرتادے بال وے
بیوہ ہوگئیاں مائیاں
کربکرے یونانی حلال وے
بیاوانگ قصائیاں
غازی مصطفیٰ پاشا کمال دے تیریاں دو بلائیاں

(2)

جھوک میرے انور والی

اوّل حمد لکھاں رب رحیم دی + شرم ہے جنہوں روضے دُرِ یتیم دی

جھوک میرے انور والی

غازی کمال وے رب ودھاوے تیرا دُونا اقبال وے

جھوک میرے انور والی

بعد درود بھیجاں اوس سرکاروں + ہونا ایں شافی جیہں نے روز حساب توں

جھوک میرے انور والی

راہیا وے جاندیا آکھیں غازی کمال نوں + اکھیاں ترسن جیویں تیرے جمال نوں

جھوک میرے انور والی

توشا انگورہ دا سنیا اے موصل تے جا رہیا + مدتاں دی اجڑی ہوئی بستی بسا رہیا

جھوک میرے انور والی

مصطفیٰ پاشا جے توں موصل تے جا رہیوں + بھیج دے انور سا توں بلخ بخاریوں

جھوک میرے انور والی

غازی کمال تیں ہتھ پھُل وے گلاب دا + وانگ سر نا موڑیں روضہ جناب دا

جھوک میرے انور والی

انور پاشا اللہ رکھیں آباد وے + مصطفیٰ بصرہ تے توں موڑ بغداد وے

جھوک میرے انور والی

وگدی اے راوی وچ رُڑھدیاں جوکاں وے + مکّہ گوایا تھئیں ہندیاں لوکاں وے

جھوک میرے انور والی

اُڈ وے کاواں جاویں شہر انگورہ وے + ویکھیں کتھے میرے غازی دا گھوڑا وے

جھوک میرے انور والی

ویکھ نی ترکی فوجاں موصل تے چڑھیاں نی + رحمتی لایاں میرے داتا نے جھڑیاں نی

جھوک میرے انور والی

بوہڑیں وے سائیاں تیری یاد نہ بھلدے نی + ویر پے ساڈے وچ جیلاں دے رُلدے نی
جھوک میرے انور والی
باگے چوں لیائیاں میں ڈھولا موتیا توڑ کے + خیریں لیاویں ساڈے ویر رب موڑ کے
جھوک میرے انور والی
وگ وگ وے گھوہا تیری اچی نسا روے + بندیاں فوجاں میرا شوکت سالا روے
جھوک میرے انور والی
ڑیا توں جاناں ایں تیرے موڈھے بندوق وے + جیلاں وچ رُل میں بے توں منگے حقوق وے
جھوک میرے انور والی
کتنی آں چرخہ وٹ پے چیندے نی مال نوں + رب وکھاوے سانوں غازی کمال نوں
جھوک میرے انور والی
غازی کمال وے رب ودھاوے تیرا دونا اقبال وے

(مطبوعہ)

کجھ شعر:

ع ایہہ نامرادی دے کنڈے تے کھڑے ہو کے پئی کے دی ویکھنی موج میاں
مار چھال دریا وچ اُٹھ چھیتی پئی ویکھے تیری اوج میاں

(بحوالہ: پنجابی ادب دی کہانی 'عبدالغفور قریشی ص 453)

الیکشن علامہ اقبال بمقابلہ ملک دین محمد (بیرسٹر)

ع سر اقبال پیارے تائیں من دی دنیا ساری اے
کیہ ہویا جے چنگڑ محلے بیٹھا اک انکاری اے
جیبی پور اک پنڈ سُنی دا اوتھوں دا پٹواری اے
اساں کسے توں کجھ نہیں کہنا ساڈے محلے واری اے

(بحوالہ: سیارہ ڈائجسٹ لاہور اپریل 1965ء ص 123، مضمون میرا اقبال از سراج نظامی)

حافظ عالم خان خاکی

چٹھی خلافت دی (حصہ اوّل)

آکھاں حمد اوسے سر جبار نوں   جیہے بخشنا ہر بدکار نوں
فضلوں بھیجیاں غفار نوں   صدقے جاوندی سب خدائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

چار یار رسولؐ دے لال نیں   ملے جنہاں نوں قرب کمال نیں
اوہ تے لاڈلے جل جلال نیں   جنہے دین دی کلا جگائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

دنیا خواب خیال ڈراونی   اتھے پائیں نہ غافلا چھاونی
تیرے نال ایہہ مول نہ جاونی   کیہڑی عمر تے جرم ودھائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

کر ترک وکالت جگ دی   ایہہ تے نری مصیبت آگ دی
رہسی عزت مول نہ بگ دی   کیہڑی عمر تے خلق ستائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

جھولی چکاں نے بہت ستایا   رل بھائیاں نوں قید کرایا
لکھ ڈاڑیاں خوف گوایا   کیتی دین دی سخت جاہی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

مولا پاک دی ذات فرماوندی   نبی پاک نوں آکھ سناوندی
اوہناں واسطے جنت سہاوندی   جنہاں کیتی اج نیک کمائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

تینوں اجے بھی ترس نہ آوندا　　ابلیس پیا مکر سکھاوندا
تیرا غافلا دین گواوندا　　کیوں شرع دی تیگ لوہائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

پئی خلقت رڑھدی جاوندی　　تینوں اجے بھی شرم نہ آوندی
کیوں مت نہ مول سکھاوندی　　سُنی نمک حرام سپاہی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

جہاں کیتیاں اُلٹ کمیٹیاں　　ملیاں اوہناں توں جھوٹھیاں پیٹیاں
گئی خاک دے وچ سمیٹیاں　　جگہ اوہناں نے گور بنائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

بھال آسرے مُول نہ غیر دے　　سِکھ حرف پیاریا خیر دے
چھڈ خیال کمینیا سیر دے　　ایتھے کسے دی سدا نہ شاہی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

کجھ کت کے داج بناونا　　تُجے سوٹ دا نام مٹاونا
وچ ممبراں نام لکھاونا　　ایہدے وچ تمام بھلائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

یا واسطے دیاں دُہائیاں　　ویس غافلا چھڈ برائیاں
کریں یاد اوہ سخت سزائیاں　　مولا قہر تھیں اگ تپائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

کھدر پہن کے شکر گزار توں　　اس گل توں مول نہ ہار توں
بیڑا ڈبا اے پار اُتار توں　　کر زاریاں جند کھپائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

نچے سوٹ تے دین گوایا　　بے دیناں نے ہار بنایا
دے دوستاں مال لٹایا　　اج اوہناں نوں سمجھ نہ آئی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

فرض رب دا امر بجاونا　　بہتر عمل ہمیش کماونا
جھولی چنگاں دے نگر نہ جاونا　　سدا ایہناں تے قہر الہٰی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

دھروں جنہاں نوں ملی غلامی　　کردے اوہو پئے نمک حرامی
چھڈ قوم دا ساتھ حرامی　　اوہناں دوزخیں جگہ بنائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

سچ علی برادر فرماوندے　　نچے سوٹ نہ جیہڑے ہنڈاوندے
اوہو دین ایمان بچاوندے　　واہ واہ اوہناں تے فضل الہٰی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

اوڑک چھڈ جہان نوں جاونا　　کیہڑی عمر تے راج کماونا
جنہاں قوم دا ساتھ نبھاونا　　اوہناں واسطے سدا بھلائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

کر غافلا سمجھ اس گل دی
ایتھے گھڑی نہ ساعت پل دی
خلق وانگ مسافراں چلدی
کیہدے واسطے خلق ستائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

چھڈ غیر خیال جہان دے
چک مول نہ بوجھ طوفان دے
من حکم حدیث قرآن دے
ایہدے وچ تمام بھلیائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

چھڈ غیر خیال پیار دے
مولا باجھ کوئی ان نہ سار دے
کرنے اوس نے پار اتار دے
اوہدے فضل دے نال رہائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

کئی مولوی نام رکھاوندے
جھولی چک ایمان گواندے
رب نبی دا خوف نہ کھاوندے
کیتی اوہناں نے سخت تباہی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

چھڈ بجاں فکر جہان دے
ہن ڈب نہ وچ طوفان دے
جھولی چک مرید شیطان دے
لعنت اوہناں تے رب وسائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

رستم ہند دلیر سپاہی
سیف الدین مشہور جو بھائی
دتی اوہناں نے صاف گواہی
جھولی چکاں تے قہر الٰہی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

نامی اجمل کیہہ فرماوندا جھولی چک ایمان گواندا
رب نبی دا خوف نہ کھاوندا سدا اوس تے قہر الٰہی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

کت کھڈیا کھدور ہنڈاؤ دیسوں رقم نہ باہر کڈھاؤ
بھائی بھائی تے ترس کماؤ دنیا خام خیال تباہی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

کہیا ابوالکلام آزاد نے عاشق زار شیریں فرہاد نے
جھولی چک تمام برباد نے دھروں اوہناں نوں ملی گمراہی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

دنیا واسطے دین گواندے سؤلی بھایاں نوں پکڑ چڑھاوندے
سکیاں بھائیاں تے ظلم کماوندے قہر اوہناں نوں ملی تباہی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

ظفر علی نوں قید کرایا جھولی چکاں نوں خوف نہ آیا
عطاء اللہ تے ظلم کمایا ڈاڑھی تخق حبیب اٹھائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

اساں عاجزاں صبر کماونا جھولی چکاں ایمان گواونا
مولا فضل دے نال بچاونا آپے سُنے اوہ حال دہائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

کر کجھ تے خوف قہار دا — جیہڑا نال عذاب دے مار دا
تائب ہویاں نوں پار اتار دا — اوہدی وچ کونین دہائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

جھولی چک ایمان گواؤندا — کھاوڑھیاں پیٹ ودھاؤندا
اوہ عاجزاں ظلم کماؤندا — اج صبر دے نال رہائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

کوڑا جگ تے کوڑی جوانی — میری تیری بھی زندگی فانی
منگ فضل تے کرم ربانی — تیغ ظلم دی ظالماں واہی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

بس خاک میاں منگ یاری — اوہنوں عالم دی مختاری
کلمہ نکلے آخر واری — جیہدے نال طفیل بچائی آ
پڑھ چٹھی خلافت دی آئی آ
گاندھی جی نے لکھ پوچائی آ

حافظ عبدالحق سیالکوٹی محلہ اتاری

غزل نمبر 2

خلافت کھوہ لئی اج فرنگیاں نے دے تنگیاں کہ چار مسلم
سید الاحرار اج رہنما ساڈے کیتے ہور باقی گرفتار مسلم
فتوئی ضبط ہویا بن باقی ضبطی ویکھ قرآن تیار مسلم
نظر بند اج نائب رسول والے نرغے وچ افواج احرار مسلم
بیوہ عورتاں بچے یتیم کیتے ہوئے سرنا وچ بیزار مسلم
علماء یونانیاں قید کیتے گھجھ چابڑ دے تے اُپر وار مسلم

مدینے پاک مکے فلسطین اُتے قبضہ کربلا ہویا کفار مسلم
لٹیا گیا اج گھر اسلام والے کیوں ہوندے نہیں بیدار مسلم
ہُن حد ہوگئی بے غیرتی دی اکھیں کھول ہو ذرا ہشیار مسلم
جھنڈا لے اسلام دا جلد اٹھیں گڈی جالندن بازار مسلم
اللہ اکبر دے نعرے مارگجیں جارج شاہ دے وچ دربار مسلم
امن امان دنیا اُتے قائم کردے صداقت حق دی پھڑ تلوار مسلم

{قومی لیراں المعروف پنجابی قومی غزلیں حصہ دوم، حافظ عبدالحق سیالکوٹی محلہ اتاری (مطبوعہ)}

خواجہ عبدالرحیم عاجز

(1)

ہمت نہ ہار او آزادی دیا لاڑیا
ایہہ خوش ہوندی اے اوہناں بندیاں تے
آون دیاہن جیہڑے چوتھے کندھیاں تے
ہو کے اسوار او آزادی دیا لاڑیا
ہمت نہ ہار او آزادی دیا لاڑیا
خوش قسمت نیں اج امریکہ والے
نشے آزادی وچ ہو کے متوالے
جیویں میخوار او آزادی دیا لاڑیا
ہمت نہ ہار او آزادی دیا لاڑیا

(2)

بھانویں بن وہابی بھانویں بن حنفی
تیرا جو جی چاہوے نام دھرا
تینوں تیرے ای رب دا واسطہ ای
نہ توں اپنے تائیں غلام سدا

(3)

غلام غلامی غلامی غلامی
جنگل دے وچ جو شیر کہاؤندا اے
بندر وانگوں اوہنوں کون نچاؤندا اے

(4)

کل وسدے خادم قوم دے ساں سچ آکھیا تے اج غدار ہوئے
سانوں شوہ دریا وچ چھڈ کے تے چپی مار اج کنڈھیوں پار ہوئے
لب سڑک مسجد گرائے کوئی نال خون دے ندیاں بہائے کوئی
ٹھیکیدار اج سیاست دے سچ سمجھو تے ہندو اخبار ہوئے

(ایہ چوصرعہ احرار کے کانگرس سے الگ ہونے پر ہندو اخباروں کے شور مچانے پر کہا گیا)

دنیا اُتے آزادی جیہی چیز کیہڑی جس نوں قدر نہیں اوہ تاں انسان ای نہیں
اس دی خواہش توں جو محروم ہووے اوہدے جیہا کوئی پاگل نادان ای نہیں
ایہہ کیہ قدر آزادی دی جان دے نیں جنہاں سکھیا مڈھوں غلام رہنا
اوہ نادانو آزاد جو ہین قوماں ہتک سمجھدے تساں دا نام لینا
اپنی ہوندی رُسوائی نوں ویکھ کے تے تہانوں آوندی ذرا وی آن ای نہیں

کے بلبل نوں گلشن تھیں پکڑ تسیں رکھو سونے دے پنجرے پا کے تے
جگہ چھولیاں دی بھانویں دیوسوتی وچ بھتی دے تسیں ملا کے تے
ناممکن اے لالچ وچ آن کے تے آکھے قفس نوں نہ ایہہ زندان ای نہیں
بھلے اس طرح نال زمین اندر پتہ لگے نہ اوس دی جڑھدا اے
بوٹا کوئی زمین وچ لا رکھو کویں نال آزادی دے بڑھدا اے
اوسے تائیں وچ گملے لار رکھو رہندا اوہدا پھر مان تان ای نہیں

(پنجابی شاعراں دا تذکرہ: مولا بخش کشتہ ص 401)

استاد کرم امرتسری

غازی علم دین شہید

مسلم شان کتھے آن بان کتھے' کتھے تیریاں فرماں روانیاں نی
خالی ہتھ تیرے عالمگیر سیں توں' کتھے کھوہ لیاں شاہ جہانیاں نی
اوہ سب ہفت اقلیماں خواب ہویاں' تے خیال ہویاں جہاں بانیاں نی
ہیت حشمتاں مل گیاں خاک اندر' مٹی وچ رُل گیاں سلطانیاں نی
نہ چغتائیاں نی' نہ تورانیاں نی' نہ تاتاریاں نی نہ تورانیاں نی
قبراں ٹٹیاں' مسجداں ڈھٹھیاں تے' ورہں اُجڑے طمن نشانیاں نی

ڈلے ہوئے ہن بیر کجھ بگڑیا نہیں' مسلم قوم مستقم ایمان ہو جا
ہے کیہ جان ناچیز' عزیز نہ کر' سینہ سپر ہو جا ارزان جان ہو جا
سائے تیغ دےتھاں کجھ لبھ لیں گا' جان بجھ بھانویں ان جان ہو جا
اپنی جد امجد نوں ویکھ تے سہی ایسا نہ ہو کہ کسر شان ہو جا
چوکیدار بھی توں پہریدار بھی توں' جھے وچ تیرے دربانیاں نی
مسلم شان کتھے آن بان کتھے' کتھے تیریاں فرماں روانیاں نی

تیرے سامنے کھلیاں مارے دے نیں اُجیہڑے خواب وچ نہ ہس سکدے سن
تو سو برس تک حلقہ بگوش ہو کے' تیرے زیر سایہ پئے وسدے سن
بن بھاجیاں وانگ ترکاریاں دے پے کے ٹوکرے دے وچ نسدے سن
جے توں چاہوندوں بی نہ ہن دیندوں' سارے معاملے ایہہ تیرے وسدے سن
ہن اسلام ہو گیا تحول خانہ' بیاں سورتاں جن قرآنیاں نی
خالی ہتھ تیرے عالمگیر سیں توں کتھے کھوہ لیاں شاہ جہانیاں نی

ایہدر مسجداں وچ اذان دیئے' اودھر مندراں وچ ہوم ہووے
تیں تیں ہووے جنے جنے ہووے ناتھ ناتھ ہووے سوم سوم ہووے

وچ جن مل ز سنگھے تے سکھ پھوکن بل کے ہون سب کار شیطانیاں نی
اوہ سب ہفت اقلیماں خواب ہویاں تے خیال ہویاں جہاں بانیاں نی

رحمت عالم دی آکھیا رب جس نوں اوہنوں میں ''رنگیلا'' کہایا اے
واہ واہ میریئے مسلمانیئے نی' میں کلنک اسلام نوں لایا اے
گڑھتی جگہ کیوں نہ میںوں زہر دتا' کیوں نہ گھٹ کے گلہ دبایا اے
میری ماں بدبخت نے کیوں بھلا' مجھ جیسے بے غیرت نوں جایا اے
ماراں کھان تے دند بھنان اوہدر' ایہدر ایہہ میریاں قدر دانیاں نی
بیت حشمتاں بل گیاں خاک اندر' مٹی وچ رُل گیاں سلطانیاں نی

یا رب اُرہے ہو کے اک گل سُن لے' پتر قاسم دا فیر اک وار آوے
اُجڑ گئی گلزار محمدی اے' مڑ کے فیر اک وار بہار آوے
سبکتگین دا آ جاوے لال کدھروں ، اوہو قافلہ اوہو سالار آوے
آوے حمزہؓ عباسؓ یا عمر خالد یا رب کدھروں ذوالفقار آوے
ایہناں ساریاں چوں کوئی نہ لبھدا اے' سید عرب نہ مغل افغانیاں نی
نہ چغتانیاں نی' نہ ظفرانیاں نی' نہ تاتاریاں نی' نہ تو رانیاں نی
جیہڑا تیوں تس توں قافلہ چلیا سی' سنیا ایں اوہ گنگا اُتے بہہ گیا اے
کوئی اکھ نہ پٹ کے ویکھدا سی' ایسی شان شوکت نال رہ گیا اے
اوتھاں سُنے ہو گیا ہے غیب غلہ' کوئی فرد بھی نہ پچھے رہ گیا اے
خبر نہیں کدھر چلا گیا یارو' کوئی حال نہ اپنا کہہ گیا اے
ساری دنیا وچ ڈھونڈیا کرم اس نوں سارے جگ دیاں خیاں چھانیاں نی
قبراں ٹٹیاں' مسجداں ڈھٹھیاں تے' دِس اُجڑے ملن نشانیاں نی

(2)

کشمیری مسلماناں دی جدوجہد

یارو کافراں نے بڑا تنگ کیتا اے' مسلماناں دے گوش گزار دیو
ہو یا کیہ جے خالد جرار ہے نہیں' تسی کاس نوں حوصلے ہار دے او
فضل رب دا یارو آس رکھو' خادم تسی اک بڑی سرکارؐ دے او
اوہدیاں بے نیازیاں جاندے اوہ محرم تسی اک بڑے اسرار دے او
چلو خنجر ہلال نوں باہر کڈھو مُڑ کے باڑ اوس نوں دوجی وار دے او
پیارے نام محمدؐ توں چلو یارو' تسی اپنی جان نوں وار دے او
تسی پہلے بھی قیصر نوں ماریا سی' قسطنطین ولے ہرقل تپیا سی
تہانوں یاد نہیں اوہ سیاہ تہاڈا' اٹلا کیہ تے جدوں وسیا سی
جڑ کھود دتی تساں قبطیاں دی تخت بخت مقوقس دا کھسیا سی
ہسپانیہ بھی تساں صاف کیتا' تے ازرق دا بھی ٹکڑ کسیا سی
ایہہ کشمیر دی چنڈ بلا کیہ اے' چلو سر توں بھار اتار دے او
پیارے نام محمدؐ توں چلو یارو' تسی اپنی جان نوں وار دے او

ایہہ سو ورھے دا تخت کیانیاں دا' یارو تساں ہی جا کے پچھاڑیا سی
گل دیر دی اے تہانوں یاد ناہیں' در خیبر بھی تساں اکھاڑیا سی
تسی بڑے نشان ہو جنگیاں دے' تسی سارا جہان لتاڑیا سی
تہاڈے سامنے نبوں نہیں کے لیتا' بھلے چنگیاں نوں تساں جھاڑیا سی
وعدہ کرو میرے نال آؤ یارو' میرے ہتھ اُتے ہتھ مار دے او
پیارے نام محمدؐ توں چلو یارو' تسی اپنی جان نوں وار دے او
ٹھوکو بانس وچ بیخ تے راس کرلو' تسی کیہ قواعدوں جان دے او
صفاں توڑ کے صفاں وچھا دے او' تسی عدو کم بخت دے ہان دے او

تہاڈا اُکدا کدی نشان ناہیں، تُسی تیر اک بڑی کمان دے او
تہانوں اپنے زور دی خبر ناہیں، تُسی بڑے جنگی خاندان او
چلو چلو کوئی قبضہ دیوار تے نہیں، پچھے ہٹ کے جھاتیاں مار دے او
پیارے نام محمد توں چلو یارو، تُسی اپنی جان نوں وار دے او
تُسی جبل طارق وچوں پار ہو گئے، پچھے بیڑیاں نوں لا کے اگ یارو
تہاڈی کسے رفتار نوں روکیا سی، لوہا من دا اے تہاڈا جگ یارو
تُسی وانگ ہوا دے لنگ گئے، پچھے بھونکدے رہے بن سگ یارو
جھنجے والیاں ٹوپیاں پھوک دے او، تے سنبھال تو اپنی پگ یارو
ہلّہ بولو کشمیر تے چلو جا کے راج محل توں کر مسمار دے او
پیارے نام محمدؐ توں چلو یارو، تُسی اپنی جان نوں وار دے او
تُسی گن مشین کیہ جان دے او، لاٹھو یارو پترا ڈانگ اُتے
لاشاں نال بھر دیو میدان سارا، ماری جاونا سانگ تے سانگ اُتے
ایڈے ڈھیر لگا دیو مردیاں دے، چیلاں بھون کر لاون بے کانگ اُتے
لڑو لڑو پر ایہہ سوچ سمجھ لینا، کن اپنا رکھنا بانگ اُتے
صدقہ اپنے نام دا کرم کریں، آ ؤ جھوٹھ تے سچ نتار دے او
پیارے نام محمدؐ توں چلو یارو، تُسی اپنی جان نوں وار دے او

(3)

مسجد شہید گنج

ویکھیا ای مسلم کم کفار دا، گھر ڈھا چھڈیا اے رب جبار دا
توں ای محمود ایں، توں ای ایاز ایں
بندہ نواز ایں، بڑا جاں باز ایں
محرم راز ایں، خنجر دراز ایں
تینوں کیہ خوف ہے کسے مردار دا
ویکھیا ای مسلم کم کفار دا، گھر ڈھا چھڈیا اے رب جبار دا

قصہ فلک تے ہے تیری ہی کوک دا
تیرے حقوق دا' پھٹ بندوق دا
حال ہے سوک دا' عہد فاروقؓ دا
تذکرہ ہے تیری آہ و پکار دا
ویکھیا ای مسلم کم کفار دا' گھر ڈھا چھڈیا اے رب جبار دا
(کرم پھلواری: کرم امرتسری مرتبہ عبدالکریم)

مولوی عبداللطیف افضل

کشمیر دی تحریک

جم جم گولیاں دی بارش ہووے چھم چھم
خون دے فوارے جان قدماں دے وچ جم
جم جاوے قدم ایسے جان وارے سارا جسم
دماں دا وساہ کیہ اے زندگی دے چار دم
دم دین فائدہ جناں دماں دا بپار ہووے
زندہ کرے قوم نوں جو قوم تے نثار ہووے

مظہر علی راجے نال آپے کردا قیل قال
تینوں کہنے پچھیا سی آپے جناں جج نال
دُور توں سلام تینوں گوریا معاف کر
باندر والا ساڈے وچ توں نہ انصاف کر

ظہیر نیاز بیگی

جاگ مسلماں جاگ ذرا ہن تے اپنیاں اکھاں کھول
حالت تیری ہر تھاں ویکھی ڈاہڈی ڈانواں ڈول
اُٹھ ہن اپنی سُرت سنبھال مولا وقت لیایا اے
فیصلہ تیری قسمت والا تیرے ہتھیں آیا اے

اُٹھ ہُن پاکستان بنا لے جے توں زندہ رہنا اے
ڈشمن تیرا کل جہان جھوٹھ نہ میرا کہنا اے
اُٹھ اپنے کردار دے نال راضی رب نوں کر لے توں
پھر اس دے انعاماں نال جھولی اپنی بھر لے توں
اس دھرتی دا وارث فیر تینوں رب بنانا اے
مُڑ کے تیرے چمکن دا ہیریا ویلا آؤنا اے
رب دی طرفوں دنیا لئی رحمت بن کے آیوں توں
ویکھیا ساری دنیا نے لہندے چڑھدے چھائیوں توں
اپنیاں خوبیاں نال ہمیش دلاں تے حکم چلاندا سیں
دنیا جھک جھک جاندی سی جس جس پاسے جاندا سیں
تیرے حسن اخلاق دیاں ڈھمتاں تھاں تھاں پیاں سن
گونجاں تیرے نام دیاں فلکاں تائیں گیاں سن
اپنی ہر قربانی نال حق نوں توں منوایا سی
کسے نہ سوہنیا تیرے وانگ رُتبہ عالی پایا سی
اپنے بیتیاں وقتاں دی یاد نہ اینج بھلائی سی
آن اپنی توں دینی جان تیری ریت پرانی سی
فیر ہنیری دنیا نوں چناں روشن کردا جا
پھر مخلوق تمامی دا دم سجناں اج بھردا جا
جے توں ایسا کریں ظہیر مولا کرم کمائے گا
جھنڈا تیری عظمت والا دنیا تے لہرائے گا

(7 مارچ 1943ء)

پنجاب کے خود غرض اور مطلب پرست ٹوڈے یونینسٹ پارٹی کے متعلق نظم جو غیر ملکی فرنگی کی ایجنٹی کرتی تھی (ظہیر نیاز بیگی)

(1)

چوراں دی حکومت اے تے چوراں دی سرداری اے
چوراں دا زمانے اے تے عام چورا کاری اے
چوراں دے لٹیریاں دی مار دھاڑ جاری اے
سہمی ہوئی قوم اُتے خوف ڈاہڈا طاری اے
دن ویلے تارے ایہناں لوکاں نوں دکھائے نیں
خورے ایہہ مداریاں دے پُتر کتھوں آئے نیں

(2)

کل جیہڑے خون ساڈا وِچ وِچ پلے نیں
نت جنہاں جسم ساڈے ونڈاں وانگوں دلے نیں
کڈھ کے کلیجے جنہاں پیراں تھلے ملے نیں
اج وی اوہ وادپا لاؤن لئی کھلے نیں
ایسے پاروں قوم ساری دیندی پئی دُہائی اے
ربا اوہو ڈین ساڈے ویہڑے اندر آئی اے

(3)

جے نیں ایہہ ہیرا پھیری کرن تے کران تے
رہندی کھو ہندی کل سنگ آنے نیں سکان تے
اُٹھے نیں ایہہ لئی پٹی قوم نوں لُٹان تے
دادا جی دا فاتحہ حلوائی دی دُکان تے
ویکھو کہی کھپ ایہناں آن کے مچائی اے
کل جنّی گدڑی تے اج ایہہ دیاہی اے

(4)

جنہاں پاروں رون بت تختی اساں کٹی اے
بت جنہاں جڑھ ساڈی قوم والی پٹی اے
سودے ساڈی جند دے تے حاصل اوہناں کھٹی اے
خصم کیتا نانی نے تے دوہترے نوں چٹی اے

شرم ایس چوکڑی چنڈلاں نے گوائی اے
گھر والی بن بیٹھی اگ لین آئی اے

(5)

مان کیہ اے جھوٹھیاں نگلیاں دی یاری دا
کدے نہ وساہ کھایئے چور تے جواری دا
جہاں پہلے مُدھ بدھا قوم دی خواری دا
اوہناں نوں بنانا سجے مختار قوم ساری دا
ڈھڈاں دے پجاریاں نے ات توں چائی اے
کالی بولی رات مُڑ کے قوم اُتے چھائی اے

(6)

باندراں نوں بیڑیاں دی راکھی تے بہایئے نہ
عقل دا دیوالہ ایویں کڈھ کے دکھایئے نہ
انھے اگے رو رو کے اکھیاں گوایئے نہ
جدی پشتی ٹھگاں تائیں دکھڑے سنایئے نہ
یارو ایہہ وی گل کدی ذہن اندر آئی اے
ماں کولوں ہیجلی تے پھپھے کٹن دائی اے

(7)

ناڈھو خان دا پتر بھانویں رانی خان دا سالا اے
جیہدے ہتھوں ہوندا پیا قوم دا منہ کالا اے
پچھو نہ کجھ اوہدا جیہڑا حال ہون والا اے
مولا دیاں قدرتاں دا بھید ای نرالا اے
چنگے نیں ظہیر جہاں نیکی کوئی کیتی اے
اپنی تے عمر اینویں غفلت وچ بیتی اے

پرچی لیگ نوں دئیں او یار

بھانویں تھانیدار ڈراوے — اکھیں کڈھے تے دھمکاوے
بھانویں کہے چالان کراں گا — جھوٹھے کیساں وچ دھراں گا
اوہنوں آکھیں چل اوئے جھلئے — تیتھوں ڈریے کیہڑی گلے
توں ایں ساڈا چوکیدار — پرچی لیگ نوں دئیں او یار

عشق لہر چراغ دین

(1)

اج میں تویں سناواں گا دوستاں نوں جو مراد ساڈے پاکستان دی اے
ملک وکھرا بنے تے دیکھ لینا کرنی حکمرانی بڑی شان دی اے
تے اقلیتاں دا حق محفوظ کر کے خیر منگنی اوہناں دی جان دی اے
عشق لہر محمدی لاہ ہوی گل نبی پاک قرآن دی اے

(2)

دھڑے بندیاں دی ہٹ کھول کے تے رقماں بہت سیانیاں وٹیاں نیں
رقماں وٹیاں کھٹیاں لکھ بھانویں پر کر لیتاں چور چٹیاں نیں
دھوتی اتے لنگوٹی نے ساتھ دتا اُتے کے دیاں بھریاں چٹیاں نیں
بڑے گرے زمانے دی نظر وچوں عشق لہر ایہہ کھٹیاں کھٹیاں نیں

(3)

کل خضر گل سی تے آکھدا سی دسو میری وزارت دا بنے گا کیہ
تیرا میرا پیار تے ویر بھائیاں ایڈی واڑھ اگے گلا تنے گا کیہ
جتھ قوم دے چھانا لیگ دا اے میرے لئی گھٹے بناں چھنے گا کیہ
عشق لہر میرا سنڈھا پیر بھارے پیا سوچنا ایں ہُن بنے گا کیہ

(4)

خضر دوئیں ایس جہان اُتے اک نار دیکھو دوجا نور ہویا
اک دے متھے برائی اے لکھی ہوئی اک نیکیاں نال بھرپور ہویا

اک بھلیاں نوں راہ پان والا اک چھڈ رستہ کیڈا دور ہویا
عشق لہر اک ڈبیاں تار دا اے اک ڈوبنے تے مامور ہویا

(5)

دیکھ لیگ دی چادر دا رنگ گوہڑا کیتا خیال مداریاں دھوبیاں نے
ایہدا گندے پانی وچ ناس کریئے دل وچ ٹھانی وزارت دے لوبھیاں نے
کیہ دیکھیئے اوہناں دا حال ہوسی سولاں لیگ نوں جنہاں نے چوبھیاں نے
عشق لہر رب تارے تے ترن گیاں جیہڑیاں خضر نے بیڑیاں ڈوبیاں نے

(6)

غازی علم دین شہید بارے

ہویا چودھویں دے چن وچ روشن تیرا عشق اوئے عاشق حضورؐ دیا
جھوٹا دار دی پینگھ دا جھوٹیا ای شوق نال ساتھی منصور دیا
سب دیاں اکھیاں وچ سما گیا ایں علم دین او ذریا طور دیا
عشق لہر دی عرش دربار اندر پہلوں کریں مسافرا دور دیا

(7)الف

میاں اج دو رنگیاں ویکھیاں جے نالے غم سانوں نالے عید وی اے
علم دین بہادر دے حوصلے دی سانوں دید وی اے تے شنید وی اے
جنت وچ رضوان نے پچھنا نہیں خط پاس اُس دے تے رسید وی اے
عشق لہر محمد دا ہے عاشق غازی مرد نالے تے شہید وی اے

(7)ب

سچ ہے تسی پنجابیو وانگ بیلاں پچھوں بکیاں باجھ نہ ہلدے او
وچھو والی دے جیویں مزدو چلن اوسے طرح تسی چال چلدے او
مالک مال تے زمیں دے ہو کے تے علم بنا غلامیاں ملدے او
پھوکو لاہ کے مل پنجالیاں نوں جیہڑیاں پا جیٹھے وچ گل دے او
کھوپے اکھاں تے چاڑھ جہالتاں دے تُسی جولیاں دے وچ جوئے ہوئے او
بیٹے پرانیاں کھاندے او ایس گلے جیوندی جان نکاریو موئے ہوئے او

(8)

باندر ونڈ ونڈی جدوں حاکماں نے بدل گیا اوہ خوشی دا ویس ساڈا
محمد علی جناح توں بھیج دتا آکے کم سواریا ایس ساڈا
جیہڑا ہو گیا ہو یا سی لیڈراں توں اوہو جتیا آکے کیس ساڈا
عشق لہر مبارکاں لوک دیندے پاکستان بن گیا اے دیس ساڈا

(9)

پاکستان ہووے

مولا کرم ہندوے حال اُتے مسلمان ایہدا مسلمان ہووے
دلوں کڈھ کدورتاں ساریاں توں اک دوسرے توں قربان ہووے
سارے فیصلے ہون قرآن اُتے اگے وانگ اسلام دی شان ہووے
عشق لہر کہہ نبی دا واسطہ ای ایس ملک اندر پاکستان ہووے

(10)

سیاست دی چوپٹ

چوپٹ وچھی سیاست دی ڈلاں والی شاطر جمع ہو گئے جو بڑے سیانے
پاکستان دی اوہناں نے شرط رکھی جت ہار دا فیصلہ رب جانے
اوہدر رلے فریب دی چال والے جاگیر نہ لیگ دے گئے رانے
عشق لہر ڈل سٹے تے پتہ لگا ایہدر پوں باراں اوہدر تن کانے

(11)

پاکستان

دل دریا سی دولتاں روڑھدے رہے ایہہ نہ سوچیا کجھ بچا لیئے
پانی وانگ جہاں ساڈا مال پیتا ہُن اوہ کہن غلام بنا لیئے
نسٹی چنگ حریفاں نے وچ کنگھاں بھانبڑ بجھ گیا کیویں بجھا لیئے
چڑھیا بحر نفاق دا مار ٹھاٹھاں لاوے ڈھا نہ بنھ بنا لیئے
بیڑی قوم دی اے گھمن گھیر اندر چپو ونج مہانیوں لا لیئے

غیراں نال نہ نبھدی بھائی والی حصہ اپنا ونڈ ونڈا لیئے
عشق لہر سبھ مشکلاں حل ہو دن پاکستان جے کدے بنا لیئے

(12)

پچے قدم جدوں کامیابیاں نیں

پاکستان بن کے رہے گا یاد رکھو کڈھے ہوئے حساب حسابیاں نیں
چھیتی قافلہ منزل تے پہنچنا ایں چک لے مُن قدم پنجابیاں نیں
وجے جندرے دلاں تے کھول دے گی میاں لیگ دے ہتھ وچ چابیاں نیں
عشق لہر تدلوک حیران ہو سن پچے قدم جدوں کامیابیاں نیں

(13)

سیاست دی شطرنج

اج شطرنج سیاست دی وچھی ہوئی بڑی سوچ نال ایس دی چال ہووے
شاطر بڑا چالاک اے کانگرس دا چالا کریں نہ جیہدا املال ہووے
توں رُخ پھیرتے مار پیادیاں نوں ایہہ وزیر مہرہ شاہ دے نال ہووے
فیلا مارے گھوڑے دی شہہ دے کے دشمن زیر سُماں پامال ہووے
آکھے اس طرح نال حیران ہو کے ایہہ کیہ نال میرے طلسمات ہوئی
او میں سارے زمانے نوں جتدا ساں اج لیگ اگے بازی مات ہوئی

(14)

ساڈی ڈور دے ٹوٹے

ریلاں چنگیاں سمجھ کے لیگ دیاں کانگرس مچاون تے شور ہوئی
گنجل اپنے کھول نہ سکدی اے کیڈی دوجیاں تے منہ زور ہوئی
گڈی چڑھی آکاش تے دیکھ ایہدی اوہدی بجھنے آں نیت ہور ہوئی
جتھ مار اوہ توڑنا چاہندی اے وگی اپنی ہی جیہدی ڈور ہوئی
مسلمان تے بڑا افسوس ساتوں چیندا پیچ تے پھٹ کے ہار دے نیں
ساڈی ڈور دے گنڈھ کے ٹوٹیاں نوں ایہہ حریف پچے کانٹیاں مار دے نیں

(15)

پاکستان دیاں تاراں

محمد علی تیرے ویکھنے نوں مسلمان لکھاں انتظار بیٹھے
قائد اعظم داکیہ ارشاد ہونداے ایس گل اُتے جانثار بیٹھے
ایہدے ادنیٰ اشارے تے جان دیئے ایہہ وچار کے دلوں وچار بیٹھے
تیری قوم تیارنوں ویکھ کے تے اج حریف تیرے ہمت ہار بیٹھے
پاکستان دیاں تاراں میلیاں نی تیرا بڑا بلند ایہہ ساز ہویا
عشق لہر ہمدرد ہیں قوم داتوں نگہبان تیرا بے نیاز ہویا

(16)

قائداعظم

میاں اسی غلام ساں مدتاں دے نہ کوئی آیا آزاد کران والا
لیڈر جو ملیا سانوں اج تیکر ساری قوم نوں ویچ کے کھان والا
کئی وار تولا وکیا کوڈیاں توں جیہڑا موتیاں نال تلوان والا
جاگے بھاگ غریباں دے چراں پچھوں پاکستان آ گیا دوان والا
ناخدا(1) خدا تے میل دتا کشتی قوم دی نوں بنے لان والا
اوہدا مغز بیدار ہے اس طرح دا گاندھی جیہاں نوں چکر کھوان والا
نہرو اتے پٹیل پچے پٹ دے نیں کتھوں آ گیا کھیڈ گوان والا
عشق لہر وہ کافراں نال رلیا فتوے کفر دے جیہڑا سی لان والا (2)

(1: قائداعظم محمد علی جناح 2: ابوالکلام آزاد)

(17)

سالار کارواں

جیہڑے ماردے سن سانوں آپ مرگئے فیروی رنگ لاگئی اے مار ساڈی
دکھی دلاں دا حال سناؤنے نوں بڑل چیر کے گئی پکار ساڈی
دریا رحمتاں دا آیا جوش اندر کشتی کس طرح لائی سُو پار ساڈی
عشق لہر پہنچائے گا منزلاں تے (1) محمد علی دے ہتھ مہار ساڈی

(1 قائداعظم محمد علی جناح)

(18)

جناح تے آزاد

جس چمن دا ہووے جناح مالی اوہ چمن برباد نہیں ہو سکدا
بُلبُل وانگ عاشق اپنے گلاں دا اے کدے عاشق صیاد نہیں ہو سکدا
جیکر رائی دا بنے ترڈور ناہیں اینویں کانا شمشاد نہیں ہو سکدا
گھر کیڑیاں سوگ ہمیش دا اے دل اوہناں دا شاد نہیں ہو سکدا
طوطا کیسے توں سکھ کے کرے گلاں پر اوہ طوطا استاد نہیں ہو سکدا
عشق لہر جو قوم غلام کردا اوہ آپ آزاد (1) نہیں ہو سکدا

(1۔ ابوالکلام آزاد)

(19)

وکھری لیک

اوہ لوک ہمسائیاں نال دغا کردے عادت جہاں نوں بھیڑیاں وادیاں دی
آکھن جگ توں اوہناں نوں میٹ دیئے ہر اک چال کر کے بربادیاں دی
محمد علی جناح نے نال کوشش پائی وکھری لیک آبادیاں دی
عشق لہر میدان وچ سٹ گئے اوہ جہاں چکی سی پنڈ آزادیاں دی

(20)

جھوٹھی مالا

کانگرس بدنامی دا تلک لا کے مالا پائی کینٹھی بھلاندی ڈوڈیاں دی
موتی لال جواہر زمرد جھوٹھے اپنے وی لبھی تے اوڈیاں دی
محمد علی جناح نے باغ لایا جس وچ بڑی ضرورت ہے گوڈیاں دی
عشق لہر میدان وچ اوہ نکلی جنہوں کہن جماعت اے ٹوڈیاں دی

(21)

ابوالکلام آزاد

میاں غیراں دے نال پیار پا کے اپنے سکے بھراواں توں خار دیناں ایں
دولت علم دی آئی سی پاس تیرے پیا دوجیاں تائیں اودھار دیناں ایں

ایہناں تیرے تے ڈنگ چلاؤنا ایں جیہڑے سپاں دے منہ تے پیار دیناں ایں
عشق لہر غلامیاں گلے پا کے توں "آزاد" آزادی دی تار دیناں ایں

(22)

لیگ تے کانگرس

ہاں بے علم تے کس طرح لکھاں گا میں اپنی قوم دے ذرا افسانیاں نوں
ٹسی دیو امداد تے لکھاں گا میں جا کے آکھیا کاہی دے کانیاں نوں
کہیا کانیاں اوہناں دا حال لکھنا ایں غیراں نال جو لاون یارانیاں نوں
تیرے شعراں دا ذرا نہیں اثر ہونا ایہناں قوم فروشاں دیوانیاں نوں
ٹساں (1) باپ کلام دا بھیجیا سی کیتی گل نہ بدل اصول گیا
ٹساں نفع دے واسطے ونج کیتا ہتھوں ویکھیا جے تہاڈا مول گیا

(1۔ ابوالکلام آزاد)

(23)

قوم فروش لیڈر

اک دن اوہ لیڈر رل کے کرن گلاں پیدا ہوئے جو بھیڑیاں واد یاں نوں
موومنٹ کوئی شروع نہیں ہوندی ہویاں مدتاں دعوتاں کھادیاں نوں
مُڑ مُڑ عیش پئے جیلاں دے یاد آون ہائے اے کلاس دے عادیاں نوں
عشق لہر ساڈا چاہا گرم ہووے لوکی لبھدے پھرن آزادیاں نوں

(24)

قوم فروش لیڈر

اوہناں لیڈراں تے نہ اعتبار کرنا میاں لیڈر خیال جو بیچ دے نیں
رکھدے دین اسلام دا پاس ناہیں ہر دوجہاں دے نال میچ دے نیں
سی وانگ بھراواں نوں دین دھوکھا ایہہ بناری ٹھگ کہ کیچ دے نیں
عشق لہر اج چاندی تے ٹوٹیاں توں پئے دین محمد دا ویچدے نیں

(25)

بھونڈ

غیراں نال پیار تے ویر بھائیاں اچھی کڈھی جے چار یارانیاں دی
تہاڈے ایس رویے توں لوک آکھن ماری گئی اے مت دیوانیاں دی
اک شمع جدائی دی بال کے تے روشن محفل پئے کرو بیگانیاں دی
عشق لہر عاشق ہونا بڑا مشکل کر دے بھونڈ نیں ریس پروانیاں دی

(26)

ساڈا رب نہ بدلے

وچ چودھویں صدی دے آن کے تے دیکھو کیسے زمانے دے ڈھنگ بدلے
فلک بدلیا زمیں ہوا بدلی ہیو پتراں آکے سنگ بدلے
بدل گئے زمانے دے چال چلن تے عمامے اماماں نے منگ بدلے
بدلے وعظ نصیحتاں کرن والے تیتے عالماں علم دے رنگ بدلے
بدلے حکم حکومتاں کرن والے تیغاں بدلیاں تیر تفنگ بدلے
بدل گئے اسوار جو گھوڑیاں دے راساں بدلیاں کے نے تنگ بدلے
بدلے دودھ پلایا اے خون چلیاں صد افسوس نہ سپاں دے ڈنگ بدلے
عشق لہر بدلے ساڈا رب ناہیں بھاویں سارا جہان ننگ بدلے

(27)

بچھی دیوی دی صاف گوئی

انقلاب ہویا بچھی آن کے تے لیڈر نال ساڈے ہم زبان ہوئی
جی میں تلک لگا کے بنی ہندو ایہا پیار ودھیا اک جان ہوئی
چلن پھرن اوہناں میرا بند کیتا گویا قید کیتی پریشان ہوئی
عشق لہر واہ لگاتے نکل آئی اج میں لیگ اندر مسلمان ہوئی

(28)

میاں افتخار الدین تے مولانا داؤد غزنوی دی کانگرس توں بیزاری

کانگرس دلہن جیہڑی بنی ہوئی سی اوہدے گلے وچ کج دا ہار آیا
مسلمان جد ایسنوں پائے زیور اوس دن توں ایہدا وقار آیا

پر ایہہ فیر بھی اوس دی بنی ناہیں اوہدے سہاگ دا جیہڑا سنگار آیا
دتی گھر دیاں کوئی نہ مت ایہنوں مالک نال بھی ایہدا انکار آیا
ایہدی آبرو دا کیتا پاس ناہیں اوہدا پتا آکھن ہوشیار آیا
لاواں ٹُٹیاں خاک وچ رُلے پھیرے جدوں چھڈ میاں افتخار آیا
ودھا سمجھ داؤد پالئی چدر اوہ دی اوس توں ہو بیزار آیا
عشق لہر ساڈا گل خوبیاں دا دے کے کیوں حریفاں نوں خار آیا

(29)

سردار شوکت حیات خان دا اشعار

مولا شوکت حیات' حیات رکھیں اپنے قوم تے بڑے احسان کیتے
ایہدی عمر چھوٹی اتے کم وڈے جان بجھ کے آپ نقصان کیتے
ماری دولت نوں لت مربیاں نوں تے اجاڑ دے آپ سامان کیتے
عشق لہر ایہدیاں قربانیاں توں اسی کئی لیڈر قربان کیتے

(30)

انقلاب

مسلمان غریب اسلام لبھن لبھدے پے امیر امیریاں نوں
مسلمان جدوں حکمران ہے سن اچھار ہے سمجھدے فقیریاں نوں
جیہڑے بادشاہ آپ بناون والے اوہ کیہ سمجھدے ہین وزیریاں نوں
اک' شوکت حیات' ہویا پئی موت باقی اوہدے سیریاں نوں
وڈے جوتیاں نوں پے گیا سوکا غیرت آئی اے دیکھ ہیریاں نوں
عشق لہر ایڈا انقلاب ہو یا بدوبدی پھاڑی کیتا میریاں نوں

(31)

خان عبدالقیوم خان سرحدی

شیشے دل حریفاں دے ہوئے ٹوٹے واپس ہیرا جد عبدالقیوم ہویا
سبھی کانگرس کھل گئے بھید میرے حل کرن نوں جمع ہجوم ہویا

اوہناں مولوی (1) صدر بنا لیا سی بنیا حاکم تے سکھوں محکوم ہویا
عشق لہر اک ہنس آزاد دیسی جھوٹھے موتیاں تے بن کے بوم ہویا

(1۔ابوالکلام آزاد)

(32)

ملک فیروز خان نون

ایس گل دا مان ہے دوتیاں نوں کیونکہ جتھ دے وچ قانون آیا
سانوں رنج ہے بدن دے پھوڑیاں دا نکلے تاں خراب ہے خون آیا
ایسے فکر دے وچ غلطان ساں میں جاگے بھاگ جیہوں ٹیلیفون آیا
عشق لہر ہُن قوم نوں فکر کاہدا جد کہ نال تہاڈے ملک نون آیا

(9تا32۔تحفۂ پاکستان یعنی عشق لہر دیاں لیگی نظماں مطبوعہ اردو بک سٹال بیرون لوہاری گیٹ لاہور)

(33)

مسلم لیگ دا اے لیڈر قائداعظم گڈی جیہدی ولایت تک چڑھی ہوئی اے
پاکستان دے اوہ ای ہین دشمن پوچھ گاندھی دی جنہاں نے پھڑی ہوئی اے
پاکستان دے بنن وچ دیر کوئی نہیں ہاتھی لنگھ گیا تے پوچھ اڑی ہوئی اے
عشق لہر ہُن خوف نہیں کسے گل دا ساڈی اکھ مدینے نال لڑی ہوئی اے

(غیر مطبوعہ:بشکریہ ڈاکٹر قمرالدین بٹ)

مولانا محمد بخش مسلم

(1)

جیوندی جان اوہ پیاریا علم دینا جیون جو گیا موت توں ماریا ای
جگاں تیک رہسی تیرا نام زندہ زندہ نبیؐ توں تن من واریا ای
سُک گئے دریا محبتاں دے بیڑا ریت تے بجھاں تاریا ای
الااللہ کہہ کے چڑھیوں دار اُتے سروں عشق دا بھار اتاریا ای
تیرے جیہے غازی ورلی ماں جن سی اپنا جنم تے کرم سواریا ای
لاش رہی بے داغ ایمان وانگوں ڈاہڈا جوبھ تے بچ نتاریاں ای

جنت مانی اوہنے ترکھان دیا کنڈا کفر اپرادھ دا وڈھیا ای
آئی موت حیات دا جام لے کے کھ بچیاں وانگ چا اڈیا ای
اشکے بیلیا اوئے تیرے حوصلے توں زندہ پھیر منصور کر چھڈیا ای
دنیا موت کولوں اینویں بھجدی اے موت عاشقاں دے پردے کجدی اے
اوسے موت نال زندگی سجدی اے جیہڑی موت ہووے کسے پجدی اے

(2)

ظفروال چل بانگ پکاریئے' تیتاں ایتھ نماز گزاریئے
پہلاں لاش لیاندی علم دین دی ہُن ایہہ دی مورچہ ماریئے

(3)

جیہڑا چھڈ جماعت جاوے' اوہنوں کریئے آڈوں پار
مَن لے پیارے پاکستان' مَن لے پیارے پاکستان
پاکستان نال کرلے پیار.........

سید فضل حسین مدنی شہباز

کدی سوچیا ای غافل مسلمانا تیری شان تے تیری اوہ آن کتھے
تیری جرأت تے غیرت نوں کیہ ہویا اج گیا ہے تیرا ایمان کتھے
کتھے گیا جذبہ تیریاں بزرگاں دا تے تیری عقل نوں آن کے کیہ ہویا
پھریں عشرتاں عیشاں توں کردا' تیریاں حکمتاں دا قلمدان کتھے
چھڈی خود داری وڈھی پئی خواری نالے گئی امارت گئی ضرب کاری
ورثے وچ سی تیرے جو ہتھ آیا اج دس کھاں اوہدا نشان کتھے
تینوں رہی ناہیں ذرا مول غیرت پتہ نہیں حمیت نوں کیہ ہویا
پھریں جھکدا غیراں دے چاؤڑ اُتے وفاداری دا عہد پیمان کتھے
کتھے گئی تیری ایڈی بادشاہی لکھاں نالوں وی پھریں تو اج ہولا
اوہ پیغام جیہڑا نبی پاک دتا، دس کھاں سود اوہدا تے زیان کتھے
تیری شان سی دنیا تے بھائی میرے آیوں ہورناں آزاد کران لئی
رہنا ایں وچ غلامی دے شاد ہر دم اوئے بے غیرتا گیا قرآن کتھے

توں خیال کریں اپنیاں بھائیاں دا جیکر رب تینوں فکر دیندا اے
کرپالنا اپنے سکیاں دی کتھے توں تے تیرا جہان کتھے
چھڈ غفلتاں بھائیاں نال اک ہو کے ایس ویلے توں ذرا سمجھ جائیں
تیری قوم دے سرے تے کیہ بن گئی ذرا سوچ کتھاں تیرا دھیان کتھے
اوئے ایہہ کانگرس' ہندو' احرار بھائی نالے تیرے غدار بھرا سارے
چٹے منہ والے انگریز جیہڑے لگے کرن نیں تینوں ویران کتھے
تینوں کردے رہے خراب اگے ہُن نواں طوفان اٹھا لیا نیں
ذرا سنبھل جا بھائیا مسلمانا' لگے کرن نی تینوں قربان کتھے
آجا پھڑ رسی مسلم لیگ والی قائد اعظم جناح دے نال رل کے
ڈُبی بیڑی ترالے فیر اپنی نکھڑ گیوں توں وچ غلطان کتھے
عاشق وانگ بلال دے بن پکا حیدر جیہا جذبہ فیر کر پیدا
خُرجیہا توں صدق صفا دل بن' خالد جیہا کوئی لیا جوان کتھے
رل قوم دے نال تے قوم نہ چھڈ قوم قوم دا بھلا اج چاہوندی اے
ہو جا مثل پتنگ نثار اس پر آیا سرے تے تُھل طوفان کتھے
پاکستان لینا اسیں ہر قیمت بھاویں دنیا دے وچ فنا ہوئیے
شہباز تیرے ایہو رہے کُھن فیر توں کتھے پاکستان کتھے

(نغمہ پاکستان المعروف لیگ دی شان: سید فضل حسین مدنی المتخلص شہباز بمقام وڈاکخانہ خاص موضع باہروال تحصیل کھاریاں ضلع گجرات' (پنجاب) حسب فرمائش جناب چودھری اکبر علی صاحب سکنہ چک باہریاں تحصیل کھاریاں حال سکول ماسٹر باہروال' اقبال برقی پریس گجرات۔ ص 6-5-2' کتاب پھٹی ہوئی ہونے کی وجہ سے چند الفاظ قیاسی۔ شہباز ملک)

مولوی خادم حسین قریشی

بطرز۔ ہماری گلی آنا

دُکھ توں چھڈا دے مسلم لیگ
عزتاں بچاوے مسلم لیگ

دنیا ہے واقف اُہدی شان دی
دی رمز ہے پاکستان دی
عزت رکھی ہے مسلمان دی مسلم لیگ
نعرہ آزادی لگاوے
جگاوے تینوں موتاں مسلم لیگ
عزتاں بچاوے مسلم لیگ
دُکھ توں بچاوے مسلم لیگ
محمد علی جناح پیارا
کردا ہے حق دا پکارا
سچ جھوٹھ کری نتارا مسلم لیگ
پیغام گھر گھر پہنچاوے
سناوے تینوں موتاں مسلم لیگ
دُکھ توں چھڈاوے مسلم لیگ
دن پاکستان ناہیں چین ہے
ایہہ لیگ دا نصب العین ہے
اپنے حقوق گچی لین ہے مسلم لیگ
کانگرس توں پچھیا چھڈاوے
بچاوے تینوں موتاں مسلم لیگ
دکھ توں بچاوے مسلم لیگ
عزتاں بچاوے مسلم لیگ
دُھم مچی ہے ہر ہر تھاواں
قصبے شہریں گراواں
کیہ کیہ میں صفتاں سناواں مسلم لیگ
دھوکا کسے دا نہ کھاوے مسلم لیگ

اٹھاوے تینوں مومناں مسلم لیگ
دکھ توں بچاوے مسلم لیگ
عزتاں بچاوے مسلم لیگ
کروے مخالف خرابی
رب نے دتی کامیابی
ہے اس تے فضل جنابی
خادم سدا گیت گاوے
جگاوے.........................

دیگر

بطرز: دیدار جاں

اُٹھ جاگ مسلماناں تے دنیا نوں جگا دے
ہُن لیگ دے پیغام نوں گھر گھر توں پہنچا دے
مدت دا تیرا حق ہے غیراں نے دبایا
افسوس مسلماناں تینوں خیال نہ آیا
رل لیگ دے سنگ قوم دی وگڑی توں بنا دے
اُٹھ جاگ مسلماناں تے دنیا نوں جگا دے
ہُن لیگ دے پیغام نوں گھر گھر توں پہنچا دے
اسلام دی غیرت دا ہو یا پیدا سوال اے
اج غیر کرن لگا تیرے حق نوں پائمال اے
اک ہو جاتوں ہُن جھگڑے آپس دے مٹا دے
اُٹھ جاگ مسلماناں تے دنیا نوں جگا دے
ہُن لیگ دے پیغام نوں گھر گھر توں پہنچا دے
آپس دے اندر مومناں پاویں نہ جدائی
رل لیگ دے سنگ آجا دلوں کر کے صفائی

جھنڈا جو پاکستان دا ہر گھر تے جُھلا دے
اُٹھ جاگ مسلماناں تے دنیانوں جگا دے
ہُن لیگ دے پیغام نوں گھر گھر توں پہنچا دے
بن جاتوں فقط عرب دی سرکاری دا خادم
ہُن پاک نبی احمد مختار دا خادم
ہُن طوق غلامی نوں دلوں دور ہٹا دے
اُٹھ جاگ مسلماناں تے دنیا نوں جگا دے
ہُن لیگ دے پیغام نوں گھر گھر توں پہنچا دے
ناجائز کے نال اساں جھگڑا نہیں لانا
اپنے ہی حصے وچ پاکستان بنانا
ایہہ لیگ دا مقصد ہے توں ہر اک نوں سنا دے
اُٹھ جاگ مسلماناں توں دنیا نوں جگا دے
ہُن لیگ دے پیغام نوں گھر گھر توں پہنچا دے

پاکستان

پاکستان بن جائے ہندوستان اندر ایہو خواہش ہر اک مسلمان دی اے
نہ کوئی دشمنی نال فرنگیاں دے ویر ہندو واں نال نہ سول کوئی
گنگا جل وانگوں دل صاف ساڈا کاہنوں جھگڑا کرے فضول کوئی
پاکستان دا صرف مطالبہ اے گل نہیں ایڈی بڑی طول کوئی
خادم کسے دے حق نوں غصب کرنا انصاف دا نہیں اصول کوئی
پرامن آزادی دی جنگ لڑ سن جنہاں وچ کوئی رتی ایمان دی اے
ہندوستان اندر پاکستان بن جائے ایہو خواہش ہر اک مسلمان دی اے

○

اج جاگیا نبی دا شیر سنا کلمہ ہیٹھ تلوار سنان والا
جیہڑا سینے دریاواں دے چیر کے تے بناں بیڑیوں پار لنگھ جان والا

بچے گودیاں وچ کوہان والا۔ اسلام دی آن بچان والا
بن کے خادم محمد تے علی سندا درجے وچ جہان دے پان والا
من یقتلو فی سبیل اللہ نہ پرواہ کرنی جس نے جان دی اے
پاکستان بن جائے ہندوستان اندر ایہو خواہش ہر اک مسلمان دی اے

○

مسلم لیگ دی ویکھ کے کامیابی ہویاں کانگرس نوں پریشانیاں نے
مسلمان ہوئے دو تنگ ساتھوں ایہو گاندھی دے دل حیرانیاں نے
ساڈا دعویٰ نمائندگی غلط ہویا بنیاں کئی جماعتاں بیگانیاں نے
پاکستان نہ بنیا تے جان خادم ایہناں دینیاں بہت قربانیاں نے
ویول سامنے گلاں جو کیتیاں سن جنگ ہوئی اس غلط بیان دی اے
پاکستان بن جائے ہندوستان اندر ایہو خواہش ہر اک مسلمان دی اے

○

ہر اک نوں سمجھ ایہہ آ گئی اے مسلمان غلام نہیں رہن لگا
جدوں تیک نہ ایہہ پاکستان بنسی اودوں تیک ناہیں ہرگز بہن لگا
مسلم لیگ نمائندہ جماعت ساڈی ہر اک مومن مونہوں کہن لگا
نشہ شہنشاہی استوں اجے تائیں خادم کسے دی گل نہیں سہن لگا
محمد علی جناح ہے قائد اعظم شان رکھدا وڈے سلطان دی اے
پاکستان بن جائے ہندوستان اندر ایہو خواہش ہر اک مسلمان دی اے

○

اکثریت اسلام دے صوبیاں وچ پاکستان بن جائے ایہو لوڑ ساتوں
نصب العین ایہو مسلم لیگ دا اے نہیں کسے دے نال اجوڑ ساتوں
جاناں وار کے کراں گے حق حاصل ساتوں مول نہ سکدا موڑ کوئی
خادم مشکلاں حل خدا کرسی پھیر رہوے گی مول نہ تھوڑ کوئی

اساں آن بچانی اسلام دی اے اتے عزت ایس پاک قرآن دی اے
پاکستان بن جائے ہندوستان اندر خواہش ہر اک مسلمان دی اے
(مسلم لیگ دا ڈھنڈورا: مولوی خادم حسین قریشی، ص: 2 تا 7)

محمد دین میر

(1)

اج مطلب پرستاں نے مطلب دیاں سولاں ملت دے سینے وچ چوبھیاں نے
تعلق قوم نال جوڑ کے نال غیراں جوڑ لیاں بے غیرتاں لوبھیاں نے
ایہہ ممتاز شوکت تے ممدوٹ جتاں میتوں کہیا اے قوم دے دھوبیاں نے
میرؔ مولا ترایاں تے تڑپسن حالاں خضر نے بیڑیاں ڈوبیاں نے

(2)

خضر عقل نوں دفن کر کبر اندر ہتھ شیر دی مچھ نوں لان آیا
موئے ہوئے تے قبر کڈھان اپنی ایہہ زندیاں قبر کڈھان آیا
مسلمان تے راگ توحید گاون' چھوٹو رام دے گیت ایہہ گان آیا
ڈین ست گھر چھڈ کے ڈچھ کردی میرؔ گھر دیاں نوں خضر کھان آیا

(3)

منہ کچھاں چ پا کے حیا روندی کہندی خضر نے شرافت دا لاہیا لنگوٹا
اوہ سونا کھرا جو بظاہر سی دسدا کسوٹی تے لایا تے وسیا اوہ کھوٹا
شہیداں دی ہڈیاں تے زینے بنا کے اسمبلی چ پہنچا اوہ ڈیلو تے سوٹا
یونینسٹ دی میرؔ آوی چ چڑھکے رہیا پھر وی بلا تے بوڑا ای لوٹا

(4)

میرؔ اگے خضر دی فریاد

ملت اپنی نال ساں جدوں تیکر ایس دنیا اُتے بے ساں لکھ دا میں
ہٹ کے ملت توں ویکھیا اے جگ اندر ہو گیا ہاں ککھ توں ککھ دا میں
رہندا نال بھراواں دے میں جیکر کاہنوں مزہ رسوائی دا چکھ دا میں
ایس ذلت دا پتہ جے میرؔ ہوندا تیرے شوکت توں اکھاں تے رکھدا میں

(5)

میرا جواب

ہستی وچ بستی، بستی وچ ہستی دسیا ٹبلے اج پردھان بن کے
ٹکا فیر بنیا، بنیا فیر ٹُمیا اصل نال اصل اک جان بن کے
وتا ٹبلے جو سبق تینوں توں نہ سمجھیا اوہ انسان بن کے
اپنی ملت توں جُدا جو میر ہوندا رہندا جگ تے اوہ شیطان بن کے

(1946ء)

(6)

چھڈی قوم غداراں نے قوم اینویں جیویں پتوں نے کدی سن پیچ چھڈے
قوم عقل ہن کرے تے ایہہ کرے گگے مل توں ایہناں توں وِچ چھڈے
ساڈے لیڈر سیاسی میدان اندر دشمن ملت دے کر سب پیچ چھڈے
جیہڑے کھلے سیاسی نہ میر اج تک قائداعظم نے کھول اوہ پیچ چھڈے

(1946ء)

(7)

اج جاندا گروہ اک ویکھیا میں ٹرّے[1] والیاں یار اُچیریاں دا
ہور اوہناں دے مگر اک لگا جائے ڈٹھا ٹولہ میں کجھ متھیریاں دا
بھج کے پچھیا دوستو دسّو جانا مینوں پتہ کجھ اپنے ڈیریاں دا
کہن لگے توں پچھ کے میر آویں دسّی ٹھگاں دی ضلع لٹیریاں دا

(1۔خضراوراس کے ساتھی(1946ء)

(8)

سرکٹانا اے نبی دی آن اُتے ایہہ فرض ہویا مسلمان دے لئی
کائنات ساری جیہڑی ویکھدے او پیدا کیتی رب نبی دی شان دے لئی
مسلمان جہان دے لئی ہویا، ایہہ جہان سارا مسلمان دے لئی
اج زندگی موت دی میر سمجھیں مسلمان دی ہے پاکستان دے لئی

میراں بخش واقف

اسیں پاکستان بناواں گے نہیں کسے گلوں گھبراواں گے
ایہہ لائی اک فرنگی نے ایس ہندو سکھ دے سنگی نے
اتے مونہوں موت جا منگی نے ساڈے اگے ای مسلم جنگی نے
اسیں وچ میدانے آواں گے ای پاکستان بناواں گے

○

اسیں ایہدی خاطر جینا اے اسیں ایہدی خاطر مرنا اے
اسیں ایہدی خاطر ڈبنا اے اسیں ایہدی خاطر ترنا اے
ایہدے ویری مار مکاواں گے اسیں پاکستان بناواں سے

○

ایہہ گل حقیقت کرنی اے کچے تے سوہنی ترنی اے
رب جانے جینی مرنی اے اسیں جان تلی تے دھرنی اے
اسیں دین دا جھنڈا لاواں گے اسیں پاکستان بناواں گے

○

ایتھے ساڈا پہرا ہووے گا نہ مندر دیرا ہووے گا
نہ ککا کیرا ہووے گا بس ڈھول دا لہرا ہووے گا
خود واہواں گے خود کھاواں گے اسیں پاکستان بناواں گے

○

کجھ لالی اے اسماناں تے کجھ آگئی سختی جاناں تے
کجھ للکارے میداناں تے اسیں رکھے مان جواناں تے
اسیں کیتے قول نبھاواں گے اسیں پاکستان بناواں گے

○

ربا ایہہ ساڈا کہنا اے ای پاکستان ای لینا اے

ایہہ سُچا ساڈا گہنا اے ———— جو دکھ آئے سو سہنا اے
سینے تے گولی کھاواں گے ———— اسیں پاکستان بناواں گے

○

مندراں وچ ٹل نہیں کھڑکن گے ———— نہ دل سینے وچ دھڑکن گے
نہ ویری اکھ وچ رڑکن گے ———— ایہہ واقف جدوں وی بڑھکن گے
گدڑاں نوں اگے لاواں گے ———— اسیں پاکستان بناواں گے

طالب جالندھری

نعرہ پاکستان دا

نعرہ پاکستان والا مومناں لگائی چل
سُتی ہوئی خواب وچ قوم نوں جگائی چل

خنجر بلال اُچا رکھنا نشان نوں
ہو کے آزاد رہنا دس دے جہان نوں
فیر اسلام دی دکھایئے آن بان نوں
منزلاں نیں کول کول قدم ودھائی چل

نعرہ پاکستان والا مومناں لگائی چل
سُتی ہوئی خواب وچ قوم نوں جگائی چل

ہند وچوں کڈھ انگریز سامراج نوں
فیر گل پایئے کیوں بانیے دے راج نوں
اسیں تے مناؤنا کالے گورے سامراج نوں
قوم دی آواز سارے جگ نوں سنائی چل

نعرہ پاکستان والا مومناں لگائی چل
سُتی ہوئی خواب وچ قوم نوں جگائی چل
(1944ء)

(2)

پاکستان پاکستان پاکستان پاکستان

تیرے دین و شریعت دا ضامن وی اے
تیرے باغ حرمت دا ضامن وی اے
تاہیوں لٹنا چاہندے تیرا جنت نشان

پاکستان پاکستان پاکستان پاکستان

کیویں غیراں دے رہیے اسیں ہو کے غلام
ساڈا وطن اے پنجاب تے بنگال آسام
نالے سندھ سرحد ایہہ بلوچستان

پاکستان پاکستان پاکستان پاکستان

پاکستان لینوں کیہڑا سانوں روک سکدا
ہر کوئی اپنے گھراتے حق رکھدا
اسیں کریئے اعلان ساڈی جند ساڈی جان

پاکستان پاکستان پاکستان پاکستان

تینوں یاد ہسپانیہ دی یاد ہووے گی
اوسے طرح تیری ہستی وی برباد ہووے گی
ہے توں کھو بیٹھا ہتھوں مسلم اپنا جہان

پاکستان پاکستان پاکستان پاکستان

پاکستان دیاں رہواں اگے جیہڑے آون گے
ایہو ہو کے ذلیل فیر پچھو تاون گے
ساڈا جیونا ساڈا مرنا ساڈی آن ساڈی شان

پاکستان پاکستان پاکستان پاکستان

(1944ء)

(نوائے وقت، روزنامہ لاہور، 22 مارچ 1979ء)

(3)

پاکستان دی پاک بستی

حریت دا پرچم اڑاؤندا چلا جا
غریباں دی قسمت جگاؤندا چلا جا

بے رُک رُک کے چلنا نہیں شان تیری
بے نیوں نیوں کے رہنا نہیں آن تیری
روایات کہندی مسلمان تیری
توں موتی انکھ دے لٹاؤندا چلا جا
حریت دا پرچم اڑاؤندا چلا جا

کوئی وی کسے نوں نتھاواں کہوے نہ
کوئی وی انسان دُکھڑے سہوے نہ
جتھے غلامی دا ناں تک رہوے نہ
توں اوہ پاک بستی وساؤندا چلا جا
حریت دا پرچم اُڑاؤندا چلا جا

ایہہ ہندو سبھائی نیں اخبار جیہڑے
مروّت ایہناں دے کدوں نیڑے نیڑے
ایہہ پاؤندے نیں تھاں تھاں تے بے شک بکھیڑے
محبت دے نے گیت گاؤندا چلا جا
حریت دا پرچم اڑاؤندا چلا جا

فرنگی دے ٹوڈی فرنگی نوں بھاون
ایہہ صدیاں توں ملت دی ہستی مٹاون
ایہہ پت جھڑدے جائے ایہہ پت جھڑ لیاون
توں نویاں بہاراں سجاؤندا چلا جا
حریت دا پرچم اُڑاؤندا چلا جا

وزارت دے بنگلے نیں عاشق لغاری
ایہہ ملت دی کردے پئے دل آزاری
کدوں ساتوں بھلنی ایہہ تیری غداری
خضر نوں وی نچیاں سناؤندا چلا جا

حریت دا پرچم اُڑاؤندا چلا جا
(1946ء)

(4)

مبارک باد

(خضر وزارت دے خلاف تحریک وچ قید ہون والے مجاہداں نوں)

اوہناں دل چلے غازیاں نوں مبارک
اوہناں من چلے غازیاں نوں مبارک

ایہہ قائد اعظم دے جانباز ویکھو
ایہہ ملتِ بیضا ء دے سرباز ویکھو
جنہاں نے حریت دے نغمے سنائے
جنہاں نے آزادی دے جھنڈے جھلائے
جنہاں کوئیز بنگھاں دے فتنے نبیڑے
تے خضر وزارت دے بخئیے اُدھیڑے

اوہناں دل چلے غازیاں نوں مبارک
اوہناں من چلے غازیاں نوں مبارک

جنہاں یونین جیک کیتا سی لیراں
جو رہیاں سی بھیناں انگ سنگ ویراں
میر گیس تکھیاں سنگیناں دے اگے
تے توپاں بندوقاں مشیناں دے اگے
جو آئیاں سی خولہ دی ذی شان بن کے
جو کھڑیاں سی اُمِ اماں بن کے

اوہناں قوم دیاں شیریاں مبارک
اوہناں دھیاں بھیناں تے مائیاں مبارک
(1946ء)

(5)

ملت تیں ول تکدی اے

مسلم شیر جوانا لیگ ول آجا' آجا لیگ ول آجا
مسلم لیگ تیری تیرے لئی چاہندی پاکستان
جتھے نال آزادی دے توں پڑھیں حدیث قرآن
غیراں دے ہتھ ٹھوکے بن کے ملت دے ہتیاری
قوم نال کردے غداری خاکسار احراری
خضر دے ایجنٹ اے
الیکشنی سٹنٹ اے
لیگ ول آجا' آجا لیگ ول آجا

صحرائی گورداسپوری

○

بن کے رہوے گا پاکستان
پاکستان عالی شان
مسلم لیگ دا جھنڈا کہندا توں مسلم کیوں نہیں اٹھ بہندا
وطن اپنا ہوندا ایمان بن کے رہوے گا پاکستان

○

بھاویں بڑا چالاک اے نہرو ساڈا وی اے قائد آگو

پورے ہو ون گے ارمان　　　بن رہوے گا پاکستان

○

ہندو ظلم دا منہ موڑاں گے　　　ان شاء اللہ بن توڑاں گے
کانگرس دے سارے مان　　　بن کے رہوے گا پاکستان

○

وڈیاں وڈیاں ڈھڈاں والے　　　ڈک نہ سکن بھاشے لالے
اُٹھے آں بن کے طوفان　　　بن کے رہوے گا پاکستان

○

آؤ رل کے نعرہ مارو　　　پاکستان دی خاطر یارو
وار دیاں گے اپنی جان　　　بن کے رہوے گا پاکستان
(7 جون 1946ء)

○

مجاہداں دا ماہیا

اللہ کرم کماوے گا
ویری بھاویں کجھ وی کرن پاکستان مل جاوے گا
خوف کسے دا نہ کُسی کھاؤ
یونینسٹاں دے سامنے سینہ تان کے ڈٹ جاؤ
کانگرس دا بھانڈ بھجیا
مسلم لیگ والا سارے جگ وچ تاں گجیا
اسی نبی دے آں دیوانے
ساڈیاں ہمتاں نوں ازلاں توں جگ جانے
پاکستان لئی ساہ ساڈے
جیلاں انگریز دیاں ڈک سکن نہ راہ ساڈے

سُن گاندھیا پٹیلا سُن
تہاڈیاں چھاتیاں اُتے اساں دلنا ایں دلیا ہُن
اساں مقصد پا لینا
کانگرس تیڈی رہوے پاکستان بنا لینا
(27 جون 1947ء)

پہلا پاکستانی ترانہ

بسم اللہ بسم اللہ کہہ کے رب دا نام دھیاواں
فیر درود محمد اُتے خوشیاں نال پچاواں
چارے یار نبی سرور دے چوہناں توں جان نثاراں
پیراں ولیاں قطباں اُتے تن من اپنا واراں
قائد اعظم توں میں اپنی جندڑی گھول گھماواں
جنھے دیہاڑے ملی آزادی دل وچ خوشی مناواں
انہونی گل نوں حضرت نے سچیاں کر وکھلایا
مسلماناں دی خاطر اللہ پاکستان بنایا
قائداعظم نوں اللہ نے بخشیا جوش ایمانی
ہندوستان دے وچ ہُن بن گئی حکومت پاکستانی
محمد علی جناح نے یارو سُتی قوم جگائی
مدتاں دے وچھڑے ہوئے مسلم مل گئے بھائی بھائی
غلام مسلماناں نوں اس نے ہے آزاد کرایا
پاکستان دے مسلماناں نوں عرب دے نال ملایا
کانگرسیاں دے طوفاناں نے لایا ڈاہڈا چارا
مسلم لیگ دی بیڑی نے نہ کھادا مُول ہلارا
کرو چراغاں گھر گھر دے وچ وقت خوشی دا آیا
پاک محمدؐ دی امت دا رب نے دُکھ مٹایا

میں قربان تیرے توں جاواں قائداعظم پیارے
سچے رہبر مسلماناں دے مجاہداعظم پیارے
کرو سلام قبول میرا ہُن کہندا اے صحرائی
پاکستان دے بانی تیری رب نے شان ودھائی

(14۔اگست 1947ء کو ریڈیو پاکستان لاہور سے رات 12 بجے عبدالعزیز سیالکوٹی نے گایا۔صحرائی)

ملک عبدالقادر خوشتر گنجاہی

(1)

جداگانہ انتخاب

مسلم اپنے دل وِل خیال کر کے سمجھ بہویں نہ دل دے صفا ہندو
کہنا صاف کہ سیاں دے ہین پُتر گویا مسکن جورو جفا ہندو
ایہناں کدے نہ کسے دے نال رکھی کسے نال نہ کرن وفا ہندو
کے گل بیٹھاں متاں لیا کے تے لین ایں اپنے نال رلا ہندو
دھوکھا باز آخر دھوکھا دے جاوے تینوں سودا کو جواب چاہیدائے
اساں تُساں وچ فرق ہے بہت سارا جدا جدا ساڈا انتخاب چاہیدائے

(2)

شاردا ایکٹ

ویلا سون دا نہیں ہے جاگنے دا اپنے جوہر دس سر میدان اجکل
کمر بنھ کے تے ہُن بھی ہو تگڑا اپنی صیقل کر تیغ ایمان اجکل
اپنے حق دا کر کے مطالبہ توں گورنمنٹ توں کر اعلان اجکل
رد ہووے ایہہ شاردا ایکٹ ساتھوں ورنہ اسی تیرے نافرمان اجکل

(3)

سُن او ساد مرادیا مسلمانا اجکل جنگ آزادی دی ہو رہی اے
جیہڑی قوم توں بہن دی جاچ نہیں سی اوہ بھی اپنی بیریں کھلو رہی ہے
کنکوں پھٹ کے جیہڑی گند میل ہوئی کنڈے اپنے لئی اوہ بو رہی اے
خاکساری احراری نہ قوم سمجھیں ایہہ تے غیر دیاں جتیاں ڈھو رہی اے

جیکر کامل آزادی نوں چاہوندا ایں مسلم لیگ ول تیرا ایمان چاہیدائے
ایہو بول حکومت تے کانگرس نوں ساڈا وکھ بنا پاکستان چاہیدائے

(4)

اج شہرہ اے مسلم لیگ دا وچ ہندوستان دیاں گلیاں
ہویا کالا منہ شریک دا وچ ہندوستان دیاں گلیاں
خاکساراں دی پھونک وی لہہ گئی
احراراں دی بھٹھی وی بہہ گئی
گاندھی دا چرخہ چیک دا
اج شہرہ مسلم لیگ دا
ہویا کالا منہ شریک دا وچ ہندوستان دیاں گلیاں
خوشتر رب نوں بے منظور اے
لینا پاکستان ضرور اے
چھڈ جھگڑا گھٹ ودھیک دا
اج شہرہ مسلم لیگ دا
ہویا کالا منہ شریک دا وچ ہندوستان دیاں گلیاں

(5)

مسلم لیگ ول آوے پاپی جیوڑیا
خاکساراں احراراں کولوں
یونینسٹ غداروں کولوں
اپنا آپ بچاوے پاپی جیوڑیا
مسلم لیگ ول آوے پاپی جیوڑیا
جے نہ مسلم لیگ ول آیوں
رب اپنے نوں پھرنہ بھایوں

ہو جائیں رسوا وے پاپی جیوڑیا
مسلم لیگ ول آوے پاپی جیوڑیا
مسلم لیگ جماعت تیری
دولت تیری عزت تیری
توں اس دا ہو جاوے پاپی جیوڑیا
مسلم لیگ ول آوے پاپی جیوڑیا
ساتوں آس خدا دی ساری
نہ ہندوواں دی نہ سرکاری
اک تیرا ہے چاوے پاپی جیوڑیا
مسلم لیگ ول آوے پاپی جیوڑیا

(الیکشن1945ء)

(6)

پاکستان دے قیام اُتے

خوشیاں تے ہونڈیاں نیں خوشی اج خاص اے
مدتاں دی رب ساڈی پوری کیتی آس اے
خواب جیہڑے وہندے ساں اسیں پاکستان دے
ہوئی اے تعبیر پوری وچ ہندوستان اے

اطہر نظامی

(1)

کبڈی

کبڈی دا میدان سی دیول دی کوٹھی
مربعے توں چوڑی سی آکھن نوں چھوٹی
ایہدر سن لنگوٹے تے اودہر لنگوٹی
بنا کے دو مُنے تے اک لیک کڈھی
کبڈی کبڈی کبڈی کبڈی

کبڈی کبڈی کرن وارو واری
لیاقت ڈیسائی حسن تے اچاری
حمایت کرن کانگرس دے احراری
مُلا نے تے مومن تے جو اُٹن کھڈی
کبڈی کبڈی کبڈی کبڈی
جناح جی نے گاندھی نوں اک ماری ٹھتی
دھڑاں کر کے منہ پرنے کانگرس سی ڈگی
بڑی نچی ٹپی ہوئی پُٹھی سدھی
پر اس پیو دے پتر نے نہ لت چھڈی
کبڈی کبڈی کبڈی کبڈی
بہئے جا کے نہرو نے دتی دُہائی
بڑی لیگ نے ساڈی دُرگت بنائی
کدی ایس نال تسی کھیڈو نہ بھائی
اسی تک نال اپنے ایہہ لیگ کڈھی
کبڈی کبڈی کبڈی کبڈی

(شملہ کانفرنس 1945ء دے بارے میں)

(2)

سُتا شیر کچھار وچ جاگ پیا اے کوئی جا کے کہہ دے پٹیل تائیں
اکھنڈ ہند دے نعرے نوں چھڈ دیوے سُٹے بلدی اُتے نہ تیل تائیں
بھیڑیاں عادتاں توں آباز جاوے کھیڈے سول ناہیں ایس کھیل تائیں
نہیں تے اج مناواں گے اوٹھیر اوہنوں جیہوں مناوندا سورج تریل تائیں

بابا کمالا (حافظ عبدالرحمان)

سیاسی کبڈی

اکھاڑا بنا وائسرائے دی کوٹھی بڑی اچھی تھاں یعنی شملے دی چوٹی

اودھر گاندھی جی آئے بنھ کے لنگوٹی — جناح لا کے تائی بڑی ٹھاٹھ کڈھی
کبڈی کبڈی کبڈی کبڈی
کدی اگے پچھے کدی بنے کھبے — پٹیل آتے نہرو بڑے نسے بھجے
پھڑائی نہ دتی جناح تیرے بلے — بکے تھمی ماری بکے چاٹ چھڈی
کبڈی کبڈی کبڈی کبڈی
بڑے کانگرسیاں نے چکر چلائے — روپے پیسے مکھڑے دے جلوے دکھائے
کئی مولوی نال اپنے ملائے — مگر لیگ نے جڑھ سبھناں دی وڈھی
کبڈی کبڈی کبڈی کبڈی
کبڈی دا منصف بنیا لارڈ ویول — ہدایت اوہ لیندا سی لندن توں پل پل
سکھاندا سی کرتب اوہنوں سارے چرچل — بڑی کھادی گورے نے لالے توں وڈھی
کبڈی کبڈی کبڈی کبڈی
کبڈی کبڈی بڑی دیر ہوئی — جناح والی ڈھائی بڑی شیر ہوئی
ہنومان دی سینا ڈھے ڈھیر ہوئی — جناح نے ڈویژن کرا کے ای چھڈی
کبڈی کبڈی کبڈی کبڈی (1)

سید موسیٰ امرتسری

سیاسی کبڈی

میرا ہانی آکے جو شیطان ہویا — کبڈی والا ایہہ فیر سامان ہویا
بڑے معرکے دا سی سامان ہویا — تے پاسے دے وچکاروں اک لیک کڈھی
کبڈی کبڈی کبڈی کبڈی
جناح نے جو گاندھی نوں آجھ پایا — سیاست دا سب تانا بانا بھلایا
جدوں لیگ نے اپنا چرخہ چلایا — رہی کانگرس نہ رہی کوئی کھڈی
کبڈی کبڈی کبڈی کبڈی

1۔ وائسرائے ہند ویول نے 25 جون 1945ء کو وائسریگل لاج شملہ میں ہندوستان کے سیاسی تصفیے کے لیے کانگرس اور مسلم لیگ کی کانفرنس بلائی جو 29 جون تک جاری رہی۔ آخرکار 14 جولائی کو کانفرنس کی ناکامی کا اعلان کر دیا گیا۔ اس کانفرنس کو سیاسی کبڈی کہا گیا۔ پنجابی میں 'کبڈی' کے نام سے نظمیں لکھی گئیں۔ یہ نظم روزنامہ زمیندار لاہور میں جولائی 1945ء میں شائع ہوئی۔ (حافظ عبدالرحمان عرف بابا کمالا)

جو موسیٰ نے لاحول دی دھول ماری ۔ تے موںڈھے تے اوہدے اوہ لگی کراری
گیا چھڈ پالا ہوئی اوہنوں خواری ۔ لیا مار تے روز دی دڑ وڑی
کبڈی کبڈی کبڈی کبڈی(1)

ملک عطاء اللہ عزت

(1)

لائے مسلم لیگ دے نال پریت
دلدار آجا' ووٹ پاجا' کم ہتا جا
لائے مسلم لیگ دے نال پریت
مسلم لیگ مسلماناں دی جماعت ہے بھاری
خدمت پاک رسولؐ دی کر دی تابعداری
نہ جانے ایہہ ول چھل کرنا نہ جانے مکاری
سدھے سادھے لوک بہشتی نیک ایہناں دی نیت
لائے مسلم لیگ دے نال پریت
مسلم لیگ کہوے اسی بھائی سارے اک ہو جائیے
رکھیا نام قرآن نے جیہڑا اوس تے عمل کمائیے
اگوں سن کے کہن بیاری اسی فیر کتھوں کھائیے
حلوہ گرم سیال نوں قلفی ہاڑ نوں ٹھنڈی سیت
لائے مسلم لیگ دے نال پریت
اک بڈھی کجھ منگدی منگدی کول سمندر جاوے
لال جواہر لال جواہر ایہو ورد کماوے
آسا گھڑ حیات خضر دی سوار بچی تے آوے
پوری کر گیا آس بڈھی دی گائے خضر دے گیت
لائے مسلم لیگ دے نال پریت

1۔ بشکریہ سید نور محمد قادری چک 15 شمالی گجرات

(2)

جوانا قوم دیا' توں ایں قوم دی شان
شیر پنجاب دیا' تیرا دیس نوں مان
جوانا قوم دیا' توں ایں قوم دی شان

غیرت وندجوان جہاں دے
اپنی جان دی بازی لاکے
تکلے نہ گھر ول کوئی اوہناں دے
دیس دی آن بچان
جوانا قوم دیاں توں ایں قوم دی شان
شیر پنجاب دیا تیرا دیس نوں مان

دیسی ہووے وردی تیری
غیر کیوں کھاوے دولت تیری
فیر ہووے گی شان اُچیری
ترس ترس مرجان
جوانا قوم دیا توں ایں قوم دی شان
شیر پنجاب دیا تیرا دیس نوں مان

چھڈ بٹیر تے بازی لاونی
سِکھ نشانے رفل چلاونی
گڈی ڈور پتنگ اُڑاونی
مرداں دے میدان
جوانا قوم دیا توں ایں قوم دی شان
شیر پنجاب دیا تیرا دیس نوں مان

بیبیاں ، بھیناں چرخے ڈاہون
ہور سیاپے گھروں لاہون
کتن سُوت لباس بناون
سرخی بنّی پان
جوانا قوم دیا توں ایں قوم دی شان
شیر پنجاب دیا تیرا دیس نوں مان

(1945ء)

ملک ضیاءاللہ ضیاء

(1)

ہے تنظیم یقین اتحاد ساڈا بن کے رہوے گا ایہہ پاکستان ساڈا
ساڈاعزم محبّاں دیس دیاں غیرت مند ہر اک جوان ساڈا

ساتوں ہمتاں رب نے بخشیاں نیں محنت کش مزدور کسان ساڈا
اسی نال طوفاناں دے کھیڈن والے کئی وار ہو یا امتحان ساڈا
غیرت مند جہان وچ جو قوماں اوہ کدی غلام نہیں رہندیاں نیں
مر کے دشمن تے مٹ کے فیر ابھرن لہراں جس طرح اٹھدیاں بہندیاں نیں
واتاں لمیاں ہین تے فیر کیہ اے دوھے وانگ ہڑاں دے پانیاں دے
پُت قاسم دے وانگ یلغار ہووے ہون حوصلے طارق دے بانیاں دے
خالد وانگ شہادت دا شوق ہووے کھلن جو ہر فرنگیاں پرانیاں دے
دل دے لہو نال لکھ تحریر دیئے روشن صفحے تاریخ کہانیاں دے
بہتر موت ہے ذلت دی زندگی توں جرأت خودی ایہہ مرد خوددار تک اے
جیوندے اوہ نیں مرن جو جان دے نیں قیمت وطن آزادی دی وار تک اے

(2)

ماں دا سوال

ویکھن سینما چلیا ایں غازیا وے یا مسلم لیگ وچ نام لکھوان چلیا
کھیڈن چلیا ایں تاش شطرنج چوپٹ یا میدان وچ زور ازمان چلیا
جی دھاراں میں بخشاں گی فیر تینوں جے رسولؐ دی شان ودھان چلیا
مددگار ضیاء سچا رب تیرا پاکستان جے توں بنان چلیا

پُتر دا جواب

تاش شطرنج تے کھیڈ چوپٹ میں تے مُدتاں دا دلوں لاہیا ہویا
ہُن تے نال ہتھیاراں دے کھیڈناں واں کیونکہ وقت نازک بر تے آیا ہویا
نوک دار برچھی لمی ست انچی ست فٹ پچھے وانس لایا ہویا
ضیاء بزدلاں دے وانگ نہیں رہنا مسلم لیگ وچ نام لکھایا ہویا

ماں دا کہنا

میں قربان جاواں تیری جان اُتوں مسلم لیگ دے شیر دل غازیا وے
مرکز وچ دشمن نوں شکست دینی سر تیرے پنجاب دی بازی آوے

کالی بدلی تے بدوبدی چھا جاتوں طوفان دے ابر مجاز یا وے
کارنامے جواناں دے ضیاء جیہڑے لکھیں سونے دے حرفاں نال قاضیا وے

(3)

اسی پاکستان بناواں گے

قانون قرآن چلاواں گے
اسی سارے اک ہو جاواں گے
اسی پاکستان بناواں گے
باہمن دی بودی پھڑنی اے
گورے نال جنگ وی لڑنی اے
اک لال ہنیری چڑھنی اے
اسی ذرا وی نہیں گھبراواں گے
اسی پاکستان بناواں گے
ساڈے غازی مرد جیالے نیں
ساڈی عزت دے رکھوالے نیں
ایہہ آناں شاناں والے نیں
اسی اپنا زور ازماواں گے
اسی پاکستان بناواں گے

عبدالغفور اظہر

ترانہ

میں باطل دا ویری میں حق دا سپاہی
میں ہر وقت جاگاں میں ہر وقت راہی
مقدر میرے وچ لکھی بادشاہی
تے کفاراں دے لشکراں دی تباہی
میرے سامنے کیہ نیں لالے مہاشے
میں سمجھاں ایہناں نوں تے پھلیاں پتاشے

ایہہ کر کجھ نہ سکّن میں کر کے وکھاواں
میں ویری مکاواں تے غازی کہاواں
میں اُجڑے ہوئے فیر مُڑ کے وساواں
غلاماں نوں پھڑ کے شہنشاہ بناواں
ہے ساری خدائی دے وچ دھاک میری
غلامی دی اکسیر ہے خاک میری
میں تلوارلے کے جدوں پیر پٹاں
میں جتھے دھراں پیر پچھے نہ ہٹاں
طوفاناں نوں ڈکاں پہاڑاں نوں کٹاں
اجے تائیں خیبر نوں نیں یاد سٹاں
نشہ کانگرس دا میں سارا اُتاراں
وطن اپنا لے کے میں پاواں پکاراں
میں مظلوم نوں پیار کرنا وی جاناں
غماں دے سمندر چ ترنا وی جاناں
میں چھلاں چ رُڑھ کے اُبھرنا وی جاناں
میں جینا وی جاناں تے مرنا وی جاناں
زمانے نوں اتھر وکھا کے رہواں گا
نواں وطن اپنا بنا کے رہواں گا
(یکم جنوری 1947ء)

امام دین مجاہد
مسلم لیگ

مسلم لیگ جماعت پیاری کیتے قول نبھاوے گی
ان شاء اللہ قوم دی بیڑی یارو بنّے لاوے گی

ایہہ گل میری سنو بھراؤ مسلم لیگ دا ساتھ نبھاؤ
سارے مل کے زور لگاؤ ہمت رنگ لیاوے گی
مسلم لیگ جماعت پیاری کیتے قول نبھاوے گی
ان شاء اللہ قوم دی بیڑی یارو بنے لاوے گی

ایہہ گل میری بنھ لو پلے کلے دی کوئی پیش نہ چلے
مسلم لیگ دے جھنڈے تھلے وگڑی راس ہو جاوے گی
مسلم لیگ جماعت پیاری کیتے قول نبھاوے گی
ان شاء اللہ قوم دی بیڑی یارو بنے لاوے گی

اُٹھو جاگو کریئے چارا جاگ پیا اے عالم سارا
مسلم لیگ دا سُن کے نعرہ جان ویری دی جاوے گی
مسلم لیگ جماعت پیاری کیتے قول نبھاوے گی
ان شاء اللہ قوم دی بیڑی یارو بنے لاوے گی

اک مٹھ ہو کے مسلم بھائی سوچ سمجھ کرو دانائی
جیکر ایہہ دی گھڑی کھنجائی مُڑ کے ہتھ نہ آوے گی
مسلم لیگ جماعت پیاری کیتے قول نبھاوے گی
ان شاء اللہ قوم دی بیڑی یارو بنے لاوے گی

چنگے دین اسلام اساڈا دنیا اُتے نام اساڈا
پورا حق امام اساڈا ساڈے پلے پاوے گی
مسلم لیگ جماعت پیاری کیتے قول نبھاوے گی
ان شاء اللہ قوم دی بیڑی یارو بنے لاوے گی

فیروز دین فیروز

وحدانیت دی ہے بنیاد رکھی میں قربان تعمیر دے بانیاں توں
پلے پیر کھلوتے آں کندھ بن کے اساں نہیں مُڑنا جانفشانیاں توں

کے نال نہیں رکھنا سانجھ گیڑا لینا اے کلیاں حق برطانیاں توں
سوہنا دیس وسا کے دسنا ایں کرنا نہیں دریغ قربانیاں توں
لک بنھ مجاہدا الف وانگوں کھلا جا بجا پہاں دے بھار رہنا ایں
لاوٗنی اکھ قیروز نہیں چین کرنا پاکستان لئی برسر پیکار رہنا ایں

پاکستان دے قیام اُتے

لاالٰہ دی میں بنیاد اُتے وحدانیت والا اک جہان بنیا
وار وار تحریک دے دور چلے بندوبست نہ کوئی سامان بنیا
پایہ پایا جناح نے خوب پایا مسلم قوم دا آ پردھان بنیا
لکھاں دے قربانیاں مسلمانو! قسمت نال کدرے پاکستان بنیا

دائم اقبال دائم

(1)

کھڑیاں نیں گلزاراں مسلم لیگ دیاں
حق دا چانن لا کے چھڈناں
کفر اندھیر مٹا کے چھڈنا
پاکستان بنا کے چھڈنا
ویکھو پاک قطاراں مسلم لیگ دیاں
کھڑیاں نیں گلزاراں مسلم لیگ دیاں
قائد اعظم کرم کمائے
ٹکڑے وڈے اک بنائے
پاک چمن دے بھاگ جگائے
رہسن سدا بہاراں مسلم لیگ دیاں
کھڑیاں نیں گلزاراں مسلم لیگ دیاں
ساڈا دین ایمان اے اکو

کعبہ تے قرآن وی اکو
بت وی اکو جان وی اکو
ابھر دھرت پکاراں مسلم لیگ دیاں
بکھریاں نیں گلزاراں مسلم لیگ دیاں

دنگ ہویا اے عالم سارا
لا اللہ دا پاک نظارا
ساڈے جھنڈے تے چن تارا
وجدیاں رہسن تاراں مسلم لیگ دیاں
بکھریاں نیں گلزاراں مسلم لیگ دیاں

یونینسٹ احراری ٹولا
واتکم افرنگیاں دا گولا
پا پھردے بہروپی چولا
حق بر حق اخباراں مسلم لیگ دیاں
بکھریاں نیں گلزاراں مسلم لیگ دیاں

عبدالمجید (کریام والا)

آزادی دی تحریک چل پئی

اُٹھ موسناں توں ہوش وچ آ آزادی دی تحریک چل پئی
توں وی جاگ نالے قوم نوں جگا آزادی دی تحریک چل پئی
اس دکھ دا توں کرلئیں اُپا آزادی دی تحریک چل پئی
ہو جاویں آزاد تینوں ساہ آوے سُکھ دا
مسلم لیگ بناں دارو کیہڑا تیرے دُکھ دا
قائداعظم نال کر لے وفا آزادی دی تحریک چل پئی
موسناں دے کارنامے بُھلے ہوئے یاد کر
اک مٹھ قوم ہووے ایہا اتحاد کر

رب دی جناب وچ کرلا دعاء آزادی دی تحریک چل پئی

رہبر قائد اعظم بانی ہے تحریک دا

پاکستان بنوں گا اوہ ویلے نوں اڈیکدا

گونجے لاالہٰ دی موتاں فضا آزادی دی تحریک چل پئی

آزادی دے پروانے تے آزادی پھرن ٹولدے

وار دیندے جان تے شہید خون ڈوہلدے

ایہہ مجید گل مکدی نکا آزادی دی تحریک چل پئی

(2)

ہٹلر ہر گیا جت برطانیہ دی کیتے قول دا پکا بیان رکھو

نہرو گاندھی سردار پٹیل رل کے آکھن مسلمانو اطمینان رکھو

ویلا آگیا اج آزادیاں دا تحریک جاری ہندو مسلمان رکھو

قائداعظم نے سوچ وچار کیتی مسلم قوم دا صرف دھیان رکھو

اساں سانجھ مخلوط وچ نہیں رہنا بھارت ماتا نوں ہندوستان رکھو

اساں حق اسلام دا ونڈنا اے ساڈے ملک دا ناں پاکستان رکھو

اُٹھو مسلمانو پڑھ کے اسم اعظم سینہ سپر ہو کے سینہ تان رکھو

سکھو سبق آزادی دا قائد وچوں لاہ کے گلوں غلامی تاوان رکھو

قائداعظم نے بیڑا چکیا اے فرض اپنا تُساں پچھان رکھو

مددگار خدا دی ذات ہوسی حق سچ دے ول دھیان رکھو

ساری قوم اس راہ تے ٹل جاوے اک مُٹھ ہو کے اک جان رکھو

کانگرس احرار دے بنے ٹولے روڑے راہ دے چھانٹ چھان رکھو

ووٹ مسلم لیگ نوں تُساں دینے اپنی آپ تحریک روان رکھو

ان شاء اللہ مراد برآون والی پختہ عزم عقیدہ ایمان رکھو

کلمہ لاالہٰ الا اللہ والا ہر ویلے ہی ورد زبان رکھو

مولا مشکل کشا دا ٹھوک جھنڈا سبز گنبد دا پاک نشان رکھو

جیہڑا خواب اقبال نے ویکھیا سی اس تعبیر نوں وچ میدان رکھو
رحمت علی نے رکھیا ناں جیہڑا ظاہر کرن دا اوہدا سامان رکھو
ہندو اپنے حق لئی پیندے نیں مسلم اپنا قائم مکان رکھو
مل وجدے مندریں گوردواریں ٹساں مسجداں وچ اذان رکھو
ہند سندھ پنجاب دی ونڈ پونی حق اپنا ذرا سیہان رکھو
پاک چیز دی پاک بنیاد ہووے اگے کھول کے پاک قرآن رکھو
ویلا ایہہ مجید سنبھالنے دا دے کے خون شہیداں دی شان رکھو

غلام احمد کاتب نوشاہی

(1)

اُٹھ باندھ کمر ہن جاگ ذرا اسلام تے جان فدا کردے
بن حامی پاکستان دا توں اسلام توں کفر جدا کردے
تیری مدد تے حیدر صفدر ہے پھر کس گلوں توں ڈردا ہے
بن غازی مرد مسلماں توں سب کفرستان تباہ کردے

(2)

اُٹھ اے مسلم خوابیدہ قائم کر اسلام نوں
نعرہ مار توحید دا پی وحدت دے جام نوں
باجھ خدا دے تیرا کوئی حامی مددگار نہیں
دے دے جان محمدؐ خاطر
چھڈ دیویں انجام نوں

(3)

مسلماناں تے چڑھ چڑھ آؤندے
اک دوجے نوں سکھ سناؤندے
مسلمان اساں نہیں بھاؤندے
ٹیٹے کڈھ پنجاب تھیں دور اے

(4)

اسیں پاکستان بناواں گے
اسیں گولیاں سینے کھاواں گے
اسیں پیر نہ پچھے ہٹانواں گے
رہساں محکم قدم ٹکا مسلم
اُٹھ پاکستان بنا مسلم
توں اپنا کلمہ چلا مسلم
نہیں ڈرنا توپ بندوقاں توں
نہیں ہلنا گیسی شوکاں توں
نہیں نساں زہری پھوکاں توں
جھنڈا پھر اسلام لہرا مسلم
اُٹھ پاکستان بنا مسلم
ایہہ خضر ای پتر پیّے دا
منہ کالا ایسے تیسے دا
کیہ کرنا چاہیے ایسے دا
ایہدی جڑھ مُیادنہ کا مسلم
اُٹھ پاکستان بنا مسلم
پاکستان جدوں بن جاوے گا
پھر آپ خضر شرماوے گا
رو رو کے اوہ کرلاوے گا
کہے مینوں نال رلا مسلم
اُٹھ پاکستان بنا مسلم
اسیں پاکستان بناواں گے
اسیں شرعی احکام چلاواں گے

اسیں چوراں ہتھ کٹاواں گے
دیساں شرع دے نال سزا مسلم
اُٹھ پاکستان بنا مسلم
توں اپنا حکم چلا مسلم

محمد حنیف قدر کاشمیری

(1)

ہندوستان غلاماں دا ملک بُڈھوں اینی گل گاندھی جی وی جاندے نیں
مسلمان آزاد نہ ہو جاوے ویری ایس کر کے پاکستان دے نیں
وچوں سمجھدے نیں مسلمان تائیں مینگے جان توں بول زباندے نیں
کیونکہ وچ تاریخ دے ذکر ساڈے ہر میدان اندر فتح پان دے نیں
گاندھی نہرو پٹیل نوں کہو جا کے گھٹا اپنا آپ کیوں چھاندے نیں
پاکستان ہے قدر بنا لینا ٹوٹے کر دینے ہندوستان دے نیں

(2)

پیا ای رہ گیا ہندو دی آشا دا ترکنڈا
جناح نے ماریا گاندھی نوں پاکستان دا ڈنڈا
کل اک لالی نوں لالہ آکھدا جاندا سی سُنیا میں
مسلمان آہنی ایں جنہوں بڑا چوہیڑ ای مشٹنڈا
ایہناں دا قائد اعظم تے اکو گل کہندا اے
میں گڈاں گا قلعے شاہی تے پاکستان دا جھنڈا
کسے گلے وی راضی نہیں ایہہ پاکستان دے باجھوں
نہ لیکھا کم کردا اے نہ کوئی بھاجی نہ کوئی منڈا
ای تے کڈھنا ایتھوں مسلماناں دا کنڈا اے
ایہہ چوبھی جا رہیا اے بھارت نوں پاکستان دا کنڈا

بڑا ای بَل لایا آپ باپو نے تے نہرو نے
توں وی جا تکرا بھاپو تے گئو ماتا نوں پاؤ وڈا
کرو پوجا گئو ماتا دی ساڈا دھرم کہندا اے
ایہہ گئو ماتا نے کھاجان ڈھگا بُجھ تے سنڈا
ایہہ دو قوماں قدرؔ اک ہون کیویں کانگرس دے
بے ونداں پے گئی باپو نوں نہرو ہو گیا ٹھنڈا

(3)

کے گل دا گھاٹا نہ خوف تینوں توں ایں نعمتاں تھیں مالا مال مسلم
نالے غازی تے نالے شہید ایں توں رہتے تیرے نیں دوتویں کمال مسلم
توں تے آپ ای غفلتاں وچ رجھا دیویں آپ نوں پیا زوال مسلم
محمد علی جناح نے آکھیا اے ونگا ہون نہیں دیاں گا وال مسلم
سمجھ موت غلامی دی زندگی نوں کمر کس لے سرت سنبھال مسلم
پاکستان ہوسی تیرے وچ قدماں ٹریا چل توراں جیہڑی چال مسلم
مستقبل آپے روشن ہو جاسی' ماضی نال ملا دے حال مسلم
تینوں قائد اعظم جو حکم دتا توں ڈائرکٹ ایکشن کرؔ وکھال مسلم
قدرؔ یار آزادی دی زندگی لئی ہونا پورے تے ہو جا ہلال مسلم

(4)

ادم آبہر تیرے جانے جگ سارا پر توں اج کیوں ڈھیریاں ڈھا بیٹھوں
ماضی بھُل کے غافلا مسلماناں مندا اپنا حال بنا بیٹھوں
ہندوستان اندر شاناں تیریاں دا ملدا وچ تاریخ جواب کوئی نہیں
کئی سو سال رہ کے حکمران ایتھے گل وچ طوق غلام دا پا بیٹھوں
بھاویں لکھ مصیبتاں چین سر تے مرد حوصلہ کدی نہ ہار دے نیں
شاہ سوار ہو کے عربی گھوڑیاں دا کھوتا کھوہ دے وچ لکا بیٹھوں

محمد علی جناح دے لگ آکے مسلم لیگ والے جھنڈے بیٹھ آجا
پچھے لگ منافقاں کافراں دے دھوکھا بڑی واری اگے کھا بیٹھوں
اکھاں میٹ کے وانگ کبوتراں دے نہیں شکار ہوندے چوکس رہن والے
کھیڈاں ساریاں کھیڈ کے جانبازاں جاچاں ساریاں آپ بھلا بیٹھوں
قدر یاد آوے پیا ایس ویلے مصرعہ خوب شاعر استاکار دا اے
تیتوں حکم کستوری خریدنے دا ڈھیر ہنگ جوائن دے لا بیٹھوں

حاجی چراغ دین جوتے کے والا

پہلوں سیواں ذات الٰہی جس دی دو جگ اندر شاہی
کر کے ڈاہڈی بے پرواہی اللہ رحم کماوے گا
کوئی دن پا کے قائداعظم
پاکستان بناوے گا
ملے گی سب نوں امن آزادی نہیں کر سکنی کے اپادی
حق حقوق ملن بنیادی خوشیاں ملک مناوے گا
کوئی دن پا کے قائد اعظم
پاکستان بناوے گا
کوئی نہ کرے ساڈا استحصال وسے دنیا ہو خوشحال
ہر کوئی امن خوشی دے نال اپنا وقت لنگھاوے گا
کوئی دن پا کے قائد اعظم
پاکستان بناوے گا
بھانویں جیویے بھانویں مریے بھانویں دکھ مصیبت جریے
اپنا حصہ وکھرا کریے، سانوں کون ہٹاوے گا
کوئی دن پا کے قائد اعظم
پاکستان بناوے گا

تخی سینے بھکھے رہیے غیر خیالاں وچ نہ پیے
آپاں امن آزادی لیے چین دلاں نوں آوے گا
کوئی دن پا کے قائد اعظم
پاکستان بناوے گا
قائد نے گل آکھی جیہڑی قوم نے جے نہ اکھ اگھیڑی
بحر غماں دے وچوں بیڑی اللہ پار لنگھاوے گا
کوئی دن پا کے قائد اعظم
پاکستان بنا وے گا
جدوجہد جے ہوندی رہے گی اپنے گلوں غلامی لہے گی
قوم جے نہ تکلیفاں سہے گی حصہ کون وںڈاوے گا؟
کوئی دن پا کے قائد اعظم
پاکستان بناوے گا
سارے کوشش کرو بھراؤ اپنا ملک آزاد کراؤ
ایتھوں کھٹو ایتھو کماؤ اللہ برکت پا دے گا
کوئی دن پا کے قائد اعظم
پاکستان بناوے گا

(1947ء)

اللہ دتہ ناظر

(1)

محمد علی ہے قائد ساڈا جان واراں گے ایہدے فرمان اُتے
مسلم لیگ جماعت تخلیق ایہدی حاسد حسد کردے جیہدی شان اُتے
ایہدی لیگ نے پاؤنی ایں لیک ایسی پاکستان بن جانا جہان اُتے
سکھی وساں گے کفر چوں نکل ناظر میرا پختہ یقین قرآن اُتے

(2)

محمد علی جیہا رہبر مومناں نوں بڑے ہوئے آں جیہدی تلقین اُتے
مٹھا صبر دا پھل جہان آکھے رحمت رب برسے صادقین اُتے
ویلا دور نہیں صبر دے نال بیٹھو تقویٰ رکھ رب العالمین اُتے
ہس کھیڈ کے لنگھے گی عمر ناظر پاکستان دی پاک زمین اُتے

حافظ امرتسری

لے کے رہواں گے پاکستان

منگتے نہیں جے منگیئے دان
لے کے رہواں گے پاکستان

ساڈا رہنا سہنا وکھرا ساڈا اُٹھنا بہنا وکھرا
وکھری آن تے انکھ اے وکھری وکھرا دین ایمان
لے کے رہواں گے پاکستان

خضر ہوئے یاں گاندھی ہوناں نیویاں کر دیو سب دیاں دھوناں
پاکستان دا نعرہ لا کے کر دیو سب دا گھان
لے کے رہواں گے پاکستان

تارا سنگھا کیہوں ڈراوناں ایں اکھاں مسلیاں نال ملاؤناں ایں
ساڈا کجھ وگاڑ نہیں سکدے ایہہ تلواراں ایہہ کرپان
لے کے رہواں گے پاکستان

کسے دی دھمکی توں نہیں ڈرنا وچ میدان دے جیونا مرنا
گجنا شیراں وانگوں حافظ ساڈی آن تے شان
لے کے رہواں گے پاکستان

محمد رفیع اختر لاہوری

(1)

غازی علم دین شہید

ڈشمن پیدا رسول دا ہو گیا اے میرے دل ڈاہڈا شرمسار کیتا
راجپال لعین نوں قتل کر کے علم دین نے نہیں انکار کیتا
جا کے وچ عدالت دے وانگ مرداں میں ای ماریا صاف اقرار کیتا
ڈشمن پاک رسولؐ دا مار کے تے نبی پاکؐ دا میں دیدار کیتا
ایہہ دنیا کیہ عشقی سوار لئی اے پیدا دوئیں جہانیں وقار کیتا
صدقے پاک رسولؐ توں جان کیتی' جھوٹھے دم نہیں اعتبار کیتا
دنیا والیو نہ جھٹلاؤ مینوں میں ای ایس لعین تے وار کیتا
اللہ اوس نوں کرے پیارا اختر جنھے نبی دے نال پیار کیتا

(2)

تیریاں دیکھ کمزوریاں مسلماناں! اوہدر لالیاں دے دل کُھل گئے نی
ہُن تے توپ بندوق دی گل کر دے تے چھٹنکی دے وٹے توں بُھل گئے نی
ڈھائی پھٹ دو جتھ دکھا چھتی' ایہہ تے گھلدے گھلدے کُھل گئے نی
اختر جہاں نوں توں منا ونا سی اوہ تے تینوں منان تے تُل گئے نی

(3)

ایہہ تے دولت توں بندے خریدے نیں سکھیا ووٹ تھلے ایہناں نوٹ دھرنا
توڑ تاڑ کے حرص دے جال سارے' ممبر اپنا ٹسی محدوث کرنا

(4)

توں نہ جے مظلوماں دے درد ونڈے توں ای دس کیہ تیرا ایمان کہے گا
جے نہ شرح رسولؐ تے چلیا توں کیہ حدیث کہے گی کیہ قرآن کہے گا
بُریاں وادیاں جے نہ چھڈیاں توں تینوں کدی نہ چنگا جہان کہے گا
مسلمان! کافر ہو یا دل تیرا تینوں کون اختر مسلمان کہے گا

(5)

قائداعظم دا فرمان

قائداعظم دا فرمان
اک ہو جاؤ میری جان

آؤ مسلم لیگ بناؤ — ویری دا نہ دھوکھا کھاؤ
گلوں طوق غلامی لاہو — بن کے رہ گا پاکستان
قائداعظم دا فرمان

دشمن تہاڈا ہے چوفیرا — دور دکھاں دا کرو ہنیرا
آزادی دا نور سویرا — ہو کے رہ گا وچ جہان
قائداعظم دا فرمان

مکر چلاون پوٹے پوٹے — منہ دے مٹھے دل دے کھوٹے
ہندو لالے موٹے موٹے — آکھن ساڈا ہندوستان
قائداعظم دا فرمان

نہرو گاندھی اتے پٹیل — بلدی اُتے پاون تیل
جھوٹھ سچ دا کیہ اے میل؟ — آزادی توں ہو قربان
قائداعظم دا فرمان

ساڈا وکھرا پیا تانا — ساڈا وکھرا پینا کھانا
اساں تے وکھرا ملک بنانا — ساڈی سب توں وکھری شان
قائداعظم دا فرمان

اختر ویلا کرے اشارے — اک مِک اک مک ہو جاؤ سارے
لاالہٰ دے مار کے نعرے — توڑ دیو بُتاں دے مان
قائداعظم دا فرمان
اک ہو جاؤ میری جان

(6)

قائد اعظم دی سچی آواز سُن کے مسلمان میدان وچ آ گیا اے
پہلا جوش ایمان لے دلاں اندر ہر بے جان اج جان وچ آ گیا اے
پاکستان بنا اے تے ضرور بنا اے آن والا اج آن وچ آ گیا اے
مسلمان غلام نہیں رہ سکدا اختر صاف قرآن وچ آ گیا اے

(7)

وے نے امن کمیٹیاں قائم کردے راتی کوٹھیاں نوں بمب ماردے نیں
توبہ توبہ ایہہ مکر فریب والے کتنے مکر دے جال کھلار دے نیں

(8)

لتّی خضر وزارت ایمان دے کے دیکھو کس پچھے بے ایمان بنیا
بنیا پیر دانہ تے رسولؐ دا نہ جے بنیا تے ثانی شیطان بنیا
عقل بنی نہ ایس دی بنی دنیا جے ایہہ پیر دا نافرمان بنیا
اختر خضر منہ کالا کرا بیٹھا اے کلوں دیکھ لے گا پاکستان بنیا

(9)

میں پاکستان بنانا ایں میں پاکستان بناواں گا
گاندھی دے ناپاک ارادے مٹی وچ ملاواں گا
ایہہ گل میری سولہ آنے سمجھو سارے ایہہ ہے اے ٹھیک
غلامی توں آزادی لیتی بکّی سوچی ہے نا ٹھیک
تہاڈے گلوں ایہہ طوق غلامی ان شاء اللہ لاہواں گا
میں پاکستان بنانا ایں میں پاکستان بناواں گا
گاندھی دے ناپاک ارادے مٹی وچ ملاواں گا

شیر افضل جعفری

مسلم او آلیا بھولیا او سدھیا سادیا ڈھولیا

تینوں خبر کائی نہیں — ہُن تائیں سُرت آئی نہیں
انگریز تے کھتری دیاں — ہُن دیس اچ رل چھڑدیاں
لیہے نہیوں ویری تیرے — کجھ ہور وی ہن سر پھرے
کئی یونینسٹ اکھویندے — احراری کئی سدویندے
تے خاکساری بے سُرے — چائی دوے ہتھی بیلچے
ہے ساریاں دا مشورہ — کھوٹے ہتھی کوئی نہیں کھرا
ایہہ گل تینوں معلوم ہے — تیرا اوہو مخدوم ہے

جو لیگ دا خادم بنے

گاندھی دے ہتھ وچ دے نہ ہتھ — رکھ لے تو اج کلے دی پت
ہے قائد اعظم ترا — سوہنا سیانا رہنما
اس اچ کوئی لالچ نہیں — اوہ وک نہیں سکدا کدیں
اوہ مشرکاں تے دلیر ہے — اوہ رسول عربی دا شیر ہے
اوہ بندہ اوپری دیج دا — اوہنوں راتھ آکھنا سجدا
اوہدی ہند سندھ اچ دھوم ہے — تیرا اوہو مخدوم ہے

جو لیگ دا خادم بنے

(1946ء)

حکیم شیر محمد ناصر

(1)

فجرے بعد نماز دعاء منگی مولا حالتاں ویکھ اسلام دیاں
تینوں پاک محمدؐ دا واسطہ ای کٹ مشکلاں ہندی غلام دیاں
غیبوں آئی آواز کہ جو قوماں تابع حق دے ہین احکام دیاں
مالک ملک دا اوہناں نوں کر دیاں نیں دوتویں میماں محمد دے نام دیاں
ہو کے اک سارے ہندوستان والے حکم حق تے عمل کما لیئے
اوس حافظ ناصر دی مدد کرنی بگڑی اپنی آپ بنا لیئے

(2)

گردش فلک تھیں ہند اُتے چڑھیا یورپ جدوں غنیم آ کے
وسدی علمی دنیا اُجاڑ دِتّی ہائے افسوس انگریزی تعلیم آ کے
دوجا اسلامی دنیا خلد جیہی کردتی عیسائیاں جہیم آ کے
نالے بند تاریخ اسلام کر کے کیتی اپنی تاریخ مقیم آ کے
ساڈی جمع خاطر اُتے ضرب لا کے کیتا نال تفریق تقسیم آ کے
نقطہ ز آزادی دا بجھ سانوں گھیرا پالیوئیں وانگ جیم آ کے
چڑی سونے دی ہندنوں جان کے تے لے گئے لُٹ ساری زر و سیم آ کے
جیہی غیر تعلیم نے لُٹ پھیری لُٹ گئے سب رنگ قدیم آ کے
ایس وِق تعلیم دے اساں تائیں جیہے چمڑے نیں جراثیم آ کے
لاعلاج مریض ہُن کہہ رہیا اے عرب وچوں قرآن حکیم آ کے

(3)

پاکستان جد وکھرا کہیا اساں سارے جگ والے ساڈے ویر ہو گئے
بھلا غیر تے فیر وی غیر ہوئے ساڈے اپنے ای کئی غیر ہو گئے
عقل نال بابے پاکستان لیا تے مخالفاں دے ٹٹو ٹیر ہو گئے
دنیا وچ ناصر ساڈے دشمناں دا منہ کالا اُتے نیلے پیر ہو گئے

اسماعیل متوالا

بن کے رہنا پاکستان

پکا اے ساڈا ایمان — بن کے رہنا پاکستان
پاکستان دی ایہہ پہچان — وٹڈیا جانا ہندوستان
پاکستان دا نقشہ وسیا — قائد اعظم من وچ وسیا
ویری ہن نسیا کہ نسیا — چت دے نظر آئے سامان
پکا اے ساڈا ایمان — بن کے رہنا پاکستان
ساری قوم دا اِکو نعرہ — قائد اعظم رہبر پیارا

کر دیوے جے اک اشارہ　　جندڑی کر دیئے قربان
پکا اے ساڈا ایمان　　بن کے رہنا پاکستان
پاکستان دی ایہہ پہچان　　ونڈیا جانا ہندوستان

انقلاب زندہ باد

(2)

اساں چکنا ایں گھنڈ آزادی دا تے توڑ دینا ایں زنجیراں نوں
سینہ اپنا ڈھال بنا کے تے اساں موڑنا ایں موت دے تیراں نوں
جیلے ہمت نال سنگارنا ایں اساں قوم دیاں تقدیراں نوں
دنگ ہووے گی دنیا ساری رنگ چڑھنا ایں تدبیراں نوں
ہو گئی شمع حریت روشن جگ ویکھے گا تنویراں نوں
سوئی صدق یقین دی لے کے تے اساں سینا ایں دل دیاں لیراں نوں
پلکاں توں پونجھے نیں اتھرو خوش کرنا ایں دلگیراں نوں
کھوہ زہر پیالے ہتھاں چوں اساں زندگی دینی ہیراں نوں
قابو کرنے کیدو کھیڑے نیں اساں بدل دینا ایں تاثیراں نوں
جھولی بھر بھر موتی ونڈنے اساں پاؤنا خیر فقیراں نوں
نویں سرے توں زندگی دینی ایں اساں حسن دیاں تصویراں نوں
اکھ متوا تے پڑھن والی چم لیندی اے تحریراں نوں
(1946ء)

غلام محمد نقش ہاشمی

آزادی

(1)

تیریاں عظمتاں دے قصے لوک جانن تینوں یاد کراواں جے بھلدا ای
تو سردار سیں مشرقاں مغرباں دا توں امام سیں دنیا کل دا ای

جھنڈے ہندا تے جہاں آن گڈے لکھ وار صدقے اوہناں غازیاں توں
کفرستان وچ جہاں اسلام آندا دنیا واراں میں اوہناں حجازیاں توں
ہند سندھ وچ جہاندی دھاک بیٹھی اسیں خون ہاں اوہناں بلکاریاں دا
نعرہ اُٹھ کے لا توحید والا رنگ دس فیر اوہناں سرداریاں دا
کدوں تیک غلامی دا طوق پا کے ستا رہیں گا ایس جہان اندر
آ جا وچ میدان دے غازیا اوئے جھنڈے گڈ دے زمین آسمان اندر
اُٹھ غزنوی ' غوری تے وانگ بابر چھا فیر ایسے ہندوستان اُتے
جیہڑا خلل کے سامنے آ جاوے بھاری بن جاوے اوہدی جان اتے
ہندو بائیے اتے انگریز دوئیں سدا رہے کردے پریشان تینوں
آ جا جناح دی لیگ دے ہیٹھ جھنڈے جے چاہیدا ای پاکستان تینوں
پُچھ چین جاپان اٹلی روس کولوں بھار کیہ آزادی دا کھلھدا اے
جدوں ملک غلام آزاد ہووے اوودوں خون شہیداں دا ڈلھدا اے
نقش توڑ غلامی دے طوق سارے گرم لوہے اُتے سٹ لا چھیتی
پہلاں وانگ طارق ساڑ کشتیاں نوں چے قدم تیرے فتح آن چھیتی

(2)

غازی مرد

تُوں ایں غازی شیر جوان سب توں اُچی تیری شان

ایہہ لبدا اے چڑھدا تیرا
اتر تیرا ڈیرا
اُٹھ خدا دیا شیرا
آ اک واری اسلا پھیرا

تینوں کیہڑی گل دی کان توں ایں غازی شیر جوان

توں اسلام دا سچا غازی
پھیر دکھا اوہ شان حجازی

سر دھڑ دی فیر لا دے بازی
کر لے اپنے رب نوں راضی
گونجے نعرہ وچ جہان   تو ایں غازی شیر جوان
ہندو نوں فیر سبق سکھائیں
افرنگی نوں راہے پائیں
ہر کافر نال لڑ دا جائیں
کمزوراں تے ہتھ نہ پائیں
ایہو تیری عظمت آن   توں ایں غازی شیر جوان
غازی جد میدان وچ گجے
کافر چھڈ میدانوں بھجے
ہر پاسے ایہہ نعرہ وجے
لے کے رہنا پاکستان   توں ایں غازی شیر جوان

خان مستانہ

پاکستان

تاریاں دی چھاں دے وچ   بیٹھا ساں کجھ دھیاں دے وچ
تارا سی کوئی کوئی دسدا   غم سی کلیجہ گھسدا
ویلے نے پاسا پرتیا   شب تے ہنیرا ورتیا
میں بسترے چوں اٹھیا   سستی دے موہوں چھٹیا
ساں باہر وتے جا رہیا   خیالاں دے نقشے لاہ رہیا
بادنسیم سی جھلدی   رحمت چوفیرے ہلدی
سبزے تے موتی ڈھلکدے   ساغر دے وانگوں چھلکدے
ڈٹھا کہ اک مزدور سی   ہتھوں سفر دے چور سی
سن تیز لیراں گنڈھیاں   اوہ وی نیں سکھے ہنڈیاں

گھا بسترے دا ویس سو ۔۔۔ تے آسماں دا کھیس سُو

بانہہ دا سرہانہ اوس دا

بستر شہانہ اوس دا

باتاں جد اے دل بولیاں ۔۔۔ اوہنے وی اکھیں کھولیاں

میتوں اچانک ویکھیا ۔۔۔ اوس ویکھ کے تے ایہہ کہیا

توں کون میرے ہیں مگر ۔۔۔ میتھوں ہیں بالکل بے خبر

تینوں نیں سیراں بھاندیاں ۔۔۔ خوشیاں نیں تیریاں باندیاں

توں سمجھنا ایں راضی ہاں میں ۔۔۔ تو حال تے ماضی ہاں میں

توں بادشاہ سیں سجناں ۔۔۔ توں جان دا سیں گجناں

تیرے اشارے تے میاں ۔۔۔ چلدا سی سارا کارواں

توں قافلہ سالار سیں ۔۔۔ تے بیکساں دا یار سیں

ایہہ واقعہ ہے کل دا ۔۔۔ تیرا سی سِکہ چلدا

شاہی تیری محکوم سی ۔۔۔ دنیا تے تیری دھوم سی

توں کاروانی دے عوض ۔۔۔ توں راجدھانی دے بعوض

محکوم رہنا منیا ۔۔۔ کیہ سوچیا ای جنیا

کیہدر اوہ قربانی گئی ۔۔۔ کیہدر اوہ سلطانی گئی

جدتوں بے قربانی گئی ۔۔۔ عزت تیری رانی گئی

جدتوں بے اُچا سمجھدا ۔۔۔ اپنے توں سچا سمجھدا

تدتوں بے چینا ہو گیا

مشکل ہے جینا ہو گیا

ہن دس مسیتے جاوندا ایں ۔۔۔ مولا نوں وی یاد آوندا ایں

کرنا وی ایں قربانیاں ۔۔۔ اسلام دیا آبانیاں

اُنج کہیں مدینے والیا ۔۔۔ میتوں غماں نے کھا لیا

جی ہند وچ نہیں لگدا ۔۔۔ سینے ہے بھانبڑ اگ دا

میتھوں مدینے سد تو — موڑھے ہوا دے لاتو
ایہہ غلط تیرا خیال اے — مولا نہ تیرے نال اے
مولا تے ہے مظلوم دا — مولا تیرے جیہے شوم دا؟
مولا نوں وی ہیں ٹھگدا — بے شک ہیں سوہنا لگدا
اُٹھ اج وی مولا دا ہو — جو چاہیں گا جائی گا ہو
شاہی تیرے گھر آئے گی — دنیا تینوں خود چاہے گی

اُٹھ مسجداں آباد کر
مڑ کے خدا نوں یاد کر

جندڑی جناح توں وار دے — سرتوں اے بھار اُتار دے
ایہہ پندھ ہے نزدیک دا — کر سنگ مسلم لیگ دا
اسلام دا سکہ چلا — سکے تے لکھ دے لاالہ
فیر میریاں لیراں دی لاہ — توفیق سبھ دیوی خدا
تیری نظر ہے جان دی — رکھ آس پاکستان دی
تد تک میں انجے رہوساں — سبھناں نوں انجے کہوساں
اسلام زندہ کر لوو — ڈبو نہ سجنوں تر لوو
مستان دل دی اک گل — سب نوں سناون اُٹھ چل

سب بے سوارے ہون گے
وارے نیارے ہون گے

اسیر سوہلوی

(۱)

جنجر

چھڈ دے اڑی ڈر رب دے غضب کولوں سور کھ ضدوں نہ بھکیاں چین والے
دفتر قوم دے تھیں آخر لبھنا ایں قلم دان وزارت دا لین والے
لا اج ڈیڈا بھراواں دے نال رل کے مڑ ج خودی دے نی بہن ڈھین والے
جیویں جنجر سکندر دے نال کیتی تیرے نال کرن اُٹھن بہن والے

شوکت قوم دی نوں جیویں میٹیا ای بلدی اپنی ہُن اُچی شان ویکھیں
جیویں مان بھراواں دا توڑیا ای انجیں اپنا ٹُٹڈا مان ویکھیں
اُڈ دھوڑ دے بدلاں وانگ جاسن ایہہ غرور دے ساز سامان تیرے
توں دربار توحید نوں چھڈیا اے رہسن در تیرے نہ دربان تیرے
تینوں واسطہ رب دا پا کے تے تینوں سد رہے جانی جان تیرے
تیری طفل تسلی نوں ویکھ کے تے ہین تالدے کل حیران تیرے
گیا ول غیراں ملک ول لھیاں جیویں سپ لُبھان کوئی رنج گیا
رستے خضر جہان نوں پان والا ویکھو آپ اج راہ توں کھنج گیا
دن دا گیا جیکر راتیں پرت آوے دانے کہن اوہنوں بھلا جاپئے نہ
جدوں اپنے سامنے ہون بیٹھے شکل غیر دی کدی پچھانیے نہ
بی بیج اتفاق دا دلاں اندر تھوکدی نفاق دے تاپیے نہ
جدوں اپنے سامنے ہون بیٹھے شکل غیر دی کدی پچھانیے نہ
دُکھی دیکھ کے بجاں پیاریاں نوں آپ بیٹھ لاہنے موجاں مانیے نہ
دُکھی قوم نوں ہور دکھیار کر کے لبھے سکھ جے کوئی تے لبھدا نہیں
عاشق (1) حیؔ (2) دا جوڑتے بھیدا اے جوڑ خضر (3) بلدیو (4) دا بھیدا نہیں
بہہ بہہ ہوٹلاں (5) وچ راتیں نال غیراں قوم واسطے گنڈیاں ڈوریاں نی
سانبھڑا وڈیا اج وی یاد رکھیں پھڑیاں جانیاں انت ایہہ چوریاں نی
پچھے وار نے نیں انت مسلماناں بکل وچ جو بھنیاں بھوریاں نی
کھوبے وچ ایہہ پھسدیاں وسدیاں نیں جیہدر ٹوراں وزارتی ٹوریاں نیں
دانا بن لے کم دانائی کولوں ایویں نہ بن مورکھ نادان آجا
شاہسوار بن موڑ کے واگ ہن وی آجا قوم دے ول میدان آجا
بنیاں رہیں گا کدوں تک صدر محفل اوڑک گڈی صدارت توں ہلناں ای

1۔ عاشق حسین ملتان والے جو حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی کے جد امجد میں سے تھے خضر کے خلاف ایجی ٹیشن میں کرفیو کے دوران چوہدری کے پاس کار میں ان کو گولی لگی اور شہید ہو گئے۔ (اسیر)

2۔ میاں عبدالحی وزیر تعلیم۔ 3۔ خضر حیات ٹوانہ۔ 4۔ سردار بلدیو سنگھ۔ 5۔ فلیٹی ہوٹل لاہور میں کانگرس اور یونینسٹ پارٹی نے مسلم لیگ کے خلاف ایک اجلاس کیا تھا۔ (اسیر)

تو سکندر حیات (1) دی جگہ لی تیری جگہ نوں کسے نے ملناں ایں
اوتھوں گھلیا اے تینوں جس ایتھے ایتھوں فیر تینوں اوتھے گھلنا ایں
رہسن لاٹ دے سامنے کدوں تیکر اوڑک رب دے سامنے چلنا ایں
کلو ویکھ لیں بکھر غرور بھریا لین ویکھ آزاد اسیر تینوں
جیہڑے اج وزیر پئے ویکھدے نیں اوہناں ویکھنا انت فقیر تینوں

غازی مجاہد نوں

ایہہ گوناں گون دنیا ایں بلند آواز تیری اے
زرا اک طور تک نہیں عرش تک پرواز تیری اے
رہیا سارے زمانے تے تیرا دربار عالی اے
تیرا دربار عالی اے تیری سرکارؐ عالی اے

توں تھلے تیغ دے جامِ شہادت پین والا ایں
زرا اک آسرے رب دے تے مردا جین والا ایں
تیرے قدماں دے وچ رُلدے رہے نیں تاج سلطانی
توں شاہی تخت چھڈے نیں لی کعبے دی دربانی
تیرے علماں تے ہنراں دی زمانہ داد دیندا سی
تیرا ہتھ ظلم دی بستی نوں کر برباد دیندا سی
ایہہ بدل ظلم دے آئے نیں مطلع صاف کر مردا
توں بن حاکم زمانے دا بنے سارا جہاں بردا
تیری خاطر مسلمانا! خدا ہر شے بنائی اے
توں مالک ہیں خدائی دا تیری ساری خدائی اے
ایہہ ہند ایہہ سندھ اندلس چین تے ایران تیرا اے
عرب جاپان یورپ روس ترکستان تیرا اے

1۔ سر سکندر حیات

توں مڑ محمود بن مڑ کے صلاح الدین غازی بن
مڑ اوسے خالدی جذبے توں آمرو حجازی بن
مزاج قربانیاں وچ کربلا دی شان پیدا کر
کراوہو دل ذرا پیدا تے اوہ ایمان پیدا کر
تیرے اکو ای نعرے نے سارا خیبر ہلایا سی
جدوں یرموک دے وچ یاد ای حیلا نسایا سی
میں پاکستان لینا ایں کسے نے دان نہیں دینا
ایہہ بن دا حق میرا اے کدی میں جان نہیں دینا
مسیتاں سنجیاں ہوئیاں اساں آباد کرنا ایں
وجا توحید دا ڈنکا کفر برباد کرنا ایں
قلعہ دِلّی دا بِلّہ یاد کر کس دی نشانی ایں
جے ہے اوہ شان بابر دی تے ہمت شاہجہانی ایں
محبت دا ہے اک نقشہ کھڑا جمنا کنارے تے
ہے عظمت اوس دی مردا صرف اوہدے سہارے تے
ایہہ خطہ جنت الفردوس دا کشمیر تیری اے
بے وارث ہیں توں جنت دا تے ایہہ جاگیر تیری اے
رسول پاکؐ دا صدقہ اسیرؔ آزاد ہو جاوے
خدا دا شکر لکھ واری ایہہ گھر آباد ہو جاوے

(3)

ماتم نہ کرے دل بُوہیں برباد وطن دا
روح دُکھدا اے جد حال کراں یاد وطن دا
رکھدا نہ اسیرؔ اپنا تخلص میں کدی وی
وسنیک جے ہوندا کدی آزاد وطن دا (1)

1 کانگرس سے مسلم لیگ میں آنے پر لکھی (اسیر)

ساحل فارانی

پاکستان بنانا ایں اساں پاکستان بنانا ایں
پاکستان دا جھنڈا سب توں اُچی تھاں تے لانا ایں

ساڈی مسلم لیگ اے پیاری
کانگرس دی مت جنھے ماری
جت لینا اے قائد اعظم
نہرو نے ہر جانا ایں
اساں پاکستان بنانا ایں

آؤ سجنو رل کے سارے
لائیے پاکستان دے نعرے
اساں نہیں ڈرنا گولی کولوں
اگے پیر ودھانا ایں
اساں پاکستان بنانا ایں

سچ آکھن توں اساں نہیں رُکنا
ظلم دے اگے اساں نہیں جھکنا
کڈھنا ایں انگریز نوں ایتھوں
کفر دا نام مٹانا ایں
اساں پاکستان بنانا ایں

(5دسمبر1946ء)

آغا امداد علی خان غالب

گاندھی نہرو پٹیل دی کم نظری مسلمان تائیں مسلمان کر گئی
میں تے بڑا مشکور ہاں کانگرس دا جیہدی تنگ نظری ایہہ سامان کر گئی

آپے پایا پکھنڈ الکھنڈ والا جیہدے نال پیدا پاکستان کر گئی
قہر آلودسی اوہدی نگاہ غالبؔ پر تمنا تے میری جوان کر گئی (۱)

مولا بخش کشتہ

(1)

ستائیسویں ماہ رمضان دی سی آزادی دا جدوں اعلان ہویا
ہمت قائداعظم دی ور آئی پاکستان دا قائم نشان ہویا
جھنڈا جھولیا وچ ولائتاں دے سربلند اسلام دا شان ہویا
کجھ لتھا انگریزی جنجال گروں کشتہؔ اپنا سکہ روان ہویا

(2)

اللہ قائداعظم تے کرے رحمت جنہاں قطریوں موتی بنا دتا
پھسے ہوئے غلامی وچ مومناں نوں ہمت نال آزاد کرا دتا
اساں مورکھاں عقل دے انھیاں نوں راج کرن داول سکھا دتا
کشتہؔ جوڑ کے اوہناں نے ذریاں نوں اک سورج بنا چمکا دتا

ملک علی

(1)

دیواں ووٹ تے منگاں میں دعا وے مسلم لیگ والیا
تیرا رہبر لاثانی وے مسلم لیگ والیا
تیرا حامی پاک خدا وے مسلم لیگ والیا

(2)

ہووے جھنڈا اسلام بلند سارے
ہو جان اکٹھے دل بند سارے
مسلم لیگ نوں کرن پسند سارے

1۔ سلیم کاشر کے شکریے کے ساتھ (شہباز)

کوئی لوڑ نہ لعل جواہر دی آ
وے آجا مسلم لیگ پکار دی آ
ہند سندھ وچ نعرے مار دی آ

مولوی محمد شریف

اے مسلم ہوشیار بھائی
چھڈ غفلت ہو بیدار بھائی
در در نہ ہو خوار بھائی
ہن کر لے ہوش ٹکانے نوں
کر حاصل پاکستانے نوں
چھڈ غیراں دے دوستانے نوں

خلیفہ امام الدین بقا جالندھری

گلہ غیراں دا کریئے کیہ یارو! جدوں اپنے غیر نیں بن بیٹھے
دعویدار اسلام دے کافراں نوں لے کے اندر واندریں دشمن بیٹھے
بے دین لنگوٹی والڑے نوں جیہڑے اپنا پیر نیں من بیٹھے
سپاں وانگ خلیفہ بھرا ساڈے کڈھی اپنا اپنا پھن بیٹھے

کتابیات

(BIBLIOGRAPHY)

ماخذ

پنجابی (فارسی رسم الخط)

1۔ آزادی دے مجاہد لکھاری: شہباز ملک' مکتبہ میری لائبریری لاہور نمبر 2۔ 1981ء

2۔ ابیات: حکیم شیر محمد ناصر (قلمی) مملوکہ ڈاکٹر شہباز ملک

3۔ پن چھان: حفیظ تائب' کتب مینار لاہور۔ 1978ء

4۔ پنجاب: احمد سلیم' عوامی کتاب گھر' لاہور۔ 1970ء

5۔ پنجابی ادب تے منزل پاکستان: ڈاکٹر شہباز ملک' عزیز بکڈپو لاہور۔ 1995ء

6۔ پنجابی ادب دی کہانی: عبدالغفور قریشی' عزیز بکڈپو لاہور۔ 1972ء

7۔ پنجابی شاعراں دا تذکرہ: مولا بخش کشتہ ایڈیٹر: محمد افضل خان' مولا بخش کشتہ اینڈ سنز، لاہور۔ 1960ء

8۔ جھوک انور: ملک لال دین قیصر' قیصر بکڈپو لاہور۔ (س ن)

9۔ چٹھی خلافت دی (حصہ اوّل): حافظ عالم خان' حافظ عالم خان تاجر کتب' سیالکوٹ۔ 1920ء

10۔ حالی دی مسدس: ترجمہ سر شہاب الدین، تاج بکڈپو' بار چوتھی' لاہور۔ 1945ء

11۔ خودنوشت سوانح حیات: عبدالغفور اظہر (قلمی) مملوکہ جاوید اظہر

12۔ دیوان کشتہ: مولا بخش کشتہ' میاں مولا بخش کشتہ اینڈ سنز' لاہور۔ 1958ء

13۔ رُت لیکھا (کتاب لڑی) عظمت قادر، پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس' ہوسٹل نمبر 19، کمرہ نمبر 41' لاہور

14۔ سکھاں دی وار: شاہ محمد مرتبہ' ڈاکٹر فقیر محمد فقیر' پنجابی ادبی اکیڈمی' لاہور۔ 1965ء

15۔ سوہنٹر: ساجھی پرہیا' رام گلی نمبر 1' لاہور (بسلسلہ برسی آغا امداد علی خان غالب) 1973ء

16۔ سی حرفی مسلم لیگ: ملک علی (ناقص الاوّل' ناقص الآخر)

17۔ صدائے فقیر: ڈاکٹر فقیر (دوجا ایڈیشن) مولا بخش کشتہ اینڈ سنز لاہور۔ (1954ء)

18۔ عشق دی لہر، مرتبہ: خالد بٹ ولیس پنجاب محاذ، لاہور۔1973ء (حصہ اوّل)

19۔ فارسی رسم الخط وچ چھپیاں پنجابی کتاباں: شہباز ملک، مقالہ ایم۔اے پنجابی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔1972ء

20۔ کرم پھلواڑی: استاد کرم امرتسری مرتبہ: عبدالکریم مرتب خود نوشہرہ (س ن)

21۔ کھوج (3) ایڈیٹر: شہباز ملک شعبہ پنجابی پنجاب یونیورسٹی لاہور۔جولائی۔دسمبر 1979ء

22۔ نگراں: عبدالکریم ثمر مکتبہ عرفان، اچھرہ لاہور۔(س ن)

23۔ مسلم لیگ دا ڈھنڈورا: مولوی خادم حسین قریشی شیخ غلام حسین اینڈ سنز، لاہور (س ن)

24۔ ملک عبدالقادر خوشتر، حیاتی تے کلام محمد اقبال مقالہ ایم۔اے پنجابی پنجاب یونیورسٹی، لاہور 1989ء

25۔ ملک لال دین قیصر حیاتی تے شاعری: روبینہ تاج، مقالہ ایم۔اے پنجابی، پنجاب یونیورسٹی لاہور 1986ء

26۔ نغمۂ پاکستان یعنی عشق لہر دیاں لیگی نظماں: عشق لہر اردو بک سٹال لاہور 1946ء

27۔ نغمۂ پاکستان المعروف لیگ دی شان: سید فضل حسین مدنی شہباز چودھری اکبر علی، گجرات، 1946ء

28۔ وچار: ڈاکٹر شہباز ملک تاج بک ڈپو لاہور۔1992ء

پنجابی (گورمکھی لپی)

29۔ پنجاب دیاں لہراں: ششیر سنگھ اشوک پشنگ مالا پٹیالہ (بھارت)

30۔ قومی ایکتا (ماہنامہ) دہلی (بھارت) اپریل 1978ء

اُردو

31۔ الہام: ہفت روزہ بہاولپور 7 ستمبر 1975ء مضمون: شفیق الرحمان شفیق نوشاہی

32۔ پاکستان ناگزیر تھا: سید حسن ریاض شعبہ تصنیف و تالیف ترجمہ کراچی یونیورسٹی، کراچی۔1967ء

33۔ پنجاب، تحریک پاکستان میں: محمد انور امین، نعمت پبلی کیشنز، لاہور

34۔ پنجاب کی سیاسی تحریکیں: عبداللہ ملک کوثر پبلشرز لاہور۔طبع دوم 1973ء

35۔ پنجاب کی عورت: ارشاد احمد پنجابی ادارہ تحقیقات پاکستان دانشگاہ پنجاب، لاہور 1976ء

36۔ تاریخ پنجاب ڈاکٹر پروفیسر حمید اللہ ہاشمی مکتبہ دانیال لاہور، 2008ء

37۔ تحریک پاکستان کا ایک باب: محمد سرور سندھ ساگر اکادمی لاہور، 1975ء

38۔ تحریک و تاریخ پاکستان: محمد احسان الحق محمد شفیق علوی علمی کتب خانہ، لاہور، 1979ء

39- حصول پاکستان: پروفیسر احمد سعید ایجوکیشنل ایمپوریم' لاہور۔1975ء

40- خواجہ غلام فرید: مسعود حسن شہاب اردو اکادمی، بہاولپور۔1963ء

41- سیارہ ڈائجسٹ، لاہور۔اپریل1965ء

42- سیارہ ڈائجسٹ، لاہور۔فروری1966ء

43- فہرست گولڈ میڈلسٹ 2004ء، کارکنان تحریک پاکستان، لاہور

44- قیام پاکستان کا تاریخی اور تہذیبی پس منظر: سمیع اللہ قریشی' سنگ میل' لاہور، 1977ء

45- مہروماہ (ماہنامہ) یادگار فقیر' لاہور۔ برائے ماہ نومبر۔دسمبر 1975ء

46- نوائے وقت (روزنامہ) لاہور۔ برائے 8دسمبر 1978ء

47- نوائے وقت (روزنامہ) لاہور۔ برائے 23مارچ 1979ء

48- نوائے وقت (روزنامہ) لاہور۔ برائے 13اپریل 1979ء

ENGLISH

49- Muslim Separation in India :Abdul Hamid, Oxford University Press,Lahore-1971

50- Pakistan Christians Appeal to the UNO and world concience:Joshua Fazal-ud-din

51- Pakistan Journal of History and Culture,Islamabad

52- Rational of the Revolution:Joshua

زبانی ماخذ

53- اسماعیل قلندر، لاہور (پنجابی شاعر)

54- ایم۔اجمل، لاہور (کیریکٹر ایکٹر)

55- امام دین مجاہد، لاہور (پنجابی شاعر، کارکن تحریک پاکستان)

56- پروفیسر جلیل عالی، راولپنڈی (استاد، شاعر)

57- حاجی ملک محمد انور، بیگم پورہ، لاہور (کارکن تحریک پاکستان)

58- حکیم آفتاب قرشی، لاہور (کارکن تحریک پاکستان)

59- حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور (دانشور)

60۔ ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری، گجرات (استاد، محقق)

61۔ رفیق ڈوگر، لاہور (صحافی، نوائے وقت)

62۔ سراج الدین درویش، لاہور (پوتا استاد عشق لہر)

63۔ شریف کنجاہی، گجرات (شاعر، استاد، محقق)

64۔ ظہیر نیاز بیگی، شرق پور (شاعر، کارکن تحریک پاکستان)

65۔ عبداللطیف مسافر، لاہور (کمپیئر سوہنی دھرتی، ریڈیو پاکستان، لاہور)

66۔ فیروز دین فیروز، لاہور (شاعر، کارکن تحریک پاکستان)

67۔ محمد صدیق صبر، لاہور (شاعر، شاگرد محمد دین میر)

68۔ محمد صادق قصوری، برج کلاں قصور (محقق)

69۔ نور احمد ثاقب، جھنگ (استاد، محقق)

یہ کتاب نیشنل بک فاؤنڈیشن کی درج ذیل بک شاپس پر دستیاب ہے

- اسلام آباد: 6۔ماؤ ایریا، تعلیمی چوک، G-8/4، اسلام آباد فون: 051-9261125
    - این بی ایف بک شاپ، [illegible] اسلام آباد فون: 051-9046242-8447242
    - این بی ایف بک شاپ [illegible] سپر مارکیٹ، اسلام آباد فون: 0300-5077966
- راولپنڈی: ریلوے بک سٹال، پلیٹ فارم نمبر 3، ریلوے اسٹیشن، راولپنڈی کینٹ فون: 0333-5756891
- لاہور: ریجنل دفتر، بلڈنگ نمبر 1، ایوانِ اقبال کمپلیکس، ایجرٹن روڈ، لاہور فون: 042-99203863 فیکس نمبر: 042-99203866
    - ٹریولرز بک کلب/شاپ، علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ، لاہور۔ فون: 042-37740961
    - ریلوے بک سٹال، پلیٹ فارم نمبر 2، ریلوے اسٹیشن، لاہور فون: 0321-4376490
- واہ کینٹ: این بی ایف بک شاپ، سنٹرل لائبریری [illegible] واہ کینٹ (Premises) فون: 051-9314004
- فیصل آباد: شاپ نمبر 10، [illegible] فیصل آباد فون: 041-2648179
- ملتان: شاپ نمبر [illegible]، [illegible] ملتان فون: 061-9201281
    - ریلوے بک سٹال، پلیٹ فارم نمبر 3، ریلوے اسٹیشن، ملتان کینٹ فون: 0301-7556886
- پشاور: پلاٹ نمبر 36-37، سیکٹر B-2، فیز 5، حیات آباد، پشاور فون: 091-9217273 فیکس نمبر: 091-9217273
- ایبٹ آباد: فرسٹ فلور، پبلک لائبریری [illegible] ایبٹ آباد فون: 0992-9310291
- ڈیرہ اسماعیل خان: این بی ایف بک شاپ [illegible] فون: 0336-7221016
- سوات: [illegible] فون: 0333-9765617-0346-9155018
- کراچی: این بی ایف [illegible] کراچی فون: 021-99231762 فیکس نمبر: 021-99231089
    - ٹریولرز بک کلب/شاپ [illegible] جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ، کراچی فون: 021-99248432
    - ریلوے بک سٹال، پلیٹ فارم نمبر 1، کینٹ ریلوے اسٹیشن، کراچی فون: 0300-9254426
- سکھر: پبلک لائبریری، سکھر فون: 071-9310892
- روہڑی: ریلوے بک سٹال، پلیٹ فارم نمبر 3-4، ریلوے اسٹیشن، روہڑی فون: 0307-2952608
- حیدرآباد: این بی ایف بک شاپ [illegible] حیدرآباد فون: 022-9200251-0347-3201457
- خیرپور: این بی ایف بک شاپ [illegible] خیرپور فون: 0304-3762791
- لاڑکانہ: این بی ایف بک شاپ [illegible] لاڑکانہ فون: 074-9410229
- جیکب آباد: این بی ایف بک شاپ [illegible] جیکب آباد فون: 0722-650817
- کوئٹہ: [illegible] کوئٹہ فون: 081-9201570 فیکس: 081-9201869

نیشنل بک فاؤنڈیشن

6۔ماؤ ایریا، تعلیمی چوک، G-8/4، پوسٹ بکس نمبر 1169، اسلام آباد

فون: 051-9261125-2255572 فیکس نمبر: 051-2264283

ای میل: books@nbf.org.pk ویب سائٹ: www.nbf.org.pk

maablib.org

تحریک پاکستان
اور
پنجابی ادب

(ترمیم واضافے کے ساتھ)

ڈاکٹر شہباز ملک

تحریک پاکستان اور پنجابی ادب

(ترمیم واضافے کے ساتھ)

ڈاکٹر شہباز ملک

ڈاکٹر شہباز ملک پنجاب کے ان ادیبوں اور محققوں میں سرفہرست ہیں جنہوں نے اپنے کام کی عظمت سے اپنے نام کو وقعت ورفعت کا ہم معنی بنا دیا ہے' ذہانت وفطانت کے ساتھ ساتھ محنت سے محبت کا جذبہ نیز فکر ونظر کی جو گہرائی اور راستی ملک صاحب کو ودیعت ہوئی ہے وہ ان ہی کا حصہ ہے۔

(ڈاکٹر محمد احسان الحق)

Price Rs. 230/-